عظمتِ خاندانِ نبوّت، فضیلتِ ساداتِ فاطمیّہ، ادب و احترام نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اور مسئلہ کفوء کی شرعی حیثیت پر نہایت تحقیقی تصنیف

اَلْمَسْئَلَۃُ الْجَیِّدَۃُ فِی کِفَاءَۃِ السَّیِّدَۃِ



مُصنّف:
مُحقق العصر مُفتیٔ اعظم آزاد کشمیر
حضرت علامہ مُفتی محمد حُسین چشتی گولڑوی
بانی و مہتمم سُنّی حنفی دارالعلوم۔ بانڈی عباس پور۔ آزاد کشمیر

بحُسنِ اہتمام: سیّد عظمت حُسین شاہ گیلانی ہزاروی

عظمتِ خاندانِ نبوّت، فضیلتِ سادات فاطمیہ،
ادب و احترام نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسئلہ کفوء کی
شرعی حیثیت پر نہایت تحقیقی تصنیف،

اَلْمَسْئَلَۃُ الْجَیِّدَۃُ
فِیْ
کَفَاءَۃِ السَّیِّدَۃِ

مُصنّف:
مُحقق العصر مُفتیٔ اعظم آزاد کشمیر
حضرت علامہ مفتی مُحمّد حُسین چشتی گولڑوی
بانی و مہتمم سُنّی حنفی دار العلوم۔ بانڈی عباس پور۔ آزاد کشمیر

بحُسنِ اہتمام: سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی ہزاروی

زاویہ پبلشرز
8-C (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون 042-7248657 فیکس 042-7112954
Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@yahoo.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ

مصنف: مفتی محمد حسین چشتی

حسن اہتمام: سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی

کمپوزنگ: عرفان یوسف، محمد لقمان یوسف 0300-5213385

پروف ریڈنگ: سیّد علی اکبر گیلانی، محمد کامل ضیاء عباسی

ناشر: آل حسن اکیڈمی

تعداد: 1100

ہدیہ: 130

سن اشاعت: اکتوبر 2006ء

ملنے کے پتے

۱۔ اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی 051-5536111

۲۔ مدرسہ غوثیہ النور کالونی سیکٹر 2 جہاز گراونڈ۔ راولپنڈی 0321-5275251

۳۔ احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی

۴۔ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار۔ راولپنڈی

۵۔ اسلامی کتب خانہ کچہری روڈ، ایبٹ آباد

۶۔ آل حسن اکیڈمی۔ ۱۸۔ گیلانی ہاوس گلی نمبر ۱، اے لین نمبر ۲، چکلالہ سکیم ۳ ولایت کالونی۔ راولپنڈی۔ فون نمبر 051-5501397

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

کتاب ھذا کا

انتساب

سیّد نا و مرشدنا فانی فی اللہ، باقی باللہ

آیۃ من آیات اللہ، غوث الوری

حضرت پیر سیّد مہرعلی شاہ قدس سرّہ

چشتی قادری گولڑوی

کے نام نامی سے کیا جاتا ھے۔

جن کی نظر عنایت سے احقر کو یہ توفیق حاصل ہوئی۔

مفتی محمد حسین چشتی

مہتمم سنی حنفی دارالعلوم

عباس پور آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿بروز قیامت آواز آئے گی﴾

" یا اھل الجمع نکسوا رءوسکم و غضوا ابصارکم
حتی تمر فاطمۃ بنت محمد علی الصراط"

اے محشر والو! سروں کو جھکالو اور آنکھیں بند کرلو تاکہ محمدِ عربی ﷺ کی شہزادی فاطمہ علیہا السلام پل صراط سے گزر جائے (حدیث شریف)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
اس بتولِ جگر پارۂ مصطفےٰ ﷺ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلویؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ

دین سارے کا سارا ادب ہے

پہلی منزل ادب عشق دی ، بناں ادب مراد نہ پاوے
بے ادباں دی بستی اندر، کدی ٹھنڈی ہوا نہ آوے
ادب توں ودھ عبادت کیہڑی، جیہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظمؔ اوہدے بخت سوتے ، جنہوں ایہہ دولت مل جاوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہزار روزہ، ہزار اتقاء، نماز ہزار
ہزار زہد و عبادت، ہزار استغفار
ہزار طاعت شب ہا، ہزار بیداری
قبول نیست اگر خاطرے بیازاری

چند برس پہلے لکھی جانے والی زیرِ نظر کتاب کے مسودہ کی فوٹو کاپی محترم جناب سیّد طفیل کاظمی اور خطیب اسلام سیّد غلام یٰسین شاہ صاحب بخاری چشتی گولڑوی مد ظلہما کی وساطت سے ہم تک پہنچی اور ساتھ ہی ان حضرات عالی وقار نے نہایت فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شائع کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ فجزاھما اللہ خیر الجزاء محترمی قبلہ سیّد علی اکبر گیلانی کے ہمراہ پشاور میں اپنے جدِ اعلیٰ حضرت سیّد حسن بادشاہ گیلانی قادری قدس سرہ کے مزار پرانوار پر کتاب کا مسودہ لے کر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور صاحب مزار کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ غوثیت کبریٰ میں استغاثہ پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کو شایانِ شان طریقے سے منصۂ شہود پر لانے میں امداد غیبی فرمائے، قطبِ وقت حضرت سیّد محمد امیر شاہ گیلانی قادری قدس سرہ کے نورِ نظر لختِ جگر وارث فیضان غوث اعظمؓ سیّد نور الحسنین گیلانی المعروف سلطان آغا مدظلہ نے بھی دل گداز دعاؤں سے نوازا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ بحمدہ تعالیٰ آغاز سے اب تک کوئی دشواری پیش نہیں آئی، طباعت کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری سیّدی صاحبزادہ سیّد شاہ احمد کمال کاظمی جگر گوشہ غوث زمان

شمس المشائخ سیّدی ومرشدی حضرت پیر سیّد غلام مصطفےٰ شاہ کاظمی نقشبندی قدس سرہ العزیز مسند آرائے آستانہ عالیہ طوری شریف ایبٹ آباد نے اپنے ذمہ لے لی۔ کمپوزنگ کی سعادت میرے انتہائی مخلص دوست برادرم عرفان یوسف اور لقمان یوسف کے حصے میں آئی۔ پروف ریڈنگ کیلئے جناب سیّد علی اکبر گیلانی وعزیزم محمد کامل ضیاء عباسی نے تعاون کیا۔ اس عاجز سگ درگاہ جیلانیؓ کی درخواست پر فخر اہل سنت مجاہد کبیر حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی، پیکرِ صدق واخلاص حضرت قاضی رئیس احمد قادری، برادرم حضرت علامہ سیّد امتیاز حسین شاہ کاظمی، برادر طریقت فاضل نوجوان سرمایہ اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی اور صاحبزادہ نفیس احمد قادری فاضل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم دامت برکاتہم القدسیہ نے تقاریظ عنایت فرمائیں۔ برادرم علامہ سیّد واجد علی گردیزی قدم بہ قدم ساتھ رہے، واجب التکریم حضرت علامہ پیر سیّد زبیر احمد شاہ صاحب بخاری مدظلہ مہتمم جامعہ جمال القرآن کھوٹہ نے ہر موقعہ پر مفید مشوروں سے نوازا۔ خالق کائنات کی بارگاہ سے دعا ہے" اے مولا کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل اِن سب حضرات کو سیّدہ کائنات خاتونِ جنت علیہا السلام کی نگاہ عنایت و شفقت عطا فرما اور بروز قیامت ہم سب کو حسنین کریمینؓ کے نانا جان ﷺ کی شفاعت اورزیارت سے بہرہ مند فرما۔ آمین

کتاب کی طباعت تاخیر سے ہورہی ہے، تصدیق وتائید فرمانے والے اکابر میں سے حضرت علامہ پیر سیّد محمد اشرف شاہ کاظمی، حضرت قاضی لطف الرحمٰن صاحب، حضرت قاضی محمد امین کاشف اور حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری علیہم الرحمۃ وصال فرما چکے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی قبور پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے۔

حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کتاب شائع کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بارگاہ سیّدہ خاتونِ جنت علیہا السلام میں نذرانہ عقیدت ہو جائے اور دلوں کی دنیا میں عشق وادب کی بستیاں آباد ہو جائیں، سینے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے روشن ہو جائیں اور ایمان کو تقویت ملے۔ اگر چہ دوسری جانب سے لکھے جانے والے مواد میں نہایت جارحانہ انداز اپنایا گیا ہے جس سے سادات کرام بالخصوص اور دیگر مسلمان بالعموم رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے جس کام سے خاندانِ نبوت کی توہین اور ہتک کا پہلو نکلتا ہو وہ مسلمانوں کیلئے دل آزاری کا سبب ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ نے فرمایا ''ہزار ہا دل بوجہ ہتک حرمت اہل بیت رنجیدہ وشکستہ خواہند بود'' یعنی اس قسم کے فتوؤں سے ہزار ہا دل اہل بیت کی ہتکِ حرمت کی وجہ سے رنجیدہ ہونگے (فتاویٰ مہریہ)

ادب ہی سرمایہ ایمان ہے اور اس کے لیے اپنے آپ کو مٹانا پڑتا ہے۔

محبوب کی گلی کوچوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنائے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔

مٹی نوں اکسیر بناوے واہ کیا بات ادب دی
ادب مراد تے ادب حضوری بڑی اُچی ذات ادب دی
اپنا آپ گوایاں باجھوں نہ ملے خیرات ادب دی
اعظم مر کے حاصل ہوئی مینوں ایہہ سوغات ادب دی

کسی عارف نے اس حقیقت کو یوں بھی بیان کیا ہے!

یہاں ہونا، نہ ہونا ہے نہ ہونا، عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ وہ خاکِ کوئے جاناں ہو جائے

اگر کسی ایک انسان کے دل میں بھی اس کتاب کے پڑھ لینے سے ادب و عشق کا جذبہ بیدار ہو جائے تو یقیناً یہ مقبولیت کی دلیل ہوگی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ علامہ حنیف قریشی اور امتیاز حسین شاہ صاحب کی تحریروں کو پروف ریڈنگ کیلئے پڑھتے ہوئے جناب سید علی اکبر شاہ صاحب گیلانی کافی دیر تک روتے رہے اور اُن پر ایک کیفیت طاری ہوگئی صاحبان دل سے گزارش ہے کہ ان تحریروں کو حسن عقیدت کے ساتھ پڑھیں اور ذہن میں یہ بات رکھیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے غلام ہیں اور یہاں آقا کی اولاد کا ذکر ہو رہا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو شرحِ صدر عطا فرمائیں گے۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اولادِ فاطمہؓ کی خدمت اور محبت سے خاتونِ جنت کو خوشی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں نبی پاک ﷺ کے قرب کی دولت نصیب ہوتی ہے اور قربِ مصطفٰے ﷺ ہی قربِ خدا ہے۔

فقط: خیر خواہِ امتِ احمدِ مرسل ﷺ

درِ بوتراب کا ادنیٰ فقیر

سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی

مدرسہ غوثیہ فیضان الحرمین

النور کالونی سیکٹر ۲، جہاز گراؤنڈ۔ راولپنڈی

جمعرات: ۱۸ رمضان المبارک، ۱۴۲۷ ہجری۔ 12 اکتوبر، 2006

فہرست

تعارف مصنف

محقق العصر مفتی کشمیر علامہ محمد حسین چشتی مدظلہ میاں قمرالدین نوراللہ مرقدہ کے ہاں ۱۹۴۲ء میں بمقام کلراں عباس پور ضلع پونچھ آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے تایا جان حضرت استاذ العلماء مولانا علی محمد چشتی کلرویؒ سے حاصل کی جو قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری چشتیؒ کے پاس جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جاکر اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم احسن المدارس راولپنڈی میں انتہائی قابل اساتذہ کرام سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد دوبارہ فیصل آباد میں جامعہ قادریہ رضویہ میں منتہی کتب کا درس لینے کے بعد وہیں پر تدریس وافتاء کے فرائض سرانجام دیتے رہے ۱۹۷۰ء میں اپنے عم مکرم اور عوام اہلسنت کے اصرار پر عباس پور میں سنی حنفی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ علمی اور روحانی حلقوں میں مفتی کشمیر کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مجاہد تحریک آزادی کشمیر حضرت پیر سید عزیز الدین گیلانی اور دیگر سادات گیلانیہ نیز مشائخ طریقت نے کماحقہ اس ادارہ کی سرپرستی فرمائی۔ پیر طریقت سید محمد سعید شاہ بخاری پیر طریقت سید محمد امین شاہ بخاری بساہاں شریف مبلغ اسلام حضرت پیر علاؤالدین صدیقی صاحب جیسی نابغہ روزگار ہستیوں کی سرپرستی میں یہ دارالعلوم وسیع پیمانے پر خدمتِ دین کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ طریقت میں قبلہ عالم حضرت سید غلام محی الدین شاہ گیلانی گولڑوی المعروف بابوجی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور مرشد خانہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق مدرس

کامیاب مناظر، جادو بیان خطیب اور صوفی باصفا کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں آپ کے تلامذہ ملک اور بیرون ملک میں کثیر تعداد میں دین اسلام کے ترویج واشاعت کے لیے شب وروز مصروف عمل ہیں جن میں سے چند ایک اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱ پیر طریقت صاحبزادہ سید عابد حسین شاہ گیلانی بدھال شریف ضلع باغ

۲ حضرت صاحبزادہ سید عصمت حسین شاہ گیلانی اسلام آباد

۳ حضرت صاحبزادہ سید عارف حسین شاہ مدظلہ بدھال شریف ضلع باغ

۴ قاری علی اکبر نعیمی ڈائریکٹر نعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی راولپنڈی

۵ حضرت علامہ ظہیر اقبال قادری برطانیہ

۶ حضرت خواجہ وحید احمد قادری فیصل آباد

۷ حضرت صاحبزادہ سید معین الدین گیلانی بدھال شریف

۸ حضرت مولانا رشید خان صاحب فیصل آباد

۹ حضرت مولانا قاری محمد ایوب نقشبندی عباس پور

۱۰ حضرت مولانا محمد منشا خان ہجیرہ ۱۱ حضرت مولانا محمد رفیق زاہد چشتی

۱۲ حضرت علامہ انور طاہر نقشبندی مصنف (عبادالرحمٰن)

تصنیفات

۱ ایصال ثواب کی شرعی حیثیت ۲ اثباتِ دعا بعد نمازِ جنازہ

۳ تعارفِ جماعتِ اہلسنت ۴ کتاب ھذا

راقم الحروف تلمیذ مفتی کشمیر ذوالفقار علی نعیمی

خطیب جامع مسجد بلال انور کالونی شکریال راولپنڈی

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہیدی کلمات

برادران اسلام!

یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات سیّد السادات علیہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات کی محبت اصل اصول اور شرط ایمان ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت روح ایمان اور جان ایمان ہے۔

مغز قرآن، روح ایمان، جان دین
ہست حب رحمتہ للعالمین

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر حضور ﷺ کی محبت اس کے تمام رشتہ داروں، قرابت داروں اور جملہ دوست احباب سے زیادہ لازم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" انا ارسلناك شاهداً و مبشراً و نذير التؤمنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه و تسبحوه بكرة و اصيلاً" (پارہ ۲۶ رکوع ۹)

(ترجمہ) بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا تا کہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تم ان کی مدد کرو اور دل

سے تعظیم کرواور پا کی بیان کرواللہ کی صبح وشام۔

اس آیت کریمہ میں نزول قرآن کے تین مقاصد بتائے گئے ہیں۔

اول: اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول حضرت محمد ﷺ پرایمان لانا۔

دوئم: رسول اللہ ﷺ کی ہر حال میں تعظیم وتوقیر بجالانا۔

سوئم: شب وروز اللہ تعالیٰ کی بندگی بجالانا۔

کلام الٰہی کی یہ حسین ترتیب بیان ملاحظہ کیجئے کہ اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لانے کوسب سے مقدم رکھا ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ تو کوئی عقیدہ قابل قبول ہے اور نہ ہی کوئی عمل لائق جزاء ہے اور سب سے آخر میں اپنی عبادت جو کہ مقصد تخلیق ہے بیان کی اوران دونوں کے درمیان حضرت ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالانے کا حکم جسم میں جان اور بدن میں روح رکھ کرذہن نشین کرایا گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قل ان کان آباو کم و ابناء کم و اخوانکم واز واجکم وعشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھادٍ فی سبیلہ فتر بصواحتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یھدی القوم الفٰسقین" (پارہ ۱۰رکوع ۹)

(ترجمہ) اے میرے حبیب فرمادیجئے کہ اے لوگو! تمہارے باپ، بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے مال اوروہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر رہتا ہے اور تمہاری پسند کے مکانات ان میں سے کوئی چیز بھی اگر تمہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب و پسند ہے تو

3

انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ حدیث شریف میں ہے "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین" (بخاری شریف) (ترجمہ) تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ ارشادِ رسول کریم ﷺ ہے "ثلاث من کن فیہ و جد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار" (بخاری شریف) (ترجمہ) جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت و حلاوت پائے گا (١) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تمام ماسوا سے زیادہ پیارے ہوں (٢) وہ کسی آدمی سے محبت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کرے (٣) وہ کفر میں لوٹ جانا ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

درج بالا آیات واحادیث سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ماں باپ، اولاد، عزیز واقارب، دوست، احباب، مال و دولت، جگہ ومکانات، وطن اور اپنی جان سے غرضیکہ ہر چیز کی محبت سے زیادہ ضروری اور لازمی فرض ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب کسی نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ لوگوں کی محبت کیسی ہے؟ تو آپ نے جواباً قسم اٹھا کر فرمایا "کان واللہ احب الینا من اموالنا و اولادنا و آبائنا و امھاتنا و من الماء البارد"

(شفا قاضی عیاض صفحہ ٨١ جلد دوم)

4

(ترجمہ) اللہ کی قسم آپ ہمیں اپنے مالوں اور اپنی اولاد اور اپنے باپ اپنی ماؤں اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے تھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایمان ونجات کا دارومدار حضور نبی کریم ﷺ کی محبت پر ہے پس جس مسلمان کے دل میں آپ کی کامل محبت ہوگی اس کا ایمان بھی کامل ہوگا ورنہ ناقص۔ اور اگر آپ کی محبت مطلقاً نہیں تو ایسا شخص قطعاً ایمان سے محروم رہے گا۔

علامہ فاسی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "مطالع المسرات" شرح دلائل الخیرات "میں فرماتے ہیں "من لا محبة له لا ایمان له۔ فحبه ﷺ رکن الایمان۔ لایثبت ایمان عبدو لا یقبل الا لمحبته ﷺ" (ترجمہ) جس کو حضور ﷺ سے محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ پس حضور ﷺ کی محبت ایمان کا رکن ہے کہ بندے کا ایمان حضور ﷺ کی محبت کے بغیر نہ ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی قبول ہوسکتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ "محبة الله مشروط بمحبة رسوله ﷺ" یعنی حضور ﷺ کی محبت محبت الٰہی کیلئے شرط ہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

"حب رسول الله ﷺ افضل من عتق الانفس او قال من ضرب السیف فی سبیل الله" (ترغیب وترتیب)

حضور ﷺ سے محبت رکھنا غلام آزاد کرنے اور اس کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

اب جب کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت ایمان کیلئے بنیادی شرط ہے تو جس کا تعلق اور نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے ہوگی یہ ایک قدرتی بات ہے اور سچی محبت کی نشانی ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے نسبت

5

رکھنے والی تمام چیزیں اسے محبوب ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کی تمام منسوبات سے بالعموم اور اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیھم الرضوان سے بالخصوص انتہائی عقیدت و محبت رکھتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ نے ہمیں ان کی محبت کا پابند بنایا ہے، ہمارے لیے حکم ہے کہ ہم ان کے ادب اور احترام کا خیال رکھیں اور ان کے ساتھ محبت رکھیں۔

ارشاد ربانی ہے "والذین امنو اوھاجروا و جاھدو سبیل اللہ والذین اوو اونصروا اولیك ھم المومنون حقاً۔ لھم مغفرۃ و رزق کریم" (سورۃ الانفال)

(ترجمہ) اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہِ خدا میں اور جنہوں نے پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی لوگ سچے ایماندار ہیں۔ انہی کیلئے بخشش ہے اور باعزت روزی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذو ھم عرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابعضھم و من اذاھم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشك ان یاخذہ" (ترمذی)

(ترجمہ) میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنالینا۔ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے میری وجہ سے رکھتا ہے۔ جس نے میرے صحابہ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی

گرفت میں لے لے گا۔ پھر اسی ضمن میں ارشاد فرمایا!

"ان اللہ عزوجل اختارنی و اختارلی اصحابی فجعل لی منھم وزراء و اختانا و اصھارًا فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ والناس اجمعین و لا یقبل اللہ منہ یوم القیمتہ صرفاً و لا عدلاً" (قرطبی)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں مجھے چنا اور پھر میرے لیے میرے اصحاب چنے میرے لیے وزیر، داماد اور سسر بنائے۔ پس جس نے ان کو برا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاوضہ اور بدلہ قبول نہیں کرے گا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "واعلم ان حرمتہ النبی ﷺ بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ لازم کما کان حال حیاتہ و ذالک عند ذکرہ ﷺ و ذکر حدیثہ و سنتہ و سماع اسمہ و معاملتہ و الہ و عترتہ و تعظیم اھل بیتہ و صحابتہ" (شفا صفحہ ۳۲ جلد ۲)

(ترجمہ) اور جان لیجیے کہ نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ ﷺ ظاہری زندگی پاک میں لازم و ضروری تھی اسی طرح بعد از وصال بھی لازم و فرض ہے اور یہ تعظیم آپ کے ذکر کے وقت اور آپ کی حدیث وسنت کے ذکر کے اور آپ کے نام و سیرت کے سننے کے وقت اور آپ کی آل و اولاد کے ساتھ معاملہ کے وقت اور آپ کے اہل بیت وصحابہ کی تعظیم کے وقت لازم و ضروری ہے۔ اہل بیت اطہار کے متعلق ارشاد باری ہوتا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (ترجمہ) اے حبیب ﷺ فرما

دیجیے اس ہدایت پر میں تم سے اجر نہیں مانگتا ہاں قرابت داروں کی محبت چاہتا ہوں۔

﴿احادیث مبارکہ﴾

۱۔ "اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون لی" (مسند امام احمد)

(ترجمہ) میری اولاد میں سے نیکوکاروں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے لیئے اور خطا کاروں کی میرے لیئے کرو۔

۲۔ "لا یومن عبد حتیٰ اکون احب الیہ من نفسہ وتکون عترتی احب الیہ من عترتہ وتکون ذاتی احب الیہ من ذاتہ" (صواعق محرقہ صفحہ ۲۳۰)

(ترجمہ) کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کی اولاد سے اسے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

۳۔ "واللہ لا یدخل قلب رجلن الایمان حتی یحبھم للہ ولقرابتھم من" صواعق محرقہ

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اہل بیت کے ساتھ اللہ کے لیے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

۴)۔ "اثبتکم علی الصراط اشد کم حباً لا ھل بیتی ولا صحابی"
(صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۷)

(ترجمہ) تم میں سب سے زیادہ پل صراط پر وہی شخص ثابت قدم رہے گا جو میرے اہل بیت اور صحابہ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھنے والا ہوگا۔

۵) "احبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی " (صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۷

(ترجمہ) اللہ کی محبت کی وجہ سے تم مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

۶) "انا تارک فیکم الثقلین۔ او لھما کتاب اللہ فیہ النور و الھدی فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ و قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وقال ثلاثا" (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۶ مسلم صفحہ ۲۷۹)

(ترجمہ) میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن جس میں نور اور ہدایت ہے اسے خوب مضبوطی سے پکڑے رہنا اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہل بیت کے معاملہ میں خوف خدا یاد دلاتا ہوں اور اس بات کو تین بار دھرایا۔

۷) "اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض" (خصائص کبری صفحہ ۲۲۶)

(ترجمہ) میرے اہل بیت زمین والوں کے لیئے امن ہیں جب یہ چلے گئے تو زمین بھی ختم ہو جائے گی۔

۸) "اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی" (صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا سخت ترین غضب اس شخص پر ہے جس نے میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف دی۔

۹) "ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجاومن تخلف

9

عنہاھلك" (صواعق صفحہ ۱۸۶)

(ترجمہ) بے شک میرے اہل بیت تم میں کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہوگیا۔

۱۰) "من ابغض اهل بيت فهو منافق" (صواق محرقہ ۱۷۴)

جس نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

۱۱) "فاطمه بضعة منی يبغضنی ما يبغضها ويبسطنی ما يبسطها"

(صواعق صفحہ ۱۸۸)

فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے جس چیز سے وہ غضبناک ہوتی ہے میں بھی ناراض ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ خوش ہوتی ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں۔

حضرت الشیخ الاکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ بارگاہ اہل بیت اطہار میں یوں ہدیہ عقیدت پیش فرماتے ہیں

فلا تعدل باهل البيت خلقاً فاهل البيت هم اهل السيادة

فبغضهم من الانسان خسر حقيقي و حبهم عبادة

﴿ترجمہ منظوم از ناشر﴾

نہ ہمسر کرو اہل بیت نبی سے کسی کو کہ ان کو ہے سب پر فضیلت

ہے بغض ان کا انساں کا اصلی خسارہ اور ان کی محبت خدا کی عبادت

10

مسلمانو! یادرکھو کہ صحابہ کرام اہل بیت اطہار، سادات کرام کا احترام کا ادب کرنے اوران کی محبت وتعظیم بجالانے میں کتنا اہتمام کرتے تھے۔ امام بخاری نے بخاری شریف میں نقل کیا ہے کہ امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبرؓ قسم کھاکر فرماتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا رشتہ اور قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے "ارقبوا محمداً ﷺ ای احفظوا عهده و وده اهل بيته" (صواعق محرقہ صفحہ ۲۳۰)

(ترجمہ) حضور نبی کریم ﷺ کی اہل بیت کے بارے میں ان کا لحاظ رکھو۔ آپ کی محبت اور آپ کے عہد و پیمان کا لحاظ رکھو۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت قل لا اسئلكم عليه اجـرا الخ کے تحت صدیق اکبر کے مندرجہ بالا دونوں ارشاد گرامی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا واللہ تمہارا اسلام لانا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ اچھا لگا۔ اس لیے کہ تمہارا اسلام لانا حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب تھا۔ اسلام کے ان دو چمکتے ستارون کا جو معاملہ آلِ رسول ﷺ اور اقرباء پیغمبر کے ساتھ تھا وہی عزت و محبت کا معاملہ مسلمانوں کو آپ کے اہل بیت اور قرابتداروں سے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام دنیا میں افضل یہی دونوں بزرگ خلیفہ رسول ﷺ تھے پس مسلمانوں کو ان کی پیروی کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اور ان کے قبیلے کے ساتھ حسن عقیدت سے پیش آنا چاہیے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ سورہ شوری)

11

علامہ سیّد محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی زیر آیت "لا اسئلکم علیہ اجراً الاالمودۃ فی القربیٰ "فرماتے ہیں" والحق وجوب محبۃ قرابتہ علیہ الصلوۃ السلام من حیث انھم قرابتہ ﷺ کیف کانو او کلما کانت جھۃ القرابۃ اقوی کان طلب المودۃ اشد مودۃ العلویین الفاطمیین الزم من محبۃ العباسیین" (روح المعانی پارہ ۲۵)

(ترجمہ) اورحق بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے قرابتداروں کی محبت اس حیثیت سے کہ آپ کے اہل قرابت ہیں۔ جیسے بھی ہوں واجب ہے اور قرابت جتنی قوی اور مضبوط ہوگی محبت کا مطالبہ بھی اتنا ہی شدید ہوگا۔ پس عباسیوں کی محبت سے علوی فاطمی سادات کی محبت زیادہ لازمی اور ضروری ہے۔

علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازھریؒ سابق جسٹس شریعت کورٹ آف پاکستان اسی درج بالا آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے جملہ قرابت داروں، خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت ان کا ادب واحترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کیلئے محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ (تفسیر ضیاء القرآن پارہ ۲۵)

سادات کرام کے ساتھ محبت رکھنے اوران کا احترام بجالانے کیلئے سیادت مآب سیّدنا ومرشدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

١) بوجہ تاثیر بضعہ نبویہ ان (اہل بیت) کے درجہ کو ریاضات و مجاہدات کسبیہ سے کوئی نہیں پہنچ سکتا اگرچہ ابدالآباد تک سعی کرتا رہے کیونکہ جو کچھ ان کو پہنچا ہے سابقہ عنایات سے ہے نہ بہ سعی صالحات از جانب خود "قال اللہ تعالیٰ و یطھر کم تطھیراً" طالب جب تک اس عقیدہ کو نہ پہنچے درود شریف اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم کے ذوق کو کس طرح پہنچے گا۔

(ملفوظات مہریہ صفحہ ١٩٤)

٢) ائمہ مجتہدین کے فیوضات و برکات بھی اس خاندان عالی شان سے ہیں۔ چنانچہ امام دارالھجرۃ حضرت امام مالک اور امام عظیم الشان ابو حنیفہ دونوں امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں سے ہیں اور امام شافعی امام موسیٰ کاظم سے سند رکھتے ہیں۔ ہر فیض جو امت کو ملا ہے ان امجاد خیر العباد علیھم السلام سے ملا ہے نہ اپنے آباواجداد سے۔ (ملفوظات مہریہ صفحہ ١٩٩)

٣) اہل بیت نبوت کے ساتھ ہرگز عداوت کا بیج دل میں نہ بونا چاہئے کیونکہ اس گروہ پاک کی مخالفت موجب بے برکتی اور خلاف قرآن وحدیث ہے، ہمیں کسی کی نسب اور کسب کے تجسس سے کام نہیں نام کا ادب اور سلام ہے۔ (ملفوظات مہریہ صفحہ ١١٢)

ائمہ اربعہ علیھم الرحمتہ اہل بیت کرام کا ازحد احترام کرتے تھے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس امام ابو حنیفہ دو سال تک زیر تعلیم و تربیت رہنے کا ان الفاظ میں ذکر کرتے تھے "لو لا السنتان لھلك النعمان" اگر یہ دو سال میسر نہ آتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

امام ابو حنیفہ ؒ سادات کرام کو لاکھوں دراہم دیتے اور اپنے احباب کو بھی اس بات پر برانگیختہ کرتے۔ دوران تدریس سادات کے بچوں سے کوئی سامنے سے آجاتا تو ادباً فوراً کھڑے ہو جاتے۔

امام شافعی ؒ تو اہل بیت کی اتنی زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ لوگوں نے آپ کو رافضی تک کہنا شروع کر دیا جس کا جواب آپ نے درجہ ذیل اشعار میں دیا جو درحقیقت جمہور امت کا مذہب ہے۔

یا راکبا قف بالمحصب من منی واھتف بساکن خیفھا والناھض
سحرا اذا افاض الحجیج الی منی فیضا لملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضاً حب ال محمد ﷺ فلیشھد الثقلان انی رافض

یعنی اے شہسوار منی کی وادی محصب کے قریب رک جا اور جب صبح کے وقت عازمین حج کا سیلاب ایک ٹھاٹھیں مارتے دریا کی طرح منٰی کی طرف روانہ ہو تو اس علاقے کے ہر باشندے اور ہر راہرو سے پکار کر یہ کہہ دو کہ اگر صرف آل محمد ﷺ کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو اس کائنات کے تمام جنات و انسان گواہ رہیں کہ پھر میں بھی رافضی ہوں۔

آپ کا یہ بھی ارشاد ہے!

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفا کم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ

اے رسول اللہ کی اہل بیت آپ سے محبت رکھنا فرض ہے۔ آپ کی عظمت شان کیلئے یہی کافی کہ جس نے آپ پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں (سیرت شافعی صفحہ ۲۲)

پس اہل بیت عظام سادات کرام ہمارے لئے نہایت ہی واجب التعظیم ہیں ان کے اعمال کو نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ نسبت سیادت کی وجہ سے ان کا ادب واحترام اور محبت و تعظیم لازمی وضروری ہے۔

گوھر اگر در خلاب افتد ھماں نفیس است

غبار اگر بر آسماں رود ھماں خبیث است

اسی لیے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فایاك والوقیعة فیهم و ان کانوا علی ای حالةٍ لان الولد ولد علی کل حال صلح او فجر" (صواعق صفحہ ۲۴۳)

یعنی سادات کرام جس حالت پر بھی ہوں ان کی شان میں بے ادبی سے اپنے آپ کو بچا۔اس لیے کہ اولاد ہر حال میں اولاد ہی ہوتی ہے نیک ہو یا گنہگار۔

سادات نور دیدہ اعیان عالم اند　　از حرمت محمدو از حرمت علی

گر خوردہ ازیشان صادر شود مرنج　　نتواں شکست عزت ایشان بجا ھلی

فردا طعام معدہ دوزخ بود کسے　　کا مروز از محبت شان نیست ممتلی

﴿ترجمہ اشعار﴾

یعنی سادات جہاں کی آنکھوں کا تارا ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یعنی اگر ان سے کوئی بری بات ہو جائے تو رنج نہ کر کیونکہ کسی غلطی کی وجہ سے ان کی عزت برباد نہیں ہوتی۔یعنی کل قیامت کو وہ دوزخ میں جائے گا جو آج ان کی محبت سے بھرپور نہیں۔

پس اہل بیت کرام کی تعظیم وتوقیر اوران کے ادب واحترام کا واجبی حق یہ ہے کہ سادات کرام کے رتبہ کو پہچانتے ہوئے ہر حال میں ان کے ساتھ تواضع وانکسار سے پیش آئیں اوران کی کسی عورت سے قصد نکاح نہ کریں ان کی محبت اوران کے ادب کا ظاہر وباہر اثر مرتب ہوتا ہے۔ جیسا کہ جمال مرشدی اور شہاب کورانی نے یہ واقعہ بیان کیا کہ تیمور لنگ کی اولاد میں سے ایک نے یہ بتایا کہ جب تیمور لنگ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اسے بہت سخت تکلیف ہوئی یہاں تک کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا پھر کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو یہ بات اسے بتائی گئی اس نے کہا کہ عذاب کے فرشتے یقیناً میرے پاس آ گئے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے جلوہ گر ہو کر ان فرشتوں کو فرمایا کہ تم اس کے پاس سے چلے جاؤ" فا نہ کان یحب ذریتی و یحسن الیھم "(ترجمہ) کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت اور نیکی کرتا تھا۔ اس لیے فرشتے چلے گئے۔ یہ واقعہ لکھ کر امام ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں "و اذا نفع حبھم ھذا الظالم الذی لا اظلم منہ فکیف بغیرہ و ینبغی ان یزادفی اکرامھم عالمھم و صالحھم "جب محبت اہل بیت نے اس ظالم کو یہ فائدہ دیا جس سے بڑا کوئی ظالم نہ تھا تو دوسروں کو کتنا فائدہ ہوگا اور چاہیے کہ ان اہل بیت کے علماء اور صلحاء کی تعظیم میں اضافہ کرے۔ (صواعق محرقہ ۲۴۶)

فلھذا اہل بیت سے محبت کو فرائض دینیہ سے سمجھتے ہوئے ان کا احترام ضروری ہے جو بھی سیّد کہلاتا ہو ہمارے لیے واجب التکریم ہے ہمیں اس کے سیّد ہونے یا نہ ہونے کی تفتیش کا حکم نہیں بس نام کا ادب ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ

اسلام میں نسب تبدیل کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا نسب دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے تو اس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور جنوں اور انسانوں کی لعنت اور وہ میری شفاعت سے محروم ہے وہ کافر ملعون ہے۔ اتنی سخت وعید کے ہوتے ہوئے بھی جو شخص محض اپنی تعظیم کرانے یا کسی دوسری دنیوی غرض کے لیے اپنے آپ کو سیّد مشہور کرتا ہے تو اسکو یہ وعید پیش نظر رکھنی چاہئے اور غور کرنا چاہئے کہ اہل بیت میں اپنے آپ کو مشہور کرانے کے بجائے حضور نبی کریم ﷺ کی سچی غلامی میں شامل ہو جانا باعث افتخار ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ المرء مع من احب انسان اس کیساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔

بلا شبہ اہل بیت کرام کی محبت جزو ایمان ہے مگر اچھی طرح یاد رہے کہ محبت اہل بیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ازواج مطہرات کو نظر انداز کر دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کو حضور ﷺ کے ساتھ قرابت کی بیشمار نسبتیں حاصل ہیں ان کو فراموش کر دیا جائے اور ان کے ساتھ نفرت وعداوت اور بغض وحسد رکھا جائے۔

اے ذوق نہ کر نور سے آمیزش ظلمت
کیا کام تبرّا کو تولّائے علی سے

یہ بات اب تک کسی کی سمجھ میں نہیں آسکی کہ بعض لوگوں نے محبت اہل بیت کیلئے بغض صحابہ کرامؓ کی شرط کہاں سے لی ہے اور اسے جزو مذہب کیوں بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اگر اہل بیت کی محبت کا حکم دیا ہے تو اپنے صحابہ کرامؓ کے ادب واحترام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک طرف اگر اہل بیت کی مثال کشتی نوحؑ سے دی گئی ہے تو

دوسری طرف صحابہ کرام کو بھی ستاروں سے مشابہ قرار دیا گیاہ "الحمد للہ رب العالمین" کہ یہ شرف صرف اہل سنت و جماعت کو ہی حاصل ہے کہ یہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ان کی زندگیاں صحابہ کرام کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں یہ اس طرح زندگی کے طوفانی سمندر کو آزمائشوں کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں اور منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہیں۔ پس جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ بھی غرق ہوا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت و رہنمائی نہ لی وہ بھی صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولٰنا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ﷺ

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

فسق و فجور کے باوجود سادات کرام واجب الاحترام ہیں۔ ہاں یہ فسق و فجور حد کفر تک نہ پہنچا ہو ورنہ وہ سیّد سیادت کا حقدار نہ ہوگا اور نہ ہی لائق احترام۔ امام اہل سنت مولنا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جو کافر ہے وہ قطعاً سیّد نہیں" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح" واقع میں وہ اس نسل طیب و طاہر سے تھا ہی نہیں اگر چہ سیّد بنتا ہو اور لوگوں میں براہ غلط سیّد کہلاتا ہو۔ ائمہ دین، اولیاء کاملین، علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام خباثت کفر سے محفوظ ہیں جو واقعی سیّد ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا قال اللہ تعالیٰ " انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا "

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے۔ اے نبی ﷺ کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کردے (جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ صفحہ ۹۹۰)

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سابق جسٹس شریعت کورٹ آف پاکستان زیر آیت انہ لیس من اھلک رقم طراز ہیں۔

وہ تیرے اہل وعیال سے ہے ہی نہیں بعد میں اس کی وجہ بتائی کہ انہ عمل غیر صالح وہ بدعمل اور بدکردار تھا اور ایسے شخص کو نبوت کے خاندان کا فرد شمار نہیں کیا جا سکتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا سبب صرف کسی نیک بزرگ کی اولاد ہونا ہی نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح ہے اگر نعمت ایمان سے محروم ہے تو اس کو کسی بزرگ باپ کا بیٹا ہونا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ خواہ وہ باپ نوح جیسا عظیم المرتبت نبی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجات اور ترقی درجات کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اس کے لیے بخشش نہیں اور نہ اس کیلئے کسی کی شفاعت قبول ہوگی۔ لیکن جو ایماندار ہو مگر شومئی قسمت سے گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا ہو اس کیلئے شفاعت اور بخشش کا دروازہ کھلا ہے۔

جو لوگ اس واقعہ سے انبیاء وصلحاء کی شفاعت کا انکار کرتے ہیں وہ بھی حق و انصاف سے دور ہیں اور جو اس گھمنڈ میں احکام الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں کہ وہ فلاں بزرگ کی اولاد سے ہیں ان کی سیاہ بختی بھی دیدہ عبرت نگاہ کو خون کے آنسو رلاتی ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

یاد رہے کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا محض بدعمل نہ تھا بلکہ کافر بھی تھا اور کفر نے

خاندان نبوت سے اس کا تعلق بالکل ختم کر دیا تھا۔ چانچہ علامہ محمود آلوسی روح المعانی لکھتے ہیں "یا نوح انہ لیس من اھلك "ای لیس منھم اصلاً لان مدار الا ھلیۃ ھو القرابۃ الدینیۃ و قد انقطعت بالکفر فلا علاقۃ بین مسلم و کافر"

(روح المعانی صفحہ ۶۸ جلد ۷)

(ترجمہ) اے نوح آپ کا بیٹا آپ کی اولاد میں سے ہے ہی نہیں اس لیے اسکا اہل اور بیٹا ہونے کا دارمدار قرابت دینیہ پر ہے اور وہ اس کے کفر کی وجہ سے ختم ہو گئی پس مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی تعلق نہ رہا۔ پس دینی معاملات میں مدار کار ایمان ہے تو جو مومن ہے وہ اپنا ہے لائق صد احترام ہے اور جو ایسا نہیں وہ بے گانہ ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

پس دینی معاملات میں محض رشتہ داریوں کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ ایمان کو دیکھا جائے گا اگر دینی معاملات میں بھی ان رشتہ داریوں اور قرابتوں کی رعایت ہوتی تو غزوہ احد کے میدانوں میں بھائی کی تلوار بھائی پر نہ چلتی۔ بدر و احد اور احزاب جیسے سب کے سب معرکے ایک ہی خاندان کے افراد کے درمیان پیش آئے ہیں۔ جس نے واضح کر دیا ہے کہ اسلامی قومیت اور دینی برادری نسبی تعلقات یا وطنی و لسانی وحدتوں پر دائر نہیں بلکہ ایمان پر دائر ہے۔ ایمان والے خواہ کسی خاندان کے افراد اور کوئی سی بولی بولنے والے ہوں اور کسی بھی ملک کے باشندے ہوں سب ایک قوم اور ایک برادری ہے۔ انما المومنون اخوۃ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی احل النکاح وحرم السفاح والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمدن الداعی الی اللہ القادر الفتاح و علی آلہ واصحابہ ذوی الفلاح و النجاح.

قارئین کرام! نفس مسئلہ سے پہلے ہم نکاح کی تعریف اوراس کے احکام کا مختصر ذکر کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

فقہا کرام نے نکاح کی یہ تعریف فرمائی ہے۔

"ہو عقد موضوع لملک المتعۃ حل استمتاع الرجال من المرأۃ"

(شرح وقایہ صفحہ۴ جلد۲)

نکاح ایک عقد ہے کہ بنایا گیا ہے حلال ہونے کیلئے اس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہے۔ نکاح کرنا سنت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت نکاح ہے (بیہقی) نکاح نظروں کو بہکنے سے روکتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ (بخاری) پارسائی کے ارادہ سے نکاح کرنے والے کی اللہ مدد فرماتا ہے۔ (ترمذی) جب مومن نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے افسوس! اس نے اپنا دو تہائی دین بچالیا۔ حرام سے بچنے اور محبت و پیار

کا معاشرہ قائم کرنے کیلئے نکاح کرنا مسنون و باعث ثواب ہے باوجود وسعت کے نکاح نہ کرنا کوئی نیکی نہیں۔

اعتدال کی حالت میں جب کہ نفقہ ومہر پر قدرت ہو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔غلبہ کی حالت میں کہ معاذ اللہ زنا میں ملوث ہو جائے گا یا بُری نظر کو روکنے پر قادر نہ ہوگا تو نکاح کرنا واجب ہے۔اگر یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا واقع ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔بیوی کے حقوق کی عدم ادائیگی کا اندیشہ اور اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کا ڈر ہو تو نکاح مکروہ ہے۔اگر ایسا کرنے کا یقین ہو تو حرام ہے۔

نکاح اور اس کے حق وحقوق ادا کرنا اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا شریعت کی نظر میں نوافل میں مشغولیت سے افضل ہے۔

کفائت چونکہ شرائط نکاح میں سے ہے کہ بغیر رضائے اولیاء غیر کفو میں نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں۔اس لیے سیّدہ سے غیر سیّد کے نکاح پر شرعی فیصلہ بیان کرنے سے پہلے چند باتوں کا جاننا ازحد ضروری ہے۔

۱۔ کفوء اور غیر کفوء کی تعریف وتشریح اور اس کی ضرورت واہمیت۔

۲۔ نکاح میں کفوء کے شرط ہونے پر دلائل اور کفوء نہ ہونے کا دارومدار۔

۳۔ بغیر رضائے اولیاء غیر کفوء کے ساتھ سرے سے نکاح نہ ہونے کے دلائل۔

۴۔ سیّدہ کیلئے کون کفوء ہیں اور کون نہیں۔

۵۔ اور پھر سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کے نکاح کے عدم جواز پر سیر حاصل بحث۔

۶۔ آخر میں فقہائے امت وعلماء ومشائخ ملت علیہم الرحمۃ کے فتاوی۔

ا۔ لغت میں کفوء کا معنی ہے مثل' نظیر اور برابر۔ الکفو مثل نظیر (المنجد صفحہ ۸۸۵) مثل و نظیر الکفو و الکفی (مصباح اللغات صفحہ ۷۴۶) ہدایہ شریف کے ترجمہ عین الہدایہ میں ہے کفائت ہمسری اور برابری اور اصطلاح فقہاء میں کفوء یہ ہے کہ مرد نسب وغیرہ میں عورت سے کم نہ ہو برابر ہو۔ چنانچہ عین الہدایہ میں ہے ''کفوء'' یہاں خاص باتوں میں مرد کا ہمسر ہونا یا عورت کا کمتر ہونا مراد ہے (صفحہ ۴۸ جلد ۲) اور بہار شریعت میں ہے کفوء کے معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء (خاندان) کیلئے باعث ننگ وعار ہو (صفحہ ۳۷ جلد ۷) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں!

''الکفوء المثل و فی النکاح ان یکون الرجل و المرأۃ مثل فی السلام و الحرّیۃ و الصلاح والنسب و حسن الکسب والعمل'' کفوء مثل کے معنی میں ہے اور نکاح میں کفوء ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اسلام حریت، صلاحیت، نسب اور حسن کسب وعمل میں مرد عورت کی طرح ہو (مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۱۳۶ جلد ۲) اور صاحب بحرالرائق شرح کنز الدقائق فرماتے ہیں ''کفوء بمعنی النظیر لغۃً والمراد ھنا المماثلۃ بین الزوجین فی خصوص امور و کون المرئۃ ادنی و ھی معتبرۃ فی النکاح'' کفوء لغت میں نظیر کے معنی ہیں اور یہاں خاوند اور بیوی کے درمیان چند خاص باتوں میں مماثلت اور برابری مراد ہے۔

یا عورت کا مرد سے کمتر ہونا مراد ہے اور نکاح میں کفو کا ہونا معتبر ہے۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ غیر کفو کی تعریف فرماتے ہیں

"شرع مطہرہ میں غیر کفو وہ ہے جس کے نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے باعث اس عورت کا اس سے نکاح ہونا اسکے اولیاء (خاندان) کیلئے باعث ننگ و عار ہو۔ (فتاوی رضویہ صفحہ ۹۲)

اب جب کہ کفوء اور غیر کفوء کی تشریح ہو چکی ہے ساتھ ہی اس کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر سے صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں "وھی معتبرۃ فی النکاح لان المصالح انماتنتظم بین المتکافئین عادۃ لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس" اور نکاح میں کفوء کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ انتظام مصالح عادۃ دو برابروں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ عورت کمینے مرد کا فرش بننا گوارہ نہیں کر سکتی (بحر الرائق صفحہ ۱۲۷)

اور ہدایہ میں ہے کہ "لان انتظام المصالح بین المتکافین عادۃ" اس لیے کہ عام طور پر مصلحتوں کا انتظام وہاں ہوتا ہے جہاں میاں بیوی دونوں میں برابری ہو اور اگر برابری نہ ہو تو اختلاف و انتشار پیدا ہو جاتا ہے "لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس فلابد من اعتبارھا" کیونکہ شریفہ عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ وہ کمینے مرد کی فرش بنے تو ضرور ہوا ہمسری کا اعتبار مطلب یہ ہوا کہ مرد بھی شریف ہو (عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ۔ صفحہ ۴۳)

چونکہ نکاح کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان زندگی بھر کیلئے

مصلحتوں کا انتظام ہو۔اس لیے موافقت و موانست کی ضرورت ہے۔جو کفوء کی صورت میں پوری ہو رہی ہے اور غیر کفوء میں نکاح خود عورت اور اس کے ورثاء کیلئے نہ صرف غیر مانوس بلکہ باعث منافرت ہو جاتا ہے۔اس لیے غیر کفوء کے ساتھ نکاح کی صورت میں مصلحتوں کا انتظام فوت ہو جاتا ہے اس لیے شریعت مطہرہ نے غیر کفو کے ساتھ نکاح کو باطل محض قرار دیا ہے۔چنانچہ محقق ابن الہمام رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ان مقصود من شرعية النكاح انتظام مصالح كل من الزوجين مدة العمرلانه وضع لتاسيس القرابات ليصير الصهريته البعيد قريباً عضد او ساعدا يسرك و يسوءه ما يسوك و ذالك لا يكون الا لموافقته و التقارب ولا مقاربة للنفوس عند مباعدة الانساب" (فتح القدیر صفحہ ۱۸۷)

یعنی نکاح کی مشروعیت میں مقصود ہی یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کی مصلحتوں کا دوسرے کے ساتھ زندگی بھر انتظام ہو۔اس لیے نکاح کو سسرالی رشتوں کی مظبوطی ہی کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔تاکہ بعید والے قریبی دست و بازو بن جائیں۔جو تجھے پسند آئے اسے بھی پسند آئے اور جو تجھے ناپسند ہو وہ اسے بھی ناپسند ہو اور یہ موافقت و مقاربت کے بغیر ممکن نہیں اور نفوس کیلئے دور کے انساب (غیر کفوء) میں مقاربت نہیں۔پس بقول شاعر ابونواس!

اری ان قرب الدارليس بنافع ۔۔۔ اذا كان مابين القلوب بعيداً

یعنی میری نظر میں گھر کے قریب ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا اگر دلوں کے مابین حائل مسافتیں طویل ہوں۔جب دل نہیں ملیں گے تو معاشرتی زندگی کے اثرات درست

مرتب نہیں ہوں گے۔ بخلاف اس کے جب دل ملے ہوں گے تو انس ومحبت میں اضافہ ہوگا اور فوائد نکاح سے مستفید ہوگا اور یہ کفو کی صورت میں ہی ممکن ہے۔

قبل ازیں واضح ہوگیا ہے کہ مشروعیت نکاح کے مفادات ومقاصد میں سے ہے کہ میاں اور بیوی کے درمیان عمدہ تعلقات قائم ہوں اور اس طرح سسرالی رشتہ میں خوشگوار وسعت ہوتی چلی جائے۔ اور ان امور کا دارمدار کفوء اور ہمسری وبرابری ہونے پر ہے اس لیے شریعت نے نکاح میں کفو کو لازمی شرط قرار دیا کہ غیر کفوء کی صورت میں انتظام مصالح کی بجائے انتشار وافتراق رہے گا۔ لہذا نکاح میں کفوء کو شرط رکھا گیا ہے کہ بغیر رضائے اولیاء غیر کفوء سے بالکل نکاح ہوتا ہی نہیں۔ نکاح میں کفو کی شرط لازمی ہونے کے دلائل حسب ذیل ہیں:۔

حضور سیّد دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

۱۔ تخیر و النطفکم و انکحو الا کفاء (مستدرک حاکم)

نسل بڑھانے کیلئے انتخاب کرو اور کفوء سے نکاح کرو۔

۲۔ الا لایزوج النساء الا الاولیاء یزوجن الامن الا کفاء (دار قطنی وبیہقی)

خبردار عورتوں کو صرف ان کے اولیاء ہی نکاح دیں اور عورتوں کا کفوء کے سوا کہیں نکاح نہ کیا جائے

۳۔ یا علی ثلث لا توخرھا الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والا یم اذا وجدت لھا کفوا (ترمذی)

اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرو۔ نماز کا جب وقت آجائے' اور

جنازہ جب آجائے اور بے شوہر عورتوں کیلئے جب ان کا کفوء مل جائے۔

۴۔ اذا جاء کم الاکفاء فانکحوھن ولا تربصوھن الحدثان ای الموت (الحاکم)

جب تمہارے پاس کفوء آجائیں تو تم اپنی عورتوں کا نکاح کردو اور ان کیلئے موت کا انتظار نہ کرو۔

۵۔ فانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم ولا یزوجن الا من الاکفاء۔ (دار قطنی بیہقی)

کفوء میں نکاح دو اور کفوء میں نکاح لو اور عورتوں کا کفوء کے سوا کسی سے نکاح نہ کیا جائے۔

۶۔ لا تنکحوا النساء الا من الاکفاء (دار قطنی و بیہقی)

تم عورتوں کا نکاح صرف کفوء سے کرو غیر کفوء سے نہ کرو۔

انہی ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں فقہائے اسلام نے کفوء کو شرائط نکاح میں شامل کیا ہے۔ دین اسلام اتفاق و اتحاد کا درس دیتا ہے اور انتشار و افتراق سے بچنے کی تاکید فرماتا ہے۔ اسلام کی نظر میں فتنہ و فساد قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "الفتنة اشد من القتل" کہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے چونکہ لوگ اپنی عورت کے غیر کفوء میں نکاح کی صورت میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور ایسی حرکت سے نفرت رکھتے ہیں اور غیر کفوء میں نکاح کو گوارہ نہیں کرتے بلکہ قتل و خون ریزی، فتنہ و فساد اور مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور مسلم معاشرے کو سخت نقصان

پہنچتا ہے۔اس لیے شریعت نے غیر کفوء میں سرے سے نکاح کو ناجائز و باطل قرار دیا ہے اور اچھی کفوء کی وجہ سے لوگ فخر کرتے ہیں۔اس لیے اپنی کفوء میں ہی نکاح کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔اس سلسلہ میں فقہائے اسلام کے اقوال ملاحظہ ہیں۔

۱۔ و تعتبر الکفاءۃ فی النکاح نسبا۔(شرح وقایہ صفحہ ۲۷ جلد ۲)

نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفوء ہونے کو معتبر مانا گیا ہے۔

۲۔ الکفاءۃ تعتبر فی اشیاء منھا النسب۔(فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۲)

جن چیزوں میں کفو کو مانا گیا ہے ان میں سب نسب بھی ہے۔

۳۔ الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح۔(ردالمحتار صفحہ ۳۱۷)

ابتداء نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفوء ہونا معتبر ہے۔

۴۔ الکفاءۃ معتبرۃ فی النکاح۔(فتاوی قاضی خان صفحہ ۱۶۳ جلد ۱)

نکاح میں کفوء کا ہونا معتبر ہے۔

۵۔ وھکذافی فتاوی السراجیۃعلی قاضی خان

۶۔ الکفاءۃفی النکاح (الجوہرۃ النیرۃ صفحہ ۳۴)

نکاح میں کفوء کا اعتبار کیا گیا ہے۔

۷۔ ان الکفاءۃمعتبرۃفی النکاح من جانب الزوج عندنا۔
(فتاوی النوازل صفحہ ۱۱۳)

ہمارے نزدیک خاوند کی طرف سے نکاح میں کفوء ہونے کا یقیناً اعتبار کیا گیا ہے۔

۸۔ اعتبرا الکفاءۃ فی النسب الجمھور۔ (حاشیہ بخاری صفحہ ۶۲ ۷ جلد ۲)

جمہور نے نسب میں کفوء کا اعتبار کیا ہے۔

۹۔ و تعتبر الکفاۃ للزوم النکاح۔ (درمختار صفحہ ۱۹۴)

اور لزوم نکاح کے لیے کفوء ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۰۔ عندالحنفیۃ تعتبر الکفاء ۃ فی الدین و النسب و المال و الحرفۃ۔

(حاشیہ بخاری صفحہ ۷۶۲ جلد ۲)

حنفیوں کے نزدیک دین، نسب اور مال و حرفت میں کفو کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۱۔ مذھب الجمور انہ یراعی اربعۃ اشیاء الدین و الحریۃ و النسب والصنعۃ فلا تزوج المسلمۃ من کافر و لا الصالحۃ من فاسق و لا الحرۃ من عبدو لا المشھورۃ النسب من الخامل۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۱۹۲ جلد ۶)

جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ چار چیزوں میں کفوء کی رعایت کی جائے گی۔ دین، حریت، نسب اور پیشہ۔ پس مسلمان عورت کا کسی کمی سے نکاح نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ نیک عورت کا کسی فاسق کے ساتھ اور نہ آزاد عورت کا کسی غلام کے ساتھ اور نہ مشہور نسب والی کا نکاح کسی خسیس نسب والے کے ساتھ۔

۱۲۔ الکفاء ۃ تعتبر نسبا (کنز الدقائق صفحہ ۱۰۲)

اور نسب کے لحاظ سے نکاح میں کفوء کا اعتبار کیا جائے گا۔

۱۳۔ مترجمہ ہدایہ میں ہے الکفاء ۃ فی النکاح معتبرۃ نکاح میں کفوء ہونا معتبر ہے تاکہ اولیاء کا حق فسخ ساقط ہو کہ نکاح لازم ہو (عین الہدایہ صفحہ ۴۸ جلد ۲)

۱۴۔ مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں۔

کفوء باید ہر دوحیف اندر نکاح
ورنہ تنگ آیند نماند ارتیاح

(مثنوی شریف صفحہ ۴۳ دفتر چہارم حصہ اول) نکاح میں دونوں میاں بیوی ہم کفو ہونے چاہییں ورنہ تنگ ہوں گے اور زندگی راحت میں نہیں گزرے گی۔

۱۵۔ نکاح میں کفائت معتبر ہے اور کفائت کا مدار عرف پر ہے۔
(فتاوی رضویہ صفحہ ۱۸۷ جلد ۵ حصہ سوئم)

۱۶۔ مولنا سعید الرحمان حنفی تیراھی فرماتے ہیں "و کذا من الفوائد الدنیویة اعتبار الکفاءة فی لزوم النکاح فان جمیع اصحاب المتون اتفقوا علی اعتبار الکفاة نسباً" اور اسی طرح دنیوی فوائد میں سے یہ ہے کہ لزوم نکاح میں کفاۃ کا اعتبار کیا جائے۔ اس لیے کہ تمام اصحاب متون نے نسباً اعتبار کفاۃ پر اتفاق کیا ہے
(الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین صفحہ ۱۹)

یہاں ایک اہم امر کی طرف توجہ کرنا ضروری ہوگا کہ احادیث کفوء کی روشنی میں فقہاء حنفیہ کا یہ فیصلہ ہے کہ کفوء میں ہی نکاح کرنا واجب ہے۔ چنانچہ محقق ابن ہمام تحریر فرماتے ہیں "و مقتضی الادلة التی ذکر نا ھا الوجوب اعنی و جوب النکاح فی الاکفاء" کہ مذکورہ وہ دلائل جو ہم نے ذکر کیئے ان کا تقاضا وجوب ہے یعنی کفوء میں نکاح کرنا واجب ہے اس لیئے اگر کوئی عورت غیر کفوء میں نکاح کرے تو یہ سراسر معصیت اور گناہ ہے۔ محقق ابن ھمامؒ نے یہ بھی وضاحت فرمادی ہے "انھا منھیة عن تزویجھا نفسھا بغیر الکفوفان باشرتہ لزمتہ المعصیة" غیر کفوء میں

نکاح کرنا عورت کو منع ہے اگر وہ ایسا کرے گی تو اسے گناہ لازم ہے۔

(فتح القدیر صفحہ ۱۸۶ جلد ۳)

یہی امام مذکور حدیث کفوء کی روشنی میں فرماتے ہیں "ان الظاهر من قوله لا یزوجن الا من الاکفاء ان الخطاب لا ولیاء نساء هم ان یزوجوهن الا من الاکفاء" (فتح القدیر صفحہ ۱۸۶ جلد ۳) کہ لا یزوجن الخ میں عورتوں کے اولیاء کو خطاب ہے اوران کیلئے نہی ہے کہ وہ کفو کے سوا کسی سے نکاح نہ کریں۔ پس ثابت ہوا کہ کفوء میں نکاح کرنا واجب ہے اور غیر کفوء میں نکاح سے نہی کر دی گئی ہے اور نہی کی خلاف ورزی ہے کہ غیر کفوء میں نکاح کیا جائے یہ مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق صرف اعتقادی ہے عملی نہیں۔ پس جس طرح حرام سے بچنا لازم وفرض ہے اسی طرح مکروہ تحریمی سے بچنا لازم وفرض ہے تو ثابت ہوا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث کفوء کی روشنی میں امیرالمومنین فاروق اعظمؓ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ میں حسب والی عورتوں کو غیر کفو سے منع کر دوں گا۔ چنانچہ محقق ابن الہمام فرماتے ہیں "روی محمد فی کتاب الآثار عن ابی حنیفة عن رجل عن عمر ابن الخطابؓ قال لا منعن تزوج ذوات الاحساب الا من الاکفاء" (فتح القدیر صفحہ ۱۸۵ جلد ۳) آپ نے فرمایا کہ میں ضرور بضرور حسب والی عورتوں کے غیر کفوء کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دوں گا۔ اس فیصلہ فاروقیؓ کا ذکر شاہ ولی اللہؒ بھی کرتے ہیں۔ ایک حدیث کا ذکر کر کے جس سے کفوء کے غیر ضروری وغیر معتبر ہونے کا اشکال پیدا ہوتا تھا۔ فرماتے ہیں۔ لیس فی هذا الحدیث ان الکفاءة

غیر معتبرۃ کیف و ھی مما جبل علیه طوائف الناس و کادیکون القدع فیها اشد من القتل والناس علی قرابتهم والشرائع لا تهمل قتل ذالك ولذالك قال عمر رض لامنعن النساء الا من اکفائهن (حجة الله البالغه صفحہ۹۲ جلد۲)

(ترجمہ) اس حدیث میں کفوء کے غیر معتبر ہونے کو کوئی دلیل نہیں اس لیے عام لوگوں کی فطرت میں کفوء کا اعتبار ہے اور اس میں ردوقدح قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور لوگوں کے مختلف مرتبے ہیں۔ پس شریعت ایسی باتوں کو ویسے ہی مہمل نہیں چھوڑتی اس لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں عورتوں کو نکاح کے سلسلہ میں اپنے کفوء کے بغیر نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی غیر کفوء کے ساتھ نکاح کرنے کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حرام قرار دیا ہے اور وہ فتوی درج ذیل ہے۔

سوال: اگر دختر خواہد کہ از غیر کفو نکاح خود نماید..... امتناع پدرو مادر او را می رسد یا نہ۔ یعنی اگر کوئی لڑکی غیر کفو میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہو تو کیا اس کے والدین کو حق پہنچتا ہے کہ اسے غیر کفو میں نکاح کرنے سے روکیں یا نہ؟

جواب: این مسئلہ از چند آیات کلام اللہ مستنبط می شود آیت اول در جائے بسیار در قرآن مجید شدہ "وبالوالدین احسانا" یعنی با پدرو مادر خود نیکی کنید قاعدہ عقل مقرر است کہ " الامر بالشی نهی عن ضده "چوں جا کہ امر فرماید بکردن چیزے پس ضد آں چیز ممنوع می شود۔ زیرا کہ اجتماع ضدین محال است۔ پس ازیں آیت معلوم شد کہ والدین را ایذاء نباید داد۔ زیرا کہ ایذاء ضد احسان است۔ درصورتیکہ دختر

باکفوء نکاح خود نماید والدین را ایذا کلی بہم مے رسد و عار شدید لاحق شود حرام شد۔

آیت دوئم: در سیپاره یا نزدهم واقع است و قضی ربك الا تعبدوا الا ایاه و بالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندك الکبر احدهما او کلا هما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما و قل لهما قولاً کریما ۔ یعنی حکم کرده پروردگار تو که عبادت نکنید مگر اورا رابا مادر و پدر نیکی کنیدا گربرسدبحد پیری یکے از ایشان یا هر دو پس شده بایں ها کلمه اف نگوئید برائے ایشان سخنے که دروے عزت و اکرام آنها باشد ازیں آیت معلوم شد که اهانت شان و عار لاحق کردن و ذلیل ساختن حرام است و بر گاه دختر با غیر کفو نکاح خود کند ازیں هم ایذا و ذلت بالوالدین می رسد پس حرام باشد و والدین رامما نعت ازیں عمل جائز باشد۔

(فتاوی عزیزی صفحه ۱۴۰ جلد ۱)

یعنی یہ مسئلہ کلام اللہ کی چند آیتوں سے نکلتا ہے۔پہلی آیت قرآن مجید میں بہت جگہ ہے و بالوالدین احسانا یعنی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو اور قاعدہ عقل طے شدہ ہے کہ الامر بالشی نهی عن ضده کہ جب حاکم کسی چیز کے کرنے کا حکم دے تو اس کی ضد ممنوع ہوتی ہے۔اس لیے کہ اجتماع ضدین محال ہے۔ پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کو ایذا ء تکلیف نہیں دینی چاہیے اس لیے کہ ایذاء احسان کی ضد ہے تو جس صورت میں

لڑکی غیر کفو کے ساتھ نکاح کرے گی۔ والدین کو کلی طور پر ایذاء پہنچے گی اور سخت قسم کا ننگ و عار لاحق ہو گا۔ پس غیر کفو میں نکاح حرام ہوا۔ دوسری آیت پندرھویں پارے میں واقع ہے جس کا ترجمہ ہے "تیرے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ عبادت نہ کرو مگر اسی کی اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور جب ان میں سے ایک یا ہر دو بڑھاپے میں پہنچ جائیں پس تنگ دل ہو کر انہیں اف تک نہ کہو اور بلند آواز سے ان کو زجر و توبیخ نہ کرو اور انہیں ایسی بات کہو کہ ان کی عزت و احترام ہو"۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان کی اعانت اور عار و ننگ لاحق کرنا اور ذلیل کرنا حرام ہے تو جس وقت لڑکی غیر کفوء کیساتھ اپنا نکاح کرے گی اس سے والدین کو بہت تکلیفیں اور ذلتیں پہنچیں گی پس غیر کفوء کیساتھ نکاح حرام ہے پس جیسا کہ ثابت ہوا کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح حرام ہے اور صرف کفو کے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہیے تو یہاں اب ضرورت اس امر کے جاننے کی ہے کہ کفو اور غیر کفو کیسے جانا جائے اور اس کے لیے کیا ضابطہ ہے؟ کتب فقہ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس کے لیے فقہاء نے ایک اہم ضابطہ اور قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ امام ابن ہمام بحث سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں

"فاذاثبت اعتبار الکفاۃ بما قد مناہ فیمکن ثبوت تفصیلھا ایضاً بالنظر الی عرف الناس فیما یحقرونہ و یعیرون بہ فیستانس بالحدیث الضعیف فی ذالک خصوصاً" یعنی پس جب ثابت ہو گیا کہ نکاح میں کفو ہونا معتبر ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں تو اس کی تفصیل کا ثبوت بھی لوگوں کے عرف کو دیکھ کر ثابت کرنا ممکن ہے کہ وہ کس کس میں حقارت اور عار سمجھتے ہیں پس ایک ضعیف حدیث سے اس قاعدے اور تخصیص کی تائید مل سکتی ہے (فتح القدیر صفحہ ۱۸۹ جلد ۳) نیز فتاوی رضویہ میں بھی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے تصریح فرمائی ہے کہ کفاءت کا مدار عرف پر ہے (فتاوی رضویہ صفحہ ۱۸۷ جلد ۵ حصہ سوئم)

خلاصہ کلام، یہ طے کرنا کہ کون کس کا کفوء ہے اس ضابطے اور قاعدے پر منحصر ہے کہ کون لوگ کن لوگوں کو رشتہ دینے میں عار محسوس کرتے ہیں؟ اب امام مذکور اس ضابطہ وقاعدہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ فان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدور معه (فتح القدیر صفحہ ۱۹۲ جلد ۳) یعنی کفو کے طے کرنے میں اصل سبب عرفاً رشتہ دینے والوں کا لینے والوں کو حسبی بانسبی حیثیت سے اپنے سے کم سمجھنا ہے۔ لہذا مسئلہ مدار پر چلے گا۔ علامہ شامی نے بھی اپنے فتاوی شامی میں بعینہ یہی عبارت تحریر فرمائی ہے (رد المختار صفحہ ۳۲۱ جلد ۲) اور علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں "ومدار الكفاة و عدمها على العار و فى المعروف بين الناس" (تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۶۶ جلد ۱۳) یعنی کفو اور غیر کفو کا مدار لوگوں کے عرف میں عار اور عدم عار پر ہے کہ وہ کس کو حسب و نسب وغیرہ میں اپنے سے کم سمجھتے ہیں اور کہاں اپنا رشتہ دینے میں وہ ننگ وعار محسوس نہیں کرتے۔

اس لیے فقہاء کرام نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اگر کتب ظاہر مذہب میں جواز ہو مگر لوگوں کے قومی ونسبی عرف میں توہین وعار اور ننگ استنقاص کا باعث ہو تو حکم عرف

عام پر ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا گیا" یجب الحکم بالعرف وان خالف ظاهر المذهب "(فتاوی تنقیح الحامدیہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۱) یعنی عرف کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اگرچہ ظاہر مذہب کے خلاف ہی ہو۔

لہذا کوئی عورت غیر کفو میں اپنا نکاح کرنا چاہے یا اس کا کوئی ولی نکاح کرانا چاہے تو یہ نقص و عار بہر حال برقرار رہے گا۔ علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں" وان من اجبرها وليها على نكاح غير مكافى لها فى النسب يعد ذالك بخسا لحقها و عاراً عليها" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۴۲) اور بے شک جس عورت کو اس کے ولی نے نسباً غیر کفو کے ساتھ نکاح پر مجبور کیا تو یہ اس عورت کے حق میں نقص اور عار شمار کیا جائے گا۔

پس ثابت ہوا کہ غیر کفوء میں نکاح عورت کے اولیاء کیلئے باعث ننگ و عار ہے۔ لہٰذا بغیر رضائے اولیاء غیر کفوء میں نکاح محض باطل اور ناجائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا جہاں عورت کے اولیاء کو ننگ و عار و غیرت ہو وہ غیر کفوء ہے۔ فقہ حنفی کی ظاہر روایت میں کفو اور غیر کفو کا کوئی فرق نہیں۔ جہاں بھی نکاح کرلیا جائے ہو جائیگا۔ البتہ اولیاء منکوحہ کو حق اعتراض کفو میں دیا گیا ہے۔ مگر روایت نادرہ میں غیر کفو سے بلا رضائے اولیاء نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ جمہور فقہاء نے ضرورت زمانہ کے تحت ظاہر روایت کو ترک کر کے اس روایت نادرہ کو اختیار فرمایا ہے۔ یہی روایت اس وقت مفتی بہا اور احوط بھی ہے (یعنی فتویٰ بھی اسی پر ہے اور زیادہ احتیاط بھی اسی میں ہے) جس کا سبب یہ ہے کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح کی صورت میں عوام میں فتنہ و

فساد اور انتشار وافتراق پیدا ہو کر مسلم معاشرے میں سخت تنگی اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ اور علماء وفقہائے امت کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ جہاں ظاہر روایت پر عمل کی صورت میں امت پر دشواری پیدا ہو رہی ہو تو اس کے مقابل روایت نادرہ کے ساتھ عرف اور قرائن واضح موجود ہوں تو اسی روایت نادرہ پر عمل کرتے ہیں تاکہ امت مرحومہ سے تنگی دور ہو۔ ورنہ حرج عظیم پیدا ہو کر تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں" لا عجب عن كمال الرجال كصاحب الهدايته والزيلعي وابن الهمام حيث عدلوا عن ظاهر الروايت لما فيه الحرج و صححوا الروايته الاخرى لتسهيل على الامت وكم له من نظير " فقہی نظر میں کامل العلم والنظر لوگوں سے تعجب نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ اور زیلعی اور محقق ابن الھمام جیسوں نے جب ظاہر روایت کو ترک کر کے حکم کیا صرف اس لیے کہ ظاہر روایت پر عمل میں حرج تھا۔ انہوں نے نادر روایت پر عمل وحکم سے اس کی تصحیح کر کے امت پر سے تنگی وحرج دور کر دی۔ فقہ اسلامی میں اس کی بیشمار مثالیں موجود ہیں (فتاوی شامی باب سجود السہو)

فلھذا یہاں بھی غیر کفو سے نکاح کی صورت میں ظاہر روایت پر عمل سے حق شرع حق اولیاء حق زن اور حق نسل وغیرہ بہت سے حقوق متاثر ہو رہے تھے۔ فقہائے کرام نے یہاں ظاہر روایت کو ترک کر کے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد حضرت امام حسن بن زیادؒ سے مروی روایت نادرہ کو اختیار کر کے اس پر عمل اور حکم سے اس کی تصحیح فرما دی۔ چنانچہ یہی روایت نادرہ اب مفتی بہا اور مختار لـلفتوی ہے اور اسی پر عمل ہے کہ بلا رضائے اولیاء غیر کفوء سے نکاح محض باطل ہے اب روایت نادرہ پر عمل اور اس

پر فتویٰ ہونے کے متعلق فقہائے کرام کے فرمودات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ مترجم ہدایہ میں ہے ثم فی ظاهر الروایۃ لا فرق بین الکفوو غیر الکفو۔ پھر ظاہر روایت میں کفو اور غیر کفو میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی عورت نے خواہ کفو سے نکاح کر لیا یا غیر کفو سے منعقد ہو جائے گا۔ لکن للولی الاعتراض فی غیر الکفو لیکن غیر کفو کی صورت میں ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔ حتی کہ نکاح فسخ کرا دے (قاضی خان) "و عن ابی حنیفة و ابی یوسف انه لا یجوزفی غیر الکفو اور نوادر حسن میں ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ غیر کفو میں جائز نہیں۔ یعنی عورت نے بدوں ولی کے اگر غیر کفو سے نکاح کر لیا تو منعقد نہ ہوا "لا نه کم من واقع لا یرفع" کیونکہ بہت سے واقعات میں مرافعہ نہیں ہوتا۔ یعنی ہر شخص کو عدالت تک رسائی نہیں ہوتی اور نہ ہر قاضی عادل ہوتا ہے لہٰذا نکاح کفو ہی میں جائز ہونا چاہیے یہی روایت حسن فتویٰ کیلئے مختار و اصح ہے۔ (عین الہدایہ صفحہ ۳۵ جلد ۲)

۲۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "ثم المرأة اذازوجت نفسها من غیر کفوء صح النکاح فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة و هو قول ابی یوسف آخر و قول محمد آخر ایضاً حتی قیل ان التفریق یثبت فیه حکم الطلاق و الظهار روالایلاء والتوراث و غیر ذالك ولکن لا ولیاء حق الاعتراض و روی الحسن عن ابی حنیفه ان النکاح لا ینعقدو به اخذا کثیر من مشائخنا کذا فی المحیط و المختار فی زماننا للفتوی روایة الحسن و قال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی

الاحیتاط کذا فی فتاوی قاضی خان"۔ (فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۳ جلد ۲)

یعنی پھر جب عورت نے کسی غیر کفو سے اپنا نکاح کرلیا تو یہ نکاح امام ابو حنیفہؒ سے مروی ظاہر روایت کے مطابق صحیح ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا بھی دوسرا قول یہی ہے یہاں تک کہ تفریق کی صورت میں اس میں طلاق اور ظہار اور ایلاء اور وراثت وغیرہ کا حکم ثابت ہوگا لیکن اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے اور امام حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت بیان کی ہے کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اس کو ہمارے مشائخ (حنفیہ) نے اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ محیط میں ہے اور ہمارے زمانے میں مختار للفتوی روایت حسن ہی ہے اور امام شیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہے روایت حسن احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے۔

۳۔ وَروی الحسن عن ابی حنیفة رحمه الله ان النكاح لا ينعقد و به اخذ كثير من مشائخنا و قال شمس الائمة السرخسى رحمه الله هذا اقرب الى الاحتياط فليس كل ولى يحسن المرافعة الى القاضى ولا كل قاضى يعدل فكان الا حوط. سدباب التزويج من غير كفو عليها و قال القاضى الامام فخر الدين رحمه الله الفتوى على قول الحسن فى زماننا۔ (كفاية على فتح القدير صفحه ۱۴۰ جلد ۳)

اور حسن بن زیاد نے ابوحنیفہؒ سے روایت بیان کی ہے کہ (غیر کفوء سے) یقیناً نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ہمارے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا ہے یہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے کہ ہر وارث نہ تو مرافعہ و مقدمہ

قاضی کے پاس کرنے کی لیاقت رکھتا ہے اور نہ ہی ہر قاضی عادل ہے۔ پس غیر کفو سے نکاح کرنے کے دروازے ہی بند کر دینا زیادہ احتیاط ہے اور امام قاضی فخر الدینؒ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں حسن بن زیاد کے قول پر ہی فتوی ہے۔

۴۔ و عن ابی حنیفه و ابی یوسف انه لا یجوز فی غیر الکفو یعنی لدفع ضرر العار عن الاولیاء قال شمس الائمه و هذا اقرب الی الاحتیاط۔ (عنایه علی فتح القدیر صفحه ۱۴۰ جلد۳)

اور ابو حنیفہ و ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں۔ اولیاء ورثا سے ننگ و عار کے ضرر کو دفع کرنے کیلئے۔ شمس الائمہ نے فرمایا ہے یہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

۵۔ وروی الحسن عن ابی حنیفة انه یجوز النکاح ان کان کفواً او ان لم یکن کفو لا یجوز اصلاً۔ اختلف الروایات عن ابی یوسفؒ و المختار فی زماننا الفتوی علی روایة الحسن قال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط (فتاوی قاضی خان صفحہ ۱۰۷ جلد۱)

اور حسن بن زیاد نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اگر کفو ہو تو نکاح ہو جائے گا اور ہمارے زمانہ میں روایت حسن ہی مختار للفتوی ہے۔ الشیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہے کہ روایت حسن احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔۔

۶۔ روی الحسن عن الامام انه ان کان الزوج کفو انفذ نکاحها و الا ینعقد اصلا و فی المعراج معزیا الی قاضی خان و غیره المختار للفتوی

40

فی زماننا روایتہ الحسن و فی الکافی والذخیرۃ و بقولہ اخذ کثیر من المشائخ۔(البحر الرائق صفحہ ۱۱۰ جلد ۳)

اور امام ابوحنیفہ سے حسن بن زیاد نے روایت کی ہے کہ خاوند ہم کفو ہو تو نکاح نافذ ہو جائے گا ورنہ بالکل منعقد نہ ہوگا اور معراج میں قاضی خان وغیرہ کی طرف سے منسوب ہے کہ ہمارے زمانے میں روایت حسن ہی فتوی کیلئے اختیار کی گئی ہے۔اور کافی اور ذخیرہ میں ہے کہ انہی کے قول کو بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہے۔

۷۔ و اذا زوجت المرۃ نفسھا من غیر کفو اور عورت نے جب غیر کفو سے نکاح کیا یعنی بالغہ نے جس کا ایجاب وقبول ہمارے نزدیک خود کرنا جائز ہے۔کسی غیر کفو سے بدون اجازت اولیاء عقد کر لیا فللا ولیاء ان یفرقوا بینھما تو عورت کے اولیاء کو دونوں میں جدائی کرانے کا حق ہے دفعاً للضررو العارعن انفسھم اپنے اوپر سے عار کو دور کرنے کیلئے تا کہ انکو طعنہ نہ دیا جاوے (عین الھدایہ صفحہ ۴۹ جلد ۲)

۸۔ روی الحسن عن ابی حنیفۃ عدم جواز النکاح من غیر کفو و علیہ فتوی قاضی خان اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے اس کے عدم جواز کی روایت بیان کی ہے یعنی غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی اسی روایت پر قاضی خان کا بھی فتوی ہے۔(شرح الوقایہ صفحہ ۲۹۴ جلد ۲)

۹۔ و یفتی فی غیر الکفو لعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل مطلقہ ثلاثا نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفۃ ایاہ فلیحفظ۔ اور غیر کفو میں نکاح کا بالکل ناجائز ہونے کا فتوی دیا جائے گا

اورفساد زمانہ کے لحاظ سے یہی مختار للفتوی ہے۔پس جس مطلقہ ثلاثہ نے حلالہ کیلئے کسی غیر کفو سے نکاح کیا بغیر ولی کی رضا کے اس کو پہچان کر تو حلال نہ ہوگی۔

(درمختار صفحہ ۱۹۱ جلد ۱)

۱۰۔ وان روایۃ الحسن احوط۔

اور یقیناً حسن بن زیاد کی روایت زیادہ احتیاط والی ہے۔

(فتاوی شامی صفحہ ۳۱۷ جلد ۲)

۱۱۔ روایۃ الحسن عنہ ان عقدت مع کفو جاز و مع غیرہ لا یصح و اخترت للفتوی۔

ابو حنیفہ سے حسن کی روایت ہے اگر عورت نے کفو کے ساتھ نکاح کیا تو جائز ہے ورنہ صحیح نہیں اور فتوے کیلئے یہی اختیار کی گئی ہے۔(فتح القدیر صفحہ ۱۰۷ جلد ۳)

۱۳۔ و علی المختار للفتوی لو زوجت المطلقۃ ثلاثاً نفسھا بغیر کفو و دخل بھا لا تحل للاوّل۔

اور روایت مختار للفتوی پر اگر مطلقہ ثلاثہ نے کسی غیر کفو سے نکاح کرلیا اور اس سے دخول بھی ہوگیا تو بھی پہلے خاوند کیلئے حلال نہ ہوگی۔

(فتح القدیر صفحہ ۱۰۷ جلد ۳)

۱۴۔ وان المفتی بہ روایۃ الحسن عن الامام من عدم الانعقاد اصلاً۔

اور امام اعظمؒ سے حسن بن زیاد کی روایت یقیناً مفتی بہ ہے کہ غیر کفوء میں نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوتا۔(بحر الرئق صفحہ ۱۲۸ جلد ۳)

۱۵۔ و اگر زن بالغه خودرا بغیر کفو دهد۔ نکاح وے صحیح است و لیکن اولیاء اعتراض بداں می رسد که نزد حاکم بروند و طلب تفریق کنند۔ و در روایت حسن ازابی حنیفه باطل است۔ و گفته اند که ایں اصح و احوط است و علیه الفتوی فی زماننا۔

اوراگر بالغہ عورت غیر کفوء میں نکاح کرلے تو اس کا یہ نکاح صحیح ہے لیکن اس کے اولیاء کواس پر اعتراض کا حق حاصل ہے کہ حاکم کے پاس مقدمہ لے جائیں اور تفریق کا مطالبہ کریں اور ابوحنیفہ سے حسن کی روایت میں یہ نکاح باطل ہے اور فقہاء نے کہا ہے کہ یہ روایت اصح اور احوط ہے اور ہمارے زمانہ میں فتوی اس پر ہے۔

(شرح سفر السعادت صفحہ ۴۵۵ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ)

ان درج بالا فقہی تصریحات سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ غیر کفو کے ساتھ نکاح بلاء رضا اولیاء سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ اولیاء سے مراد عرف عام کے مطابق پوری قوم ہوگی نہ کہ صرف چند افراد یعنی جہاں رشتہ دینے میں پوری قوم عام طور پر عار محسوس کرتی ہو اور معمولات قوم کے خلاف نہ ہو۔ چند افراط کا عمل "القلیل کالمعدوم" تصور ہوگا۔

اہل بیت سادات فاطمیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف اور بزرگی عطا فرمائی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر شخص عبادت و ریاضت کے ذریعے غوث، قطب، ابدال تو بن سکتا ہے مگر سیّد فاطمی نہیں بن سکتا۔ خون رسول ﷺ جن کی رگوں میں گردش کررہا ہے وہ صرف اور صرف سادات فاطمی ہیں۔ سادات فاطمیہ کا یہ اعزاز جو اللہ

کے فضل سے انہیں حاصل ہے۔ جس کے سبب یہ حضرات تمام قبائل اور اشخاص سے منفرد اور افضل ہیں ان کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں۔ فاطمی سادات کیلئے سوائے سادات فاطمیہ کے کوئی دوسرا کفو نہیں۔ یہ حضرات بے نظیر اور بے مثل ہیں۔

دلائل میں ملاحظہ ہوں۔

ارشاد رسول کریم ﷺ ہے!

ا۔ ان اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر ھم بیتاً (ترمذی)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا مجھے ان میں سے اچھوں میں سے بنایا پھر ان اچھوں کو دو جماعتیں بنائیں تو مجھے ان کے اچھے فرقے سے بنایا۔ پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے بنائے تو مجھے اچھے قبیلے میں بنایا پھر ان اچھوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا تو میں ان سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں۔

یاد رہے انبیاء کرام علیھم السلام ہمیشہ اعلیٰ نسب اور اچھے خاندان میں تشریف لاتے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو جس خاندان اور جس گھر میں پیدا فرمایا وہ یقیناً سب سے اونچا اور اچھا ہے جس کا کوئی دوسرا ہمسر و ہم کفو نہیں ہو سکتا۔

علامہ صبان مصری اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں۔

"و منھا انھم اشرف الخلق نسباً" کہ اہل بیت کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ سادات تمام مخلوق میں نسب کے لحاظ سے سب سے افضل و اشرف ہیں اور اس میں مندرجہ ذیل دو حدیثیں دلیل کے طور پر پیش کیں۔

44

۲۔ اخرج الامام احمد بسند جید عن العباس انہ ﷺ صعد المنبر فقال من انا قالو انت رسول اللہ فقال ﷺ انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقۃً و جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر فرقۃ و خلق القبائل فجعلنی فی خیر قبلیۃ و جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم بیتاً و اخرج احمد و المحاملی و غیر ھما عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انھا قالت قال محمد ﷺ قال جبرئیل قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم اجد افضل من محمد ﷺ و قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم اجد بنی اب افضل من بنی ھاشم۔

امام احمدؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر ارشاد فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی تو مجھے بہترین مخلوق میں بنایا اور مخلوق ان میں سے بہترین مخلوق، جماعت میں بنایا اور قبیلوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلے میں بنایا اور ان کے گھر بنائے تو مجھے ان سے بہترین گھر میں بنایا اور احمد اور محاملی وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل نے فرمایا میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو تلاش کیا مگر محمد ﷺ سے افضل میں نے کوئی نہ پایا اور میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا مگر مجھے بنو ہاشم سے افضل کسی باپ کی اولاد نہ ملی (اسعاف الراغبین علی نور الابصار صفحہ ۱۴۳)

۳۔ اخرج الطبرانی والدار قطنی مرفوعاً اول اشفع له من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالا قرب من قریش ثم الانصار ثم من امن بی واتبعنی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع له اولا افضل۔

طبرانی اور دار قطنی نے مرفوعاً یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی امت میں سے میں سب سے پہلے جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اھلبیت ہیں۔ پھر زیادہ قریبی پھر زیادہ قریبی قریش میں سے پھر انصار پھر یمن سے جس نے مجھ پر ایمان لایا اور میری پیروی کی پھر سارے عرب پھر عجم اور جس کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہے یعنی اہل بیت کرام۔

(نور الابصار صفحہ ۲۵)

عارف ربانی علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی ؒ فرماتے ہیں!

۴۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم عرب وعجم سے افضل ہیں۔

عرب قریش اور بنی ہاشم کی فضیلت محض اس لیے نہیں کہ نبی کریم ﷺ ان میں سے ہیں۔ اگر چہ ان کی بڑی فضیلت ہے بلکہ انہیں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی فضیلت حاصل ہے اس لیے نبی کریم ﷺ ذات اور نسب کے لحاظ سے تمام سے افضل ہیں میں کہتا ہوں کہ جب تم نے یہ لیا جان لیا تو تمہیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ عرب کی فضیلت ان کی محبت پر ابھارنے اور ان سے نفرت کرنے یا گالی اور دھوکے وغیرہ سے

انہیں اذیت دینے سے پرہیز کرنے کے بارے میں جو ارشادات وارد ہیں وہ قریش کو بھی شامل ہیں کیونکہ وہ قریش کا خلاصہ ہیں اور جو فضایل عرب قریش اور بنی ہاشم کے حق میں وارد ہیں وہ اہلبیت کو شامل ہیں۔ خواہ ہم کہیں کہ اہلبیت بنو عبدالمطلب ہیں یا یہ کہیں کہ خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین کریمین علیہما السلام ہیں کیونکہ اہلبیت کرام کے ایسے خصوصی فضائل ہیں جو بنی ہاشم کو حاصل نہیں اور خاص بنی ہاشم کے ایسے مناقب ہیں جو قریش کو حاصل نہیں ہیں اور اس طرح قریش کے ایسے خصوصی فضائل ہیں جو باقی عرب میں نہیں پائے جاتے۔ (برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ الشرف المؤبد لال محمد صفحہ ۲۴۲)

پس تمام عجم کیلئے ضروری ہے کہ وہ عرب کو واجب التعظیم جان کر ان کا ادب کریں اور تمام عرب قریش کو لازم التکریم سمجھ کر ان کا احترام کریں اور تمام قریش بنی ہاشم کو محترم سمجھیں اور ان کی تعظیم بجالائیں اور تمام بنی ہاشم کیلئے ضروری ہے کہ وہ اہلبیت کو واجب الاحترام سمجھ کر ان کا ادب بجالائیں۔

۵۔ فقہائے اسلام نے اسی ترتیب کے ساتھ انساب کی وضاحت فرمائی ہے کہ سب سے افضل نسب کے لحاظ سے اہل بیت پھر بنو ہاشم پھر قریش پھر عرب میں۔ چنانچہ البحر الرائق میں مبسوط کے حوالے سے مذکور ہے۔

وفی المبسوط افضل الناس بنو هاشم ثم قریش ثم العرب لما روی عنه علیه السلام ان الله اختار من الناس العرب و من العرب قریشاً و اختار

فیهم بنی هاشم و اختارنی من بنی هاشم۔ (البحرالرائق صفحہ ۱۳۱ جلد ۳)

اور مبسوط میں ہے کہ نسب کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے افضل بنو ہاشم ہیں پھر قریش پھر عرب۔ اس لیے عرب سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔

٦۔ کتاب "الفقه علی المذاهب الاربعة" میں ہے "و العبرة فی النسب للآباء لا للامهات الا فی بنات فاطمة علیها السلام فانهن منسوبات الی النبی ﷺ و هن ارقی الانواع من عرب و عجم"۔

کہ نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماؤں سے سوائے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی بیٹیوں کے کہ وہ سب نبی ﷺ کے نسب میں شمار ہوتی ہیں اور باعتبار نسب عرب و عجم میں وہی سب سے اونچی ہیں (کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ)

۷۔ حاشیہ بخاری شریف میں ہے "وقال ابو حنیفة قریش اکفا بعضهم بعضاً والعرب کذالك و لیس احد من العرب کفواً للقریش کما لیس من غیر العرب کفو للعرب ......و الصحیح تقدیم بنی هاشم و المطلب علی غیر هم ومن علما هوء لاء بعضهم لبعض"۔

اور ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا کہ قریش ایک دوسرے کے کفوء ہیں اور عرب بھی ایک دوسرے کے کفوء ہیں اور کوئی عرب قریش کا کفوء نہیں ہوسکتا جیسا کہ کوئی غیر عرب، عرب کا کفوء نہیں اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دوسرے قریش پر درجہ تقدیم حاصل ہے اور اس کے علاوہ باقی قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفوء ہیں (حاشیہ بخاری شریف صفحہ ٦٢ جلد ٢)

پس ثابت ہوا کہ کوئی عجمی عربی کا کفوء نہیں اور کوئی عربی غیر قریشی قریش کا کفوء نہیں اور قریش بنی ہاشم کے کفوء نہیں اور خود بنی ہاشم اہل بیت پاک کے کفوء نہیں۔ چنانچہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

۷۔ ثم معنى الانتساب اليه ﷺ الذى هو من خصوصياته يطلق عليه انه اب لهم و انهم بنوه حتى يعتبر ذالك فى الكفاءة فلا يكافى شريفة هاشمى غيرشريف و قولهم ان بنى هاشم بالمطلب اكفاء محله فيما عدا هذه الصورة كما بينته فى افتاء طويل مسطرفى الفتاوى۔

پھر آپ ﷺ کی طرف (بنات فاطمہؓ کے) منسوب ہونے کا جو آپ کی خصوصیت سے ہے یہ معنی ہے کہ آپ پر اس چیز کا اطلاق ہوتا ہے کہ آپ ان کے باپ ہیں اور ان کی اولاد ہے یہاں تک کفاءۃ میں بھی یہ اعتبار کیا جائے گا۔ پس کوئی غیر سیّد ہاشمی سیّدہ (فاطمیہ) کا کفوء نہیں ہوگا اور یہ قول کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کفوء ہیں اس کا محل اس شکل کے علاوہ میں ہے۔ جیسا کہ میں نے ایک طویل فتوی میں اسے بیان کر دیا ہے جو فتاوی میں لکھا ہوا ہے (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۹) یعنی احترام کے حق میں اور زکوۃ کے حرام ہونے میں برابر ہیں نہ کہ کفوء میں۔

۸۔ ليس العجم ولا العرب كفواً للعلوية و هو الاصح كما فى المضمرات عرب وعجم میں کوئی بھی سیّدہ کا کفوء نہیں اور یہی اصح ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے (فتاوی جامع الرموز کتاب النکاح)

۹۔ امام بن حجر مکیؒ اپنی معروف کتاب "صواعق محرقہ" میں جو تمام اہلسنّت

کے ہاں مسلم ہے سادات فاطمیہ کے فضائل میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں"و فی هذه الاحادیث دلیل ظاهر لما قاله جمع من محققی ائمتنا ان من خصائصه ﷺ ان اولاد بناته ینسبون الیه فی الکفاة وغیرها ای حتی لا یکافی بنت شریف ابن هاشمی غیر شریف"۔اوران احادیث میں یہ دلیل ظاہر ہے اس مسئلہ کیلئے جو ہمارے آئمہ محققین نے بیان فرمایا کہ یہ بات حضور ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد کفاۃ وغیرہ میں آپ کی طرف منسوب ہے یعنی یہاں تک کہ کوئی غیر سیّد ہاشمی کا بیٹا بھی سیّد کی بیٹی کا کفوء نہیں ہوسکتا۔(الصواعق المحرقہ صفحہ۲۳۶)

۱۰۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ اپنی مشہور کتاب"الشرف المؤبد لآل محمد"میں فضائل اہل بیت میں وارد حدیثیں ذکر کرکے فرماتے ہیں یہ صحیح حدیثیں اور مرفوع نصوص دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت تمام لوگوں سے حسب ونسب میں افضل ہیں اور اس پر یہ مسئلہ مبنی ہے کہ نکاح میں ان کا کوئی ہمسر (کفوء) نہیں ہے۔متعدد ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے اور امام سیوطی خصائص کبری میں فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کوئی مخلوق نکاح میں آپ کے اہل بیت کا ہمسر (کفوء) نہیں ہے (برکات آل رسول ترجمہ الشرف المؤبد لآل محمد صفحہ ۹۲)

۱۱۔ بحرالرائق صفحہ۱۳۱ جلد۲ میں ہے"وظاهر الروایة ان العجمی لا یکون کفوا للعربیة"اور ظاہر روایت یہی ہے کہ یقیناً عجمی شخص عربی عورت کیلئے مطلقاً کفوء نہیں ہوسکتا۔بحرالرائق کی اس عبارت سے واضح ہے کہ عجمی خواہ عالم یا صاحب

منصب و جاہ ہی کیوں نہ ہو۔ عربیہ کیلئے کفوء نہیں بن سکتا۔ تو صاف ثابت ہوا کہ پھر سادات فاطمیہ کیلئے کیسے وہ کفوء بن سکتا ہے۔

۱۲۔ سادات کرام تو کجا انکی لونڈیوں کیلئے بھی عام قریش کا غلام کفوء نہیں۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے

"ومولاۃ الهاشمي لا تكافي مولى القرشي"

کہ قریشی ہاشمی کی لونڈی غیر قریشی کے غلام کا کفوء نہیں ہوسکتی۔

(فتاوی عالمگیری صفحہ ۲۹۰ جلد ا)

۱۳۔ مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ قریشی غیر ہاشمی سیّدہ کا کفوء نہیں ہوسکتا۔ بحر الرائق میں عجمی عالم کے جاہل عربی اور سیّدہ کیلئے کفو ہونے کے چند فقہی آراء ذکر کرنے کے بعد آخری فیصلہ یہی فرمایا کہ "و فی الينا بيع الاصح انه ليس كفوا للعلوية" اور ینابیع میں ہے زیادہ صحیح یہی ہے کہ عجمی خواہ عالم ہو یا حسیب وہ سیّدہ کا کفوء نہیں (البحر الرائق صفحہ ۱۳۰ جلد ۳) فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے صفحہ ۱۹۰ جلد ۲) اور منحة الخالق على البحر الرائق میں ہے "العجمی لا یکون کفو اللعربية ولو عالما و هو الاصح" کہ عجمی عالم عربیہ کا کفو نہیں ہوسکتا اور یہی اصح ہے۔

(منحة الخالق على البحر الرائق صفحہ ۱۳۱ جلد ۳)

۱۴۔ درمختار میں ہے العجمی لا یکون کفو اللعربية ولو كان العجمی عالما او سلطانا و هو الا صح یعنی عجمی عربیہ کا کفوء نہیں ہوسکتا اگر چہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہی زیادہ صحیح ہے (درمختار صفحہ ۱۹۰ جلد ۱) کذافی درالمختار شامی صفحہ ۳۲۳ جلد ۲)

۱۵۔ عالمگیری میں ہے "وفی الینابیع والعالم کفو للعربیہ والعلویتہ والاصح انہ لا یکون کفواً للعلویۃ ۔ کذا فی غایۃ السروجی "اور ینابیع میں ہے کہ عالم (عجمی) عربیہ اور سیّدہ کو کفو ہے اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ سیّدہ کا کفوء نہیں غایۃ السروجی میں بھی اسی طرح ہے۔ (فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۳ جلد ۲)

۱۶۔ صاحب شرح انواع فرماتے ہیں عجمی شخص عربی عورت کا کفو نہیں اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ ہو "کما فی الدر المختار" (شرح انواع صفحہ ۳۹)

پس بقول فقہاء عظام جب عجمی شخص کتنا ہی بڑا عالم یا بادشاہ ہو۔ عربی عورت کا کفو نہیں تو وہ سیّدہ کا کفو کیسے ہو سکتا ہے جب کہ عربی سیّدہ کا تو کجا قریش کا بھی کفو نہیں ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے "اس میں شک نہیں کہ علم دین بشرطیکہ اس کے ساتھ عمل بھی ہو تو عنداللہ بڑی کرامت ہے مگر کفوء کا اعتبار دنیوی لحاظ سے ہے اس لیے کمتر پیشے والا باوجود علم شرفاء کی کفوء نہیں (فتاوی رضویہ صفحہ ۱۷۶ جلد ۳)

مقام غور ہے کہ عربی عورت جس کو صرف حضور ﷺ کے ملک عرب کی نسبت حاصل ہے کہ وہ عرب میں رہنے والی ہے اور عربی ہے اس کا کوئی عجمی شخص خواہ کتنا بڑا عالم یا صاحب جاہ و منزلت بادشاہ ہو کفو نہیں جیسا کہ فقہی تصریحات ملاحظہ ہوئیں تو کوئی ایسا عجمی عالم یا بادشاہ اولاد رسول سیّدی زادی کا کیسے کفوء ہو سکتا ہے؟ فقہائے کرام نے تو یہاں تک فرمایا واما معتق العربی فھو لیس بکفو لمعتق العجمی عربی کی آزاد کردہ لونڈی عجمی کے آزاد کردہ غلام کیلئے کفو نہیں ہے (البحر الرائق صفحہ ۱۳۱ جلد ۳) کہاں فقہاء کی یہ احتیاط اور کہاں یہ تصور کہ غیر سیّد کو سیّد زادی کا کفوء قرار دے دیا جائے۔

اسلام نے نسب اور حسب دونوں کی اہمیت کا اظہار فرمایا ہے۔ جہاں اچھے فضائل اور عمدہ اوصاف و خصائل کی تلقین فرمائی ہے جو آخرت میں کام آنے والی اور بنیادی چیزیں ہیں وہاں شرف نسب کے خیال رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔لہذا وہ روایات واحادیث جو بظاہر کفو کے خلاف نظر آتی ہیں۔ان سے مراد امور آخرت لیے جائیں گے اور نکاح میں چونکہ دنیوی احکام کا تعلق ہے کہ معاشرہ اور عرف عام کے مطابق فیصلے کیئے جاتے ہیں۔اس لیے یہاں اہمیت نسب کا لحاظ ضروری ہوا کہ کفو کو معتبر مانا جاتا ہے۔اہمیت نسب کو سمجھنے کیلئے اس امر کا جاننا بھی ضروری ہے کہ خلافت وامامت کیلئے بھی اسلام میں قریشی ہونے کی تخصیص فرمائی گئی ہے جو شرف نسب کا باعث ہے۔آباواجداد کی شرافت نسبی اولاد کیلئے دنیاوآخرت میں باعث عزت ووقار ہے۔

پس سادات بنو فاطمہ کیلئے یہ شرافت و بزرگی سب سے زیادہ ہے اور اس سبب سے وہ باقی قریش سے اگرچہ ہاشمی ہوں بے نظیر وممتاز ہیں۔

یہ فقہ حنفی کا مشہور جزئیہ ہے" قریش اکفاء بعض والعرب اکفاء بعضھم لبعض" قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں۔جیسا کہ باقی عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں مگر تخصیص کردی گئی ہے جیسا امام محمد رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے "الا ان یکون نسباً مشھوراً کاھل بیت الخلافۃ "یعنی قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں مگر جب کہ ان میں کوئی مشہور النسب ہو جیسا کہ اہل بیت خلافت۔

(فتح القدیر صفحہ ۱۹۰ جلد ۳، مبسوط کتاب النکاح ہدایہ وغیرہ)

اور عنایہ میں ہے" قال محمد لا یعتبر التفاضل فیما بین قریش الا

یکون النسب مشہوراً کاھل بیت الخلافۃ فحینئذ یعتبر التفاضل حتی لو تزوجت قریشیۃ من اولاد الخلفاء قریشیا لیس من اولادھم کان للاولیاء حق الاعتراض "امام محمدؒ نے فرمایا قریش کو ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہ دی جائیگی مگر جب کوئی مشہور النسب ہو۔ جیسا کہ اہل بیت خلافت پس اس وقت باہم ایک دوسرے پر فضیلت دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر خلفاء کی اولاد میں سے کسی قریشی عورت نے ایسے قریشی مرد سے نکاح کرلیا جو خلفاء کی اولاد میں سے نہیں تو اولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوگا۔ (عنایۃ علی الفتح صفحہ ۱۹۰ جلد ۳)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ جب اتنے بڑے حنفی مجتہد امام محمدؒ نے باقی قریش حتی کہ بنی ہاشم تک کو خاندان خلافت کا کفوء قرار نہیں دیا تو اہل بیت نبوت جو خاندان خلافت سے کہیں زیادہ عظمت و شرافت رکھتے ہیں ان کیلئے دیگر قریش یا بنی ہاشم کس طرح کفوء ہو سکتے ہیں؟

علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

یہ بات حضور ﷺ کے خصائص سے ہے آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوتی ہے چونکہ حضور ﷺ کا کفوء کوئی نہیں ہو سکتا اس لیے آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کا کفوء بھی وہی شخص ہو سکتا ہے جو آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی اولاد سے ہو۔ لہٰذا عباسی جو حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں سادات بنو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا کفوء نہیں ہو سکتے اگر چہ دونوں ہاشمی ہونے میں شریک ہیں۔ (فتاوی کبری صفحہ ۹۷ جلد ۴)

پس اس اصول پر فقہاء کے اس قول میں تخصیص کی جائے گی جس میں کہا گیا ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب آپس میں کفو ہیں جس طرح پہلے بیان ہوا۔

امام شعرانی ؒ اپنی کتاب کشف الغمہ میں فرماتے ہیں۔

"وان آلہ لا یکافیھم فی النکاح احد من الخلق " بے شک نکاح میں کوئی بھی آل رسول کا کفوء نہیں (کشف الغمة عن جمیع الامة صفحہ ۵۳ جلد ۲)

محدث شہیر مولنا سعید الرحمان حنفی تیراھی اپنی مشہور کتاب "الحبل المتین" میں فرماتے ہیں۔

" سیّدہ کیلئے عجمی عالم دین کفوء نہیں ہوسکتا" والسرّ فیہ ان العلویة تنسب الی فاطمة الزھراء علی خلاف انتساب الانساب الی الا باء فانھا بعضة من النبی ﷺ الذی لا یکافیہ احدمن الخلق (انتھی) فانہ استثناء من ھذہ القاعدة المشھورة الحسب فوق النسب الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین (صفحہ ۱۹)

اور اس میں راز یہ ہے کہ سیّدزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی طرف منسوب ہے۔ بخلاف اس انتساب کے جس میں انساب ہمیشہ آباء کی طرف منسوب ہوا کرتے ہیں اس لیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا جگر گوشہ ہیں جن کا مخلوق میں کوئی بھی کفوء نہیں ہوسکتا۔ پس یہاں اس قاعدہ مشہورہ سے کہ حسب نسب سے اوپر ہے استثناء ہے یعنی اس قاعدہ سے کوئی عجمی عالم دین سیّدہ کے کفوء ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر چہ قریش وسادات کے باہم کفوء ہونے کا بعض علماء نے فتوی دیا ہے

مگر بہت سے محقق علماء کرام نے اس کی تردید کی ہے اور غیر سادات قریشی خواہ ہاشمی ہی ہوں ان کو سادات کا کفوء نہیں سمجھتے۔

اب جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اہل بیت کیلئے قریش تو کجا خود بنو ہاشم بھی کفوء نہیں تو ایسی صورت میں بغیر رضاء اولیاء غیر کفوء کے ساتھ نکاح محض باطل ہے سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ وہاں یہ بات قابل غور ہے کہ آیا اولیاء میں سے کچھ غیر کفوء میں نکاح پر راضی ہوں اور کچھ ناراض تو کیا کیا جائے گا؟ تو اس کے متعلق کچھ فقہاء نے تو فرمایا ہے کہ بعض کی رضامندی کل کی رضامندی ہے مگر امام ابو یوسفؒ نے اس کا انکار کیا ہے، فرماتے ہیں کہ بعض کی رضامندی کل کی رضامندی متصور نہ ہوگی۔ چنانچہ بحرالرائق میں ہے۔

"ورضا بعض الاولیاء المستوین فی الدرجة کرضاء کلهم حتی لایتعرض احد منهم بعد ذالك و قال ابو یوسف لا یکون کالکل"۔

یعنی اولیاء کی رضامندی جو درجہ میں برابر ہوں کل کی رضا کی طرح ہے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی اعتراض نہیں کر سکتا اور امام یوسف نے فرمایا ہے کہ کل کی طرح یہ رضاء نہ ہوگی۔ (البحر الرائق صفحہ ۱۲۹ جلد ۳)

اور کنز کے حاشیہ میں ہے "و قال ابو یوسف لا یسقط دفعا للضرر عنهم فللولی الذی هو مثله ان لا یرضی لا نه حق الکل فلا یسقط الا برضاء الکل" اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے "بعض اولیاء کے راضی ہونے سے باقی اولیاء کا حقِ اعتراض ساقط نہ ہوگا" ان سے ضرر "ننگ و عار" دور کرنے کیلئے پس

اس ولی کو جو اس کی مثل ہے، حق حاصل ہے کہ وہ راضی نہ ہو اس لیے کہ یہ کل کا حق ہے۔ پس یہ ساقط نہ ہوگا مگر کل کی رضا کے ساتھ۔ (حاشیہ کنز الدقائق صفحہ ۱۰۱)

اور صاحب تحقیق الحق مبسوط کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔

و قال ابو یوسف لا یکون رضا البعض کالکل کما اذا اسقط احد الدائنین حقه من المشترك (بحر) و جه قولهم ان طلب الکفاة حق جمیع الاولیاء فاذا رضی منهم واحد فقد اسقط حقه دون غیره کالدین المشترك اذا ابرا احدهم او ارتهن رجلان عیناثم رده احد هما او سلم احد الشفیعین او عفی احد الولدین عن القصاص یصح فی حق نفسه دون غیره و کذالك لو قذف ام جماعة و صدقه احدهم کان للباقین حق المطالبة بالحد و الدلیل علیه انها لو زوجت نفسها من غیر کفو کان للاولیاء ان یفرقوا ولم یکن رضاء ها بعدم الکفاء ة مبطلا حق الاولیاء فکذالك هناء (انتهی مبسوط السرخسی)

اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ بعض کا راضی ہو جانا سب کے راضی ہو جانے کی طرح نہیں یہ ایسا ہے جیسے دو قرض خواہوں میں سے ایک کا اپنا حصہ چھوڑ دینا کفوء کے مطالبہ کا حق سب کو ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جب کوئی راضی ہو تو اس نے اپنا حق چھوڑ دیا نہ کہ دوسروں کا۔ یہ مشترک قرضہ کی مانند ہے جب ایک قرض خواہ نے معاف کر دیا یا یوں ہے کہ جیسے دو آدمیوں نے ایک چیز کسی کے پاس رہن رکھی پھر ایک نے اپنا حصہ واپس لے لیا جیسا کہ دو شفعہ داروں میں سے ایک نے شفعہ

چھوڑ دیا یا جیسے دو ولیوں میں سے ایک نے قصاص معاف کر دیا۔ یہ اس کے اپنے حق میں درست ہوگا نہ کہ دوسرے کے حق میں۔ اسی طرح اگر کسی نے چند لوگوں کی ماں پر تہمت لگائی اور ان میں سے کسی نے اس کو سچا قرار دے دیا تو دوسروں کو حد کے مطالبہ کا حق بدستور حاصل ہوگا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی عورت نے خود اپنا نکاحِ غیر کفوء میں کر دیا تو اولیاء کو حق ہے کہ عورت اس کے خاوند سے لے لیں اور عورت کا غیر کفوء پر خوش ہو جانا اولیاء کے حق کو باطل نہیں کرتا یہی حکم یہاں بھی ہے یعنی عورت کی رضا سب کی رضا نہیں۔ (تحقیق الحق صفحہ ۵۶)

پس ثابت ہوا حق کفائت حق عین ہے جو اولیاء کو دفع ضرر کیلئے دیا گیا ہے۔ اس لیے جب تک تمام اولیاء حقدار صغیر و کبیر اور قریب و بعید اپنا حق کفائت ترک کرنے پر راضی نہ ہو جائیں تو یہ حق ساقط نہیں ہوتا۔ پس سیّدہ فاطمیہ کے غیر کفوء میں نکاح پر اگر اولیاء میں سے ایک بھی ناراض ہو تو یہ نکاح کالعدم تصور ہوگا۔

ان تفصیلات سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ اہل عرف ہر زمانہ میں سیّدہ فاطمیہ کے غیر سیّد سے نکاح کرنے کو باعث ننگ و عار سبب استنقاص اور موجب ہتک عزت سمجھتے ہیں اور ہمیشہ سے سادات کرام اپنی نسب کی اس عار سے حفاظت کرتے چلے آئے ہیں لہٰذا کسی غیر سیّد کو سیّدہ فاطمیہ کا کفو قرار دینا اصول احناف کے خلاف ہے۔

اگرچہ امام اعظمؒ نے بعض دلائل شرعیہ کے پیش نظر ابتداء میں فرمایا تھا کہ غیر کفوء میں نکاح تو ہو جائے گا مگر اولیاء کو بذریعہ عدالت اسے ختم کرانے کا حق حاصل

ہے۔لیکن اس وقت کی بات ہے جب احکام شرعیہ کفو وغیرہ ولی کی اجازت پر عوام اور عدالتوں میں عموماً عمل تھا۔مگر اس کے بعد جب فساد کا وہ دور آیا جس میں نہ قاضی اور جج منصف اور نہ عوام میں احکام کا لحاظ رہا۔تو صدیوں سے فتویٰ اس قول پر دیا جاتا ہے جو امام صاحبؒ کے شاگرد امام حسن بن زیاد نے آپ سے نقل کیا۔یعنی ایسا نکاح جس میں ولی کی اجازت نہ ہو غیر کفو میں بالکل باطل ہے۔سرے سے ہوتا ہی نہیں۔جمہور کا اسی فیصلہ کے مطابق عمل ہے۔جیسا کہ تفصیلات پہلے مذکور ہو چکی ہے۔فلہٰذا سادات کرام کی صاحبزادیوں کا نکاح کسی بھی غیر کفو (غیر سید) سے نہیں ہو سکتا کہ انعقاد نکاح کے لیے اولیاء کی رضا واذن ضروری ہے۔جب کہ سیدہ کے اولیا اس امر پر راضی نہیں ہوتے اگر راضی ہوں تو باقی اولیاء ناراض رہتے ہیں بلکہ قتل وخونریزی اور مقدمات تک قائم کر دیتے ہیں۔پس ایسے میں حکم ہے کہ سیدہ کے ساتھ کسی غیر سید کا نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی کو یہ ارادہ کرنا چاہیے۔

علامہ یوسف نبہانیؒ ''الشرف المؤبد'' میں فرماتے ہیں ان سادات کی عورتیں چونکہ دوسری عورتوں پر شرافت رکھتی ہیں ان کے انساب کی حفاظت اور ان کی حرمت کے پیش نظر انہیں غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع کرے۔

(برکات آل رسول صفحہ ۱۰۱)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۲ پر آپؒ علامہ شعرانیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں سادات کرام کے آداب میں سے یہ ہے کہ ہم ان سے عمدہ بستر، اعلیٰ مرتبے اور بہتر طریقے پر نہ بیٹھیں ان کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح نہ کریں اسی طرح کسی سیّد زادی سے نکاح نہ کریں۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ جب کفوء ہی میں نکاح کرنے کی پابندی ہے اور غیر کفو میں منع کیا گیا ہے تو پھر حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیسے کیا گیا۔ اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح میں وحی الٰہی کے ساتھ حضور ﷺ کا خصوصی اختیار بھی تھا۔

اس قسم کے انفرادی واقعات مسئلہ کفو میں ہمارے موقف پر اثر انداز نہیں ہوسکتے کیونکہ خود زمانہ نبوت اور دور صحابہ میں غیر قریشی مردوں سے قریشی عورتوں کے رشتے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ فاطمہ بنت قیس قریشیہ کا رشتہ حضرت اسامہ بن زید غیر قریشی سے ہوا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف کی ہمشیرہ کی شادی حضرت بلالؓ سے ہوئی جو قریشی نہ تھے۔ اور حضرت حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی خود اپنے آزاد کردہ غلام سے بیاہ دی وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس امر پر تو سبھی حضرات کا اتفاق ہے کہ غیر قریشی قریشی کا کفو نہیں پھر ایسا کیوں ہوا؟ ایک ہی جواب ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے کہ ان عورتوں کے اولیاء نے اپنا حق کفاءت ترک کردیا تھا اور اجازت دی تھی اور یہ جائز ہے (فتح القدیر صفحہ ۱۸۷ جلد ۳)

مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان مثالوں کو پیش کر کے کوئی یہ کہے کہ قریش غیر قریش اور سادات غیر سادات میں کفوء کا کوئی مسئلہ نہیں۔ بس خلاصہ یہ کہ سادات فاطمیہ کا کوئی غیر سید خواہ قریشی ہاشمی ہو کفوء نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح کوئی غیر سید کتنا ہی بڑا عالم یا بادشاہ کیوں نہ ہو سیدہ کا کفو نہیں ہوسکتا۔

مزید یہ کہ یہ بات عقل سے بھی بعید ہے کہ مسلمان اولاد رسول کریم ﷺ کو

اپنے برابر اور کفوء سمجھنے لگیں اور غیر سیّد سے سیّدہ کے نکاح کے فتوی جواز پر اصرار کرنے لگیں۔اس لیے کہ اہل بیت کرام کے ادب واحترام کا قرآن وحدیث میں جتنا تاکیدی حکم ہے اس کے پیش نظر اگر بصورت تنزل فتوی جواز ہی کی طرف مائل ہوں تو بھی تقوی تو اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔اس لیے کہ بہر حال تقوی کا مقام فتوی سے اوپر ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان ازواج مطہرات کی حرمت نکاح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ثم ان حرمة نكاحهن من احترام النبی علیه السلام و احترامه واجب و كذا احترام ورثته اكمل و لذاقال بعضاالكبار لا ینكح المرید امراة شیخه ان طلقها اومات عنها و قس علیه حال كل معلم مع تلمیذه و هذا لا نه لیس فی هذا النكاح یمن اصلا لا فی الدنیا ولا فی الاخرة و ان كان رخصة فی الفتوی ولكن التقوی فوق امرالفتوی۔

پھر بیشک ان (ازواج مطہرات) کے نکاح کی حرمت نبی کریم ﷺ کے احترام کی وجہ سے ہے اور آپ کا احترام واجب ہے اور اسی طرح آپ کے ورثا کاملین کا احترام بھی واجب ہے اور اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرید اپنے شیخ' پیر کی بیوی سے نکاح نہ کرے اگر اس نے طلاق دی ہو یا فوت ہو گیا ہو اور اسی پر استاد کا حال اپنے شاگرد کے ساتھ قیاس کرلے اور یہ حکم اس لیے ہے کہ ایسے نکاح میں بالکل کسی طرح کی خیر و برکت نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔اگرچہ فتوی میں اس (نکاح) کی

رخصت ہے مگر تقویٰ فتوی سے بلند ہے۔ (تفسیر روح البیان صفحہ ۱۳۹ جلد ۷) یعنی از روئے تقویٰ یہ نکاح جائز نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ مرشد اور استاد کی بیوی مرید اور شاگرد کے لیے اس لیے قابل احترام ہے کہ وہ مرشد اور استاد کی بیوی ہے اور مرشد اور استاد قابل احترام ہیں اس لیے نکاح کا فتوی جائز ہونے کے باوجود ان کی بیویوں سے نکاح نہیں کر سکتے اس لیے کہ یہ تقویٰ کا حکم ہے کہ انکا احترام بجالاؤ اور نکاح کی صورت میں چونکہ ادب و احترام ممکن نہیں لہٰذا تقویٰ کا یہی فتوی ہے کہ ان سے نکاح نہ کیا جائے۔ اگر کوئی ایسی غلطی کر بھی لے گا تو اس کی سزا یہ ہوگی کہ دُنیا و آخرت میں کوئی بھلائی نہ پائے گا۔

اس سے یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ مرشد اور استاد کی عورتوں سے نکاح بروئے فتوی جائز ہونے کے باوجود بروئے تقویٰ ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ مرشد اور استاد کے احترام کی وجہ سے ممنوع ہوا ہے تو جب مرشد اور استاد کی عورتوں کے ساتھ یہ حال ہے تو اس سے اہل بیت کرام کا مقام خود سمجھ لیں جو بلاواسطہ خاندان نبوت ہونے کی وجہ سے انتہائی قابل احترام ہیں اور ان حضرات کو جو مراتب میسر ہیں وہ حضور ﷺ کی وجہ سے ہیں۔ پس تمام کائنات میں ان کا احترام بھی سب سے زیادہ ہے۔ جب مرشد اور استاد کی عورتوں کا احترام اس حد تک ہے تو خاندان نبوت کی عورتوں کا حال اس سے سمجھ لیں اگر نظر جواز پر ہو تو بھی تقویٰ اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ان حضرات کی عورتوں سے نکاح کا قصد کرے جب نکاح کی صورت میں مرشد اور استاد کی عورتوں کا ادب و احترام ممکن نہیں تو خاندان نبوت کی عورتوں سے نکاح

کرے کون ان کے ادب واحترام کا حق ادا کر سکتا ہے۔

اس لیے صاحب نور الابصار نے فرمایا ہے۔

”ان من الادب لا نتزوج احدنا شریفة الا ان عرف من نفسه ان یکون تحت حکمها و اشار تها و یقدم لها نعلها و یقوم لها اذا ور دت علیه ولا یتزوج علیها“۔

بے شک یہ چیز ادب میں سے ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص کسی سیدہ کے ساتھ نکاح نہ کرے ہاں جب وہ اپنی حالت کو خوب اچھی طرح جان لے کہ اس سیدہ کے حکم کے تحت رہے گا اور اس کے اشارے پر چلے گا اور اس کے آگے جوتیاں پیش کرے گا اور جب وہ اس کے پاس آئے گی تو وہ اس کے لیے کھڑا ہو جائے گا اور اس پر دوسری شادی نہ کرے گا (نور الابصار صفحہ ۱۳۰' الشرف المؤبد لال محمد وغیرہ)

صاحب نور الابصار کا یہ ارشاد غیر سیدوں کو سیدات سے نکاح کی ترغیب کے لیے نہیں بلکہ ممانعت کے بعد چیلنج کے طور پر ہے کہ کون ہے جو ان شرائط آداب کو بجالانے کی ہمت رکھتا ہے؟ تو جب اتنے تاکیدی امور آداب کوئی بجا لا نہیں سکتا تو پھر سیدات کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیوں کرے۔

فقہاء کا ارشاد ہے ”من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل“ جو حالات اہل زمانہ کو نہ جائے وہ جاہل ہے۔ پس اگر ہم معاشرہ پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بیوی خاوند میں بات بات پر تو تو میں میں تکرار کے ساتھ ساتھ ان بن ہونے کے ساتھ کیا کیا مغلظات نہیں سناتے؟ جہاں بھر کی گال گلوچ لعن طعن کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔

تو جب کسی غیر سید کے نکاح میں سیدہ ہوگی تو ناراضگی اور جھگڑے کی صورت میں خاوند جب گال گلوچ کرے گا اور اس کے ساتھ اس کے آباؤ اجداد کو بھی گالیاں دے گا تو کیا یہ گال گلوچ حضرت فاطمہؓ سے ہوتی ہوئی حضور نبی کریم ﷺ تک نہ پہنچیں گی۔ جب ایسا ہی ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو کیا اس شخص کا ایمان سلامت رہے گا؟ ہرگز نہیں یہ سب تباہی سیدہ کے ساتھ نکاح کرنے کی صورت میں رونما ہوئی ثابت ہوا کہ سیدہ اور غیر سید میں عدم کفات کی وجہ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ وہاں سیّدہ کے نکاح کی صورت میں ایذاء حضرت فاطمہؓ ہے اور ان کا ایذاء ایذائے رسول ﷺ ہے۔ اس لیے کہ سادات کرام حضرت فاطمہؓ کے جزو ہیں اور جناب فاطمہؓ حضور ﷺ کی جزو ہیں۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح و ثابت ہے۔

چنانچہ صاحب تفسیر روح المعانی فرماتے ہیں۔

"و معلوم ان اولاد بضعة منها فیکونون بواسطتها بضعة منه ﷺ وھذا غایة الشرف لا و لادھا"۔ اور یقیناً معلوم ہے کہ فاطمہؓ اولاد کیلئے ان کے واسطے سے ان کی ساری اولاد حضور ﷺ کی جزو ہوئی اور ان کی اولاد کیلئے انتہائی بزرگی و شرف ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۱۶۴ جلد ۱۳)

تو جس چیز سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو تکلیف پہنچے اس سے یقیناً حضرت فاطمہؓ کو ایذاء پہنچتی ہے اور حضرت فاطمہؓ کی ایذا حضور ﷺ کی ایذاء ہے جو قطعا ہر حال میں حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وما کان لکم ان توذوا رسول اللّٰہ" اور تمہیں جائز نہیں کہ رسول اللہ کو ایذاء دو۔ معلوم ہوا ایذاء رسول اللہ ﷺ ہر حال اور

ہر صورت میں مطلقاً حرام ہے اور ایسا جرم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جرم عظیم قرار دیا ہے۔

پس اس لیے یہ ضابطہ نکلا کہ جس کام میں بھی ایذاء واہانت رسول ﷺ ہو وہ عند اللہ جرم عظیم ہے اور ہر حال اور ہر صورت میں مطلقاً حرام ہے خواہ وہ کام خود کسی امر مباح اور جائز معاملہ میں ہو۔ مثلاً "ہر آزاد مسلمان مرد کیلئے حسب ضرورت چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث وربع" مگر حضرت علیؓ کیلئے سیدہ فاطمہؓ کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح جائز نہ رہا سبب کیا تھا؟ ایذاء رسول ﷺ، کہ جب بنی ہشام کی طرف سے اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا تمہیں اس کی اجازت نہیں تین بار یہ فرمان صادر ہوتا ہے اور سبب یہ بیان فرمایا کہ " فانما ابنتی بضعة منی یریبنی ما رابها ویوذینی ما اذاها" کہ میری بیٹی فاطمہ میرا جزو بدن ہے جو اسے ناگوار ہے وہ مجھے بھی ناگوار ہے اور جو اس کو ایذا ہے وہ میرا بھی ایذا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں "قال العلماء فی هذا الحدیث تحریم ایذاء النبی بکل حال و علی کل وجه ان تولد ذلك الا یذاء مما کان اصله مباحا" اس حدیث کے واقعہ سے علماء اسلام نے یہ قاعدہ کلیہ مستنبط فرمایا ہے کہ ایذا رسول ﷺ جس حال میں اور جس وجہ سے ہو حرام ہے اور یہ ایذاء چاہے کسی جائز مباح کام ہی سے پیدا ہو (مسلم شریف صفحہ ۲۹۰ جلد ۲، مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۳۴۷) پس سیدہ کے لیے غیر سید چونکہ غیر کفوء ہے اس لیے اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ نیز سیدہ کی تکلیف وایذاء جناب فاطمہؓ کی تکلیف وایذا ہے اس لیے اس کا مرتکب بھی ایمان سے خالی ہو جائے گا۔

لہٰذا نکاح ناجائز ہے اور خاندان نبوت کا ادب واحترام فرض ہے چونکہ نکاح کی صورت میں وہ مطلوبہ آداب واحترام بجالانے ممکن نہیں لہٰذا نکاح جائز نہیں۔

پھر یہ پہلو خاص غور طلب ہے کہ جس طرح ہمارے معاشروں میں لعن طعن اور گالی گلوچ جیسی قبیح رسم ایک اہم عنصر کی حیثیت سے داخل ہو چکی ہے۔ جب بھی کسی سے کوئی قصور یا کوتاہی واقع ہوتی ہے فوراً اس کے خاندان کے اعلیٰ ترین افراد تک کو مطعون وقصور وار سمجھ لیا جاتا ہے اور انہیں گالی دی جاتی ہے کہ تیرے بڑے فلاں کی ایسی تیسی۔ ایسی صورت میں تو ایمان ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے زندگی بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

دیکھئے آیت "لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم" (سورۃ انعام) سے علماء اصول نے سد ذرائع کا ایک ایسا ضابطہ نکالا ہے جس پر عمل کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں "واستدل بالآیۃ علی ان الطاعۃ اذا ردت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکھا فان مایودی الی الشر شر" (روح المعانی صفحہ ۲۰۲ جلد ۷، روح البیان صفحہ ۸۳ جلد ۳ مظہری صفحہ ۲۷۶ جلد ۳) تفسیر ضیاء القرآن میں ہے علما اصول نے اس آیت سے سد ذرائع اخذ کیا ہے جس کا مختصرا مطلب یہ ہے کہ ہر مباح کام جب کسی معصیت کا سبب بن جائے تو اس کو ترک کر دیا جائے گا۔ (ضیاء القرآن صفحہ ۵۹۰ جلد ۱)

معارف القرآن میں ہے "اس واقعہ اور اس پر قرآنی ہدایت نے ایک بڑے علم کا دروازہ کھول دیا اور چند اصولی مسائل اس سے نکل آئے۔ مثلاً ایک اصول

یہ نکل آیا کہ جو کام اپنی ذات کے اعتبار سے جائز بلکہ کسی درجہ میں محمود بھی ہو اس کے کرنے سے کوئی فساد لازم آتا ہو یا اس کے نتیجے میں لوگ مبتلائے معصیت ہوتے ہوں وہ کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے (معارف القرآن صفحہ ۴۲۱ جلد ۳)

ان تفسیری حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اگر غیر کفو میں سیدہ کے نکاح پر اذن اولیاء ہو بھی جائے تو بھی بعض ایسی شرعی رکاوٹیں حائل ہیں جن کی وجہ سے اس نکاح کے عدم جواز کو فوقیت حاصل ہے فلہذا غیر کفو میں نکاح ناجائز ہے کہ اس طرح کرنے سے فتنہ و فساد اور قتل و غارت کے علاوہ رنگا رنگ مقدمات اور فسادات کے دروازے کھلتے ہیں۔ خصوصا سیدہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز ہے کہ اس میں سابقہ قباحتوں کے علاوہ بعض اوقات ایمان سے ہاتھ دھونے کے بھی حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ کوئی بھی غیر سید کسی بھی سیدہ کے ساتھ نکاح کا قطعا ارادہ نہ کرے۔ اس لیئے محتاط اور محقق علماء کرام و مشائخ طریقت نے سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کو ناجائز اور خاندان نبوت کے لیئے باعث ننگ و عار قرار دیا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ممکن ہے کہ کوئی یہ شبہ وارد کرے کہ قرآن پاک میں محرمات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جس میں سیدات مذکور نہیں اگر سیدات کے ساتھ غیر سیدوں کے نکاح ناجائز ہوتے تو ان کو محرمات میں ذکر کر دیا جاتا۔ حالانکہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیئے باقی عورتیں حلال کی گئی ہیں۔ پس سیدات کے نکاح جائز ہوئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ محرمات کے علاوہ ہر عورت کے ساتھ نکاح کو جائز

قرار دینا کلی جہالت اور نادانی ہے۔ دیکھئے ازواج النبی کا ذکر محرمات میں نہیں مگر امت پروہ حرام ہیں۔ اسی طرح چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح ناجائز ہے۔ اس کا ذکر محرمات میں کہاں ہے۔ اس طرح کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اس لیئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔

"ان قوله تعالى واحل لكم ماوراء ذالكم ليس بعام يدل على حل كل امرة غير المحرمات المذكورة" بے شک اللہ تعالی کا ارشاد "واحل لکم ماوراء ذالکم" ایسا عام نہیں جو اس بات پر دلالت کر سکے کہ محرمات مذکورہ کے علاوہ ہر عورت حلال ہے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۲ جلد ۲)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سیدہ کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز نہیں۔

علماء امت ومشائخ طریقتؒ کے چند فتاویٰ

ا۔ مرشد العلماء مخدوم الفضلاء شمس العارفین قبلہ عالم **خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد خان ساکن ملہوٹ نے مولوی عبدالحق ساکن ملہوٹ کے حسب حکم واجازت ایک سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا ہے اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضامندی اس پر نہیں۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

جواب: "وهو الملهم للصدق والصواب" نکاح مذکورہ جائز نہیں اور جواز کا

فتویٰ دینے والے نے فقط سیدہ مذکورہ کے ورثا پر ظلم نہیں کیا بلکہ تمام اہل اسلام پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ حسب ارشاد "الٰہیٰ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ" اورحدیث "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده ولده والناس اجمعین" اہل قرابت سے محبت رکھنا تمام اہل اسلام اصول ایمان سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے نکاح مذکور کی صورت میں محبت مذکورہ کی وجہ سے ہزار ہا دل اہل بیت کی ہتک حرمت سے رنجیدہ ہوں گے اور تمام متون فقہ اس قسم کے نکاح کے عدم جواز پر متفق ہیں کیونکہ یہ نکاح غیر کفوء میں ہے۔

"العجمی لا یکون کفوا للعربیة ولو کان عالما او سلطانا وهو الاصح" (درمختار)

اس صورت مذکورہ میں یہ صحبت زنا ہوگی لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ سیدہ کو عجمی سے جدا کرائیں اور مفتی پر لازم ہے کہ آئندہ اس قسم کے فتووں سے اجتناب کرے۔ جن میں ہتک حرمت اہل بیت کرام ہو۔ اور یہ وجہ پیش نہیں کرنی چاہیے کہ سیدہ کا اولاد رسول ﷺ سے ہونا یقینی نہیں کیونکہ اگر اس امر کا یقین نہیں تو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوگیا کہ وہ غیر سیدہ ہے۔ لہٰذا اہل ادب کے لیئے تھوڑی سی نسبت بھی کافی ہے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ قیس بن عامر (مجنوں) لیلیٰ کی محبت میں ہر سیاہ چیز سے محبت کرتا تھا۔ حتی کہ سیاہ کتوں کو بھی پیار کرتا تھا چنانچہ حضرت محی الدین اکبر رضی تعالیٰ اللہ عنہ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ سیاہ کتے مجنوں کو تکلیف پہنچاتے تھے مگر وہ ان سے محبت کرتا تھا۔ کیونکہ اس کی معشوقہ لیلیٰ کے نام کو لیل یعنی رات سے

مناسبت تھی۔ جو سیاہ ہوتی ہے حالانکہ یہ محبت خدا کے نزدیک کچھ مفید نہیں پس اہل بیت کرام کی محبت اور مودت جس کا امر ہمیں سرکار مدینہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی طرف سے ہوا اور جو ہمیں خدا کے نزدیک مفید ہے اسکی کم از کم اتنی رعایت تو لازم ہے جتنی ایک مجازی محبت والا کرتا ہے۔ پس اگر تیری محبت اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے سچی ہے تو ضرور حضور ﷺ کے اہل بیت کو دوست رکھے گا اور ان سے جو امر تیری طبع کے خلاف واقع ہوگا اسے یہ سمجھتے ہوئے کہ تقدیر الٰہی ایسے ہی تھی لہٰذا اہل بیت سے تکلیف پہنچنے میں لذت محسوس کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھے گا۔ جس کی وجہ سے تو نے اہل بیت سے محبت کی پھر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی حرمت کا خیال نہ کرنے میں مکر الٰہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تیرا خیال ہو کہ میں دین الٰہی کی حفاظت کر رہا ہوں۔ (فتاوئی مہریہ صفحہ ۱۳۵۔ مکتوبات طیبات صفحہ ۳۹۲)

۲۔ جس دن حضور انور قدس سرہ بکڑالہ میں تشریف لے گئے راجہ محمد خان علاقہ دار و رئیس بکڑالہ نے میاں محمد صاحب کھڑی والا کی جانب سے بعد سلام مسنون عرض کی کہ در بارہ پیغام نکاح مرد امتی سیدہ کے ساتھ ایسے نکاح کے فتوئی جواز سے دنیا میں طوفان بے ادبی پیدا ہوگا اور ان ایام میں موضع چکڑالی میں یہ واقع پیش آیا ہوا تھا۔ حضور انور قدس سرہ نے بعد جواب سلام فرمایا کہ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں کو ہماری جانب حوصلہ نہیں پڑتا۔ عترت نبوت کے بے ادب قسمت کے بد بخت ہیں ہمارے پاس نہیں آتے اور نہ ہم ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

جو مفتی صاحبان عالم کی تصغیر عویلم کرنے سے اور علماء کے جوتے کی توہین

70

کرنے پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے ہیں لیکن سفینہ محمدی کی حرمت وتکریم کا انہیں کوئی پاس نہیں کس قدر انصاف سے بعید ہیں۔ حالانکہ علماء کا شرف وصف علم سے ہے ذاتی نہیں اور وہ بھی عمل کے بغیر تو محض چھلکا بے مغز ہے اور اہل بیت نبی کا شرف ذاتی ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف انتساب کی وجہ سے انہیں موہوب ہوا۔

(ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۲۷ ملفوظ ۱۸۱)

۳۔ عالم ربانی فاضل حقانی مولانا **نظام الدین ملتانی** خلیفہ ارشد سلطان العارفین سلطان باہوؒ

سوال: سیدہ صحیح النسب کے ساتھ عالم یا بے علم شخص زمیندار نے نکاح کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا کہ نہیں؟

جواب: نکاح سیدہ سے عامی شخص کا چاہے وہ صاحب خاندان یا عالم فاضل ہو نزدیک محققین اہل سنت وجماعت کے صحیح مذہب میں جائز نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کے برابر کوئی خاندان نہیں چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ فرمایا آپ نے "انا خیرھم نفسا و خیرھم بیتا "میں تمام آدمیوں سے بہتر ہوں اور میرا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ ہے اور میرے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے تمام خاندانوں سے چن لیا ہے اور غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ عجمی مرد کفو عربیہ کا نہیں ہوسکتا۔" وھو ھذا لا یکون کفو اللعربیۃ و لو کان العجمی عالما او سلطانا وھو الاصح "اور درمختار میں ہے" وتعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح "یعنی کفات معتبر کی کفائت واسطے لزوم نکاح کے اور ہدایہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۲ میں ہے" الکفائۃ فی النکاح معتبرۃ قال علیہ السلام

الالایزوج النساء الاالاولیاء ولا یزوجن الا من الا کفاء "یعنی کفات معتبر ہے نکاح میں جیسا کہ فرمایا حضور ﷺ نے نہ نکاح کریں عورتوں کا مگر ولی اور نہ نکاح کی جاویں مگران مردوں سے جو کفو ہیں یہ حدیث دار قطنی وبیہقی میں ہے اور یہی ہدایہ میں ہے "الکفاۃ تعتبر فی النسب والا صل فیہ قولہ علیہ السلام فقریش اکفاء بعض لبعض بطن ببطن والعرب بعضھم اکفاء لبعض قبیلۃ قبیلۃ "اور در مختار میں ہے "المراد بالعجم من لم ینسب با حدی قبائل العرب ھکذافی فتاوی عبدالحی "(صفحہ ۱۲ جلد ۲) میں خود بایں طور بعض مجوزین کا قول نقل کر کے یہ فیصلہ کردیا ہے۔"وھوھذاان الفقیہ کفو اللعلوی لا ن شرف الحسب فوق شرف النسب وھکذاذکر فی المحیط وقال فی المضمرات الاصح انہ لا یکون کفوا کالسلطان والعالم "اور فتاوی ابراہیم شاہی فتاویٰ نادرالجواہر قلمی صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے"مجھول النسب لا یکون کفوا للمعروف النسب الصحیح عندابی حنیفۃ "یعنی مجہول النسب معروف النسب والے کے واسطے کفو نہیں ہوتا۔امام صاحب کے نزدیک یہی صحیح ہے۔پس اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ سیدہ علویہ کے ساتھ نکاح کسی عالم وسلطان وغیرہ کا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ تو ہم کفو ہیں اور نہ ہی ہم لوگ اہل عرب ہیں۔اور نہ ہی ہمارے انساب صحیح اور درست ہیں اور نہ ہمارا شجرہ نسب ان سے کہیں مل سکتا ہے اور بعض لوگ جو بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ سیدہ کے ساتھ (غیر سید) کا نکاح جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور کریم ﷺ نے آپس میں رشتہ داری کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام

قریشی قبیلہ واحد اور اہل عرب اور صحیح النسب اور دور و نزدیک میں برابر اور اہل تقویٰ اور ایک دوسرے کے جانثار تھے۔ لہٰذا ان کے جائز ہوئے اور ہم لوگوں میں یہ امور کہاں؟ (فتاوی نظامیہ صفحہ ۴۰۔۴۲)

صاحب شرح انواع فرماتے ہیں۔

اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ کیا عالم شخص سیدہ کا کفو ہے۔ صحیح یہ ہے کہ علوی سیدہ کا کفو نہیں جیسے فتاوی عالمگیری میں ہے "و فی الینا بیع و العالم کفو للعربی و العلویۃ و الا صح انہ لا یکون کفوء للعلویۃ" (شرح انواع صفحہ ۳۹۷)

صاحب فتاویٰ بغیۃ المسترشدین فرماتے ہیں۔

"شریفۃ علویۃ خطبھا غیر شریف فلا اریٰ جواز نکاح وان رضیت و رضی ولیھا لان ھذا النسب الشریف الصحیح لایسامی ولا یرام "یعنی ایک غیر سید شخص نے ایک سیدزادی کو پیغام نکاح دینا چاہا ہے تو شرعی حکم کیا ہے۔ جواب دیا کہ اگرچہ وہ سیدزادی اور اس کا ولی اس نکاح پر راضی ہو جائیں تو بھی یہ نکاح جائز نہیں اس لیے کہ یہ نسب سیادت صحیح کسی دوسرے کا برابر اور کفو نہیں۔

(بغیۃ المسترشدین صفحہ ۱۲۰)

مجاہد تحریک پاکستان اور رفیق قائد اعظمؒ اور مرشد چوہدری غلام عباسؒ شیخ المشائخ امیر ملت **حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ** ایک دفعہ قیام حیدر آباد دکن کے زمانے میں آپ کو معلوم ہوا کہ وزیر اعظم نے کسی نو عمر سیدزادی کو جو ایک زنانہ ہائی سکول میں متعلمہ تھی

اغواء کر کے نشانہ ہوس بنایا اور اس کو اپنی زوجیت میں لایا ہے۔ اس پر آپ نے روزانہ کی مجالس وعظ میں اس کی خوب خبر لی اور سادات کی خاندانی عظمت اور نسبی شرافت کے متعلق وضاحت فرمائی اور احتراماً غیر سید سے سیدزادی کے نکاح کو غیر صحیح قرار دیا (اس مسئلہ پر دارالافتاء جامعہ نظامیہ دکن کا فتویٰ شائع ہو چکا تھا)۔ تذکرہ شاہ جماعت صفحہ ۲۳۵۔

استاذ العلماء شیخ الحدیث و التفسیر مولانا ابو رشید محمد عبدالعزیز سابق خطیب جامع مزنگ لاہوری۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح میں کفو کا بھی کچھ اعتبار ہے یا "الاسلام ملة واحدة" سے سب برابر ہیں اور تیلی سیّدہ کا کفوء ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: "الجواب بعون الملك الوهاب" نکاح میں کفأت معتبر ہے اور تیلی سیّدہ کا کفو نہیں اور نہ ہی اس کا نکاح سیّدہ سے درست ہے۔ جیسا کہ عبارات کتب متداولہ فقہ مندرجہ ذیل اس پر دلیل ہیں۔ (ہدایہ شریف صفحہ ۲۰ جلد ۲)

"الكفاءة في النكاح معتبرة قال عليه الصلوة والسلام الالا يزوج النساء الا الاولياء و لا يزوجن الا من الاكفاء" دوسری جگہ اس طرح ہے الكفاة معتبر في النسب لا نه يقع به التفاخر اور درالمختار میں ہے "وتعتبر الكاءة للزوم النكاح" اور اسی میں ہے "فقريش اكفاء لبعض والعجمى لايكون كفوا للعربية ولو كان العجمى عالما او سلطانا وهو الاصح "(عالمگیریہ صفحہ ۱۷ جلد ۲) "والا صح انه لا يكون كفو اللعلوية كذا في غاية السروجى "فتاویٰ

برہنہ صفحہ ۵۴ جلد ۲ میں ہے پس "عالم و وجیھہ چوں سلطان کفو علویہ نباشدو ھو الاصح اور کوکب المشرقہ مصری " صفحہ ۱۰ میں ہے و معنی "اعتبار ھا انھا متعبرۃ فی لزوم علی الاولیاء حتی انہ عندعدمھا یجوز للولی الفسخ و فی روایۃ الحسن المختار للفتویٰ ان العقدہ یصح والا عتبار حینئذفی الصحۃ اور فتاویٰ" مولوی عبدالحی صفحہ ۳۲۸ جلد ۲ میں ہے "یفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا و ھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان " (درمختار) دوسری جگہ اس فتاویٰ میں یوں مرقوم ہے "و روی الحسن عن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان النکاح لا ینعقدو بہ اخذ کثیر من مشائخنا کذافی المحیط والمختار فی زماننا روایۃ الحسن اقرب الی الا حتیاط کذافی فتاویٰ قاضی خان فی فصل شرائط النکاح "ان روایات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ نکاح باطل ہے اور قول مفتیٰ بہ کے موافق بالکل نکاح کا انعقاد ہی نہیں ہوا۔ پس بغیر تفریق قاضی یا حاکم وقت کے عورت اس مرد سے خود جدا ہو سکتی ہے کیونکہ یہ نکاح شرعا نکاح نہیں اور محض باطل ہے (عزیز المعظم فی اکرام المکرم صفحہ ۷)

الحاصل سادات کرام کی تعظیم من کل الوجوہ ضروری ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کی غیر سید سیدہ کے ساتھ نکاح کا قصد نہ کرے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ اگر چہ وہ شخص عالم اور بادشاہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بموجب اقوال فقہائے محققین اصح یہی ہے کہ بوجہ کفو نہ ہونے کے نکاح درست نہیں اور منعقد نہیں ہوتا۔

(عزیز المعظم فی اکرام المکرم صفحہ ۶)

یادرہے کہ یہ کتاب ''عزیز المعظم'' ۱۳۲۱ھ کو طبع ہوئی ہے۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کی تصدیقات اور فتاویٰ درج ہیں۔ خصوصاً بریلی شریف کا فتویٰ بھی درج ہے۔ جن علماء نے اس کتاب کی تصدیق کی ہے اور اس مسئلہ پر مہر ثبت کی ہے ان کے نام درج ہیں۔

مولانا جماعت علی، مولانا احمد علی خطیب شاہی مسجد، مولانا محمد یار خطیب طلائی لاہور، مولانا محمد عالم مدرس نعمانیہ وخطیب مسجد گمٹی لاہور، مولانا غلام مرشد مدرس اول نعمانیہ لاہور۔ مولانا حافظ جمال الدین لاہور، مولانا صاحبزادہ عبدالروف ایبٹ آبادی، مولانا شاہ رسول مدرس نعمانیہ لاہور، مولانا پروفیسر نجم الدین، پروفیسر اورینٹل کالج لاہور، مولانا عبدالرسول مسجد کرولی، مولانا گل محمد خطیب جامع مسجد روضہ شریف مزنگ لاہور، مولانا ابو محمد احمد امام مسجد صوفی لاہور، مولانا احمد علی شیر انوالہ دروازہ لاہور، مولانا اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سید محمد دیدار علی شاہ صاحب آگرہ حال خطیب مسجد وزیر خان لاہور، مولانا عبدالسمیع صاحب بنارس، مولانا غلام احمد فریدی حنفی مرادآبادی۔

استفتاء از دار الافتاء

مدرسہ اہل سنت و جماعت اعنی فتویٰ علماء کرام بریلی جماعت رضائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مفتی نے ایک سیدہ کا نکاح تیلی سے کر دیا کیا یہ نکاح درست ہوگیا ہے یا نہ۔ اگر عورت کے ولی اعتراض نہ

کریں تو کیا مسلمان باغیرت سبب ہتک قرابت رسول اللہ ﷺ کے اعتراض کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ کا جواب بالتفصیل مع مواہیر علماء کرام تحریر فرما کر ارسال کریں

جواب: تو ظاہر ہے کہ اصلی سادات کرام شریف ترین مردمان ہیں۔ دھنیے، جولا ہے، تیلی، تنبولی وغیرہ ان کے کفوء نہیں پس سیدہ مذکورہ کا نکاح اس تیلی کے ساتھ غیر کفوء میں ہوا، سیّدہ کے اولیاء کو اگر ضرور عار و ننگ ہوگی وہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں اور کوئی ان کے سوا نکاح فسخ نہیں کرا سکتا کہ ظاہر الروایت میں لزوم نکاح کے لیے کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے اور اولیاء کو حق فسخ دیا گیا ہے نہ کہ ان کے غیر کو۔ بلکہ بروایت حسن رحمتہ اللہ علیہ تو غیر کفوء میں نکاح صحیح ہی نہیں۔ یہی مختار ہے اس پر فتویٰ ہے بناء بریں سیّدہ مذکورہ کا نکاح اس تیلی سے قطعاً ہوا ہی نہیں سیّدہ کو فوراً اس تیلی سے جدا کرنا چاہیے۔ درمختار میں ہے "والکفاءۃ حق الولی والصحۃ علی روایۃ الحسن المختار للفتوی" اس میں ہے "اذا نکحت غیر الکفو فللا ولیاء حق الفسخ و ھذا ظاھر الروایت اما علی رویۃ الحسن فالعقد فاسد و تقدم انھا المفتی بھا واللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ واتم۔ کتبہ فقیر حشمت علی غفرلہ الولی سنی حنفی بریلوی" تیلی سے سیّدہ کا کفوء نہیں اور فتویٰ اس پر ہے کہ غیر کفوء سے نکاح نہیں ہوتا، فسخ کی کیا حاجت "واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو العلا محمدامجد علی اعظمی عفی عنہ بریلی" (صاحب بہار شریعت)

بے شک فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا نکاح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ رحم علی غفرلہ مدرس منظر اسلام بریلی الجواب صحیح محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد رضا عفی عنہ بریلی۔

صح الجواب۔ محمد عاشق علی عفی عنہ۔

اصاب من اجاب۔ فقیر محمد حسین رضا مدرس پنجم مدرسہ منظر الاسلام بریلی محلّہ سوداگری۔ بلا شبہ سیدہ کی شان اس سے ارفع ہے کہ اس کا شوہر ایک تیلی ہو وہ ہرگز سیدہ کا کفوء نہیں اور فساد زمانہ کے باعث مختار للفتویٰ یہی ہے کہ غیر کفوء سے نکاح باطل ہے اور جب نکاح باطل ٹھہرا تو تمام اہل اسلام کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سیدہ کی عصمت کو اس تیلی غیر کفوء سے جس سے اس سیدہ کا نکاح اصلا نہ ہوا بچائیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فقیر مصطفےٰ رضا خان)

درمختار میں ہے ویفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا و ھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(محمد حامد رضا خان سنی حنفی قادری بریلوی)

مولانا محمد عبدالحی ہزاروی مدرس مدرسہ احیاء العلوم راولپنڈی کا ایک اہم فتویٰ بصورت اشتہار مطبوعہ ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل علماء کی تصدیقات اور ان کے اقتباسات درج ہیں۔ مولانا محمد اسحاق مانسہروی، مولانا مولا بخش خطیب جامع مسجد راولپنڈی، مولانا اصغر علی شاہ کوٹھیالہ ضلع ہزارہ، مولانا فضل الرحمٰن اوتلوی، مولانا محمد اعجاز احمد خطیب جامع مسجد صدر بازار راولپنڈی، مولانا مسعود الرحمان ہزاروی، مولانا ابراہیم مظفر آبادی، مولانا محمد شریف، مولانا سید نور حسن شاہ پرانا قلعہ راولپنڈی

یہ فتویٰ بصورت اشتہار پیر سید رسول شاہ اگروروی نے با اہتمام مولانا محمد اسحاق مانسہروی سالہا سال پہلے مشتہر کیا تھا۔

الاستفتاء

ماقولکم رحمکم اللہ اندریں مسئلہ کے موجودہ وقت میں مسلمانوں کی دیگر تباہیوں کے منجملہ ایک بڑی تباہی یہ ہے کہ اہل بیت کی حرمت بالکل نہیں یہاں تک کہ سیدزادیوں سے بڑے زور وشور سے شادی کی جارہی ہے۔نہ کفو کا لحاظ ہے اگر کفو کے متعلق ان سے باز پرس کی جاتی ہے تو جواباً کہتے ہیں کہ عجمیوں نے اپنی نسب ضائع کردی ہے اور کہتے ہیں کہ مسئلہ ظاہر روایت میں ہے اور ظاہر الرویت احناف کے نزدیک معمول بہا ہے۔اب موجودہ وقت میں اس فاسق فاجر نے جو غیر سید ہے بغیر رضا اولیاء کے سیدزادی سے نکاح کر لیا ہے اور اولیاء نے عدالت انگریزی میں دعویٰ دائر کردیا ہے۔ابھی تک اس کا فیصلہ کوئی نہیں ہوا۔کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ اور کفوء عجم میں شرط ہے یا نہ؟

الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں نکاح نا جائز ہے اور اس بارے میں ظاہر الروایت متروک العمل ہے۔بجائے اس کے حسن بن زیاد کی روایت پر فتویٰ ہے اور والعجماء ضیعوا انسابھم حکم عام نہیں کیونکہ مدار اس حکم کا عرف پر ہے یعنی جس مقام پر قبائل میں عار باقی ہے وہاں کفو بھی شرط ہے اور جہاں عار نہیں وہاں شرط بھی

نہیں۔ سب سے پہلے ہم دار قطنی اور بیہقی کی حدیث پیش کرتے ہیں "اخرج الدار قطنی و البیهقی فی سننهما عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ لا تنكحوا النساء الامن الاكفاء كذافی تخریج الزیلعی و فی فتح القدیر عن دار قطنی عن ابن عمر مرفوعاً الناس اكفاء قبلية بقبيلة عربی بعربی مولى بمولى الا حائكا او حجاما و فيه بعض طرقه كحديث بقية هو الذی روى انفاً ليس من الضعف بذلك فقد كان شعبة معظم ببقية و ناهيك با حتياط شبعة و ايضاً تعدد طرق الحديث يرفعه الى الحسن و علی قول در مختار (حرفة)فی ردالمحتار ذكر الكرخی ان الكفاة فيها معتبرة عند ابی يوسف وانّ ابا حنيفة فيها بنی الامر علی عادة العرب ان مواليهم يعملون هذه الاعمال ولا يقصدون بها الحرف ولا يعيرون بها و اجاب ابو يوسف علی عادة اهل بلا ده و انهم يتخذون ذالك و حرفة فيعيرون بالدنی منها فلا يكون بينهما خلاف فی الحقيقة(بدائع) فعلی هذا لو كان من العرب والعجم وايضاً فيه بعد الكلام فی التكافو حرفة وفی الفتح ان الموجب هوا ستنتقاص اهل العرف فيدورمعه"

(شامی صفحہ ۵۲۷ جلد ۲)

ان روایات حدیثیہ اور فقہیہ سے معلوم ہوا کہ دناءت وغیر دناءت حرفہ میں ضرور معتبر ہے اور مدار اس کا عرف پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اعتبار کیا گیا ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ فقہاء کرام جو عجم میں نسب معتبر نہیں کرتے مطلق نہیں بلکہ مقید

ہے اس وقت کے ساتھ کہ عرف ناس میں لوگوں میں فرق اعلیٰ وادنیٰ نہ رہے بلکہ سب یکساں سمجھے جائیں اور اگر اعلیٰ وادنیٰ کا فرق کریں تو ضرور کفوء معتبر ہے۔ جیسا کہ احادیث مندرجہ بالا میں واضح ہو گیا۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

"ثم المرءۃ اذازوجت نفسها من غیر کفو صح النکاح فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد اصلا و به اخذ کثیر من مشائخنا کذافی المحیط و المختار فی زماننا للفتویٰ روایة الحسن۔ وقال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط کذافی فتاویٰ قاضی خان و قال الجلپی قوله فی روایة الحسن عن ابی حنیقة لا ینعقدای یجوز النکاح ان کان کفواو الا لا یجوز اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفسادالزمان قال شمس الائمه السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط۔ اقول انسد علیها باب التزویج من غیر کفو و هکذا فی الدرر شرح غرر للامام ملا خسرو وقال فی شرح الیاس و روی الحسن عن ابی حنیفة بطلانه بلا کفو و به اخذ کثیر من مشائخنا" اور علاوہ اس کے قاضی امام فخر الدین اور جامع الرموز اور ابوالمکارم و" خلاصة الفتاوی امام ابو اللیث سمر قندی و فتاویٰ برهنه و فتح القدیر و بحر الرائق و معراج و حموی و الاشباه و النظائر و فتاویٰ کافوری و فتاویٰ غیاثیه "سب نے عدم جواز نکاح فی غیر الکفو کا فتویٰ دیا ہے۔

درمختار میں ہے "و یفتی فی غیر الکفو بعدم جواز النکاح اصلا و هو

المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلاتحل مطلقة ثلاثا نکحت بغیر رضاولی بعد معرفة ایاہ فلیحفظ حاشیہ طحطاوی میں ہے قولہ وھو المختار للفتویٰ لا نہ لیس کل قاضی یعدل ولا کل ولی یحسن المرافعة و الجثوبین یدی القاضی مذلة فسد الباب بالقول بعدم انعقادہ اصلا"۔

ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ عجم میں بھی کفو شرط ہے۔اور صورت مسئولہ عنہا میں دونوں وجوہات موجود ہیں اس کے جواز کی کوئی وجہ نہیں لیکن ظاہر الروایت یہاں متروک ہے۔اس لیے مشائخ نے خلاف ظاہر الرویۃ کے فتویٰ دیا ہے۔شامی صفحہ ۷۰ جلد۲ میں ہے "ویترك ظاهر الرواية بقول المشائخ "اور اسی جلد میں صفحہ ۳۲۰ میں لکھا ہے "الرواية المختار للفتویٰ مرجحة علی ظاهر الرواية" اور شامی جلد پنجم صفحہ ۱۴۷ میں ہے "ويترك ظاهر الرواية لتغير الزمان" اور شامی جلد دوم صفحہ ۵۹۰ میں ہے "و ترجيح الظاهر من الراوية عند اختلاف الفتوی مقيدا بما اذا لم يكن الاختلاف عصروزمان "اور شامی جلد پنجم صفحہ ۳۲ میں مذکور ہے "الضرورة تبيح الخروج عن اصل المذهب "اور اگر ایک مسئلہ میں علت بیان ہو اور اس کے مخالف علت بیان نہ ہوتو جو مسئلہ معلل ہو وہ مسئلہ مرجح ہوگا مخالف مسئلہ غیر معلل پر شامی میں ہے "و کذالو عللوا احدهما دون الاخر كانت التعليل ترجيحا للمعلل" حسن بن زیاد کی روایت میں بطلان نکاح کی علت بیان ہے اور ظاہر الروایت میں علت بیان نہیں لہٰذا اس کو ترجیح ہوگی۔ تفصیل روایات اور کتب دینیہ کی عبارت سے یہ مسئلہ ثابت ہوگیا کہ صورت مسئولہ عنہا میں چونکہ نکاح بغیر کفوء

میں ہوا ہے لہٰذا باطل ہے۔ یادرہے کہ فتح القدیر میں عالم باعمل جس کے متعلق بعض بزرگوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ فرمایا! ”والاصح انه ليس كفوا للعلوية“ اور برجندی حاشیہ وقایہ میں ہے” الاصح ان ذاالجاه كالسلطان والعالم لا يكون كفوا للعلوية ‘اور ظاہر الروایت میں ہے”ان العجمي لا يكون كفو العربية “مطلقا ہر گاہ کہ متون لفظا اصح عالم عجمی کے لیے عدم جواز نکاح سیدزادی میں متفق ہوگئے ہیں تو جاہل فاسق کے ساتھ جیسا کہ صورت مسئولہ عنہا میں ہے کیسے جائز ہوسکتا ہے بلکہ مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اولاد کو ظالموں کے ہاتھ سے تباہ نہ ہونے دیں۔ اس سیدزادی اور جاہل کے درمیان فوراً جدائی کردیں۔

سوال:۔ ایک شخص دعویٰ کرے کہ میں قریشی ہوں کیا اس کے ساتھ بھی سیدزادی کا نکاح جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مشہور النسب سیدزادی کا ایسے غیر مشہور قریشی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے اس واسطے کہ سید ہر مقام میں اگر کوئی شخص سیدزادی سے نکاح کرے تو سادات متفقہ طور سے فساد پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور فساد ہی علت عدم جواز کی ہے کیونکہ انتساب قبائل عرب مشروط ہے اور غیر مشہور النسب خود دعویٰ کرتا ہے جس کے لیے ثبوت کوئی نہیں اگر صرف دعویٰ ہی نسب کے لیے کافی ہو تو موجودہ زمانہ میں کوئی شخص اپنے آپ کو کمینہ بیان کرنے کے لیے تیار نہیں جس سے پوچھو وہ یہی کہتا ہے کہ میں پٹھان، اعوان، مغل ہوں لوگوں میں اگرچہ ارذل ہی کیوں نہ ہو مگر وہ اپنے آپ کو ضرور شریف بیان کرے گا اگر وہ اپنا نسب نامہ پیش کرے تاہم ان کی نسبت میں اتصال

نہیں ہوتا بلکہ سینکڑوں اغلاط موجود ہوتی ہیں۔ شامی میں ہیں "والعجم المرا دبھم من لم ینسب الی احدی قبائل العرب" اور سید اس چیز سے مستثنیٰ ہیں۔ جس جگہ کوئی سید ہے اس کی شہرت بھی موجود ہے۔ عجم میں بہت کم ایسے سید ہیں جن کی شہرت نہ ہو۔ اس بناء پر غیر مشہور قریشی مشہور النسب سیدزادی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ دلیل وہی ہے کہ بوجہ عار کے فساد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صورت مسئولہ عنھا میں بعینہ موجود ہے کہ سیدزادی منکوحہ کے ورثاء نے عدالت انگریزی میں دعویٰ دائر کیا اسلام کی ساری تعلیم اتفاق واتحاد کے لیے ہے جہاں اتفاق کے خلاف کوئی چیز پیدا ہو اس کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ اب اُمت محمدیہ کا فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احترام کی مدِنظر رکھتے ہوئے ایسے نکاحوں میں حصہ نہ لیں اور ظالم فاسق کو جس نے سیدزادی سے بغیر رضائے اولیاء نکاح کر لیا ہے کافی تنبیہ کریں اور سیدزادی کو اس سے جدا کریں اور اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے بائیکاٹ یعنی قطع تعلق کریں۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔ فقط

علماء کرام کے تصدیقی اقتباسات

فاضل مجیب نے نہایت محنت سے دلائل قاطع و برہان ساطع پیش کر کے بطلان نکاح ثابت کیا ہے۔ حق تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے اور یہ ہی حق بھی ہے فی الوقع سیدزادیوں کا نکاح عجم میں بغیر سیدوں کے کسی شخص سے جائز نہیں صرف ظاہر الروایت کی وجہ سے جواز کا فتویٰ دینا صحیح نہیں لان الحکم یتغیر بتغیر الزمان فھذا

الاختلاف بین ظاهر الرواية و نوادرها و بین بعض المشائخ المتقدمين و المتاخرين ناش عن اختلاف عصر و اوان لامن اختلاف حجة و برهان فلذا قيد وا هذه الرواية بالا فتاء بالزمان بان قالوا الفتوىٰ على قول الحسن في زماننا و قالوان الفتوىٰ على رواية الحسن لفساد الزمان كمارايت في نصوصهم فلا تصادم ولا تعارض بين ظاهر الرواية المجوزة و نوادرها المبطلة لكون الجواز في زمان و عدم الجواز في زمان اخر۔

(تنقیح حامدیہ جلد اول)

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ ظاہر الروایت متروک العمل ہے اور حسن بن زیاد کی روایت معتد بہا اور معمول بہا ہے اس روایت سے بطلان نکاح مذکور میں شبہ نہ رہا۔ بغیر کسی حیلہ و حجت کے تفریق کرائی جائے۔ اگر مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے تو اس سے قطع تعلقی لازم ہے۔

سوال:۔ یہ مانا کہ جواب مدلل ہے مگر صاحب خلاصۃ الفتاویٰ و بحر الرائق نے متفقہ فرمایا ہے کہ ان كثيرا من المشائخ افتوا بظاهر الروايات حيث افتوا بانعقاد النكاح بغير كفو بدون رضا الولي۔ یہ تصریح حسن بن زیاد کی روایت پر عمل کرنے سے روکتی ہے تو صورت مسئولہ عنہا میں حسب ظاہر الروایۃ وتصریح بعض مشائخ کے نکاح مذکور الصدر درست معلوم ہوتا ہے؟

جواب:۔ اقول و بالله التوفيق فقد اختلف الافتاء و صارت المسئلة اجماعية بين اصحابنا اى الائمة الثلاثة و العمل على ظاهر الرواية مخالف للاجماع

لفساد الزمان۔ افسوس معترض پر کہ اس نے جواب کو مدلل بھی کہا اور اس کے دلائل کو بغیر کسی وجہ سے تسلیم بھی نہ کیا۔ ہرگاہ فاضل مجیب نے جواب بیان کر دیا ہے کہ مسئلہ معللہ مرجح ہوتا ہے اور عمل مرجوح کے ساتھ خلاف اجماع ہے۔ بلکہ شامی جلد اول صفحہ ۵۱ میں فرماتے ہیں ”المرجوح منسوخ“ اور تمام کتب دینیہ میں مصرح ہے کہ والعمل بالمنسوخ حرام اب معترض صاحب اپنی ظاہر الروایت وصحت نکاح پر نظر فرمائیں اور دیکھیں کہ اب بھی نکاح صحیح ہے یا نہ؟ (محمد اسحاق مانسہروی نزیل راولپنڈی)

حالات زمانہ کو دیکھتے ہوئے بجائے ظاہر الروایت کے حسن بن زیاد کی روایت پر عملدرآمد نہایت ہی ضروری ہے اور مفتی صاحب فہم ظاہر الروایت پر فتویٰ نہ دے گا۔ لہٰذا نکاح سوال کردہ بالکل باطل و غیر منعقد ہے۔ پس جواب فاضل مجیب نہایت صحیح اور مدلل ہے۔ (مولانا بخش خطیب جامع مسجد راولپنڈی)

صورت مذکورہ میں اولیاء کو عار بجا و لازمی طور پر واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ ایک شخص خود میاں مٹھو کے طور پر قریشی ہے جس کے پاس کوئی سند نہیں دوسرے کی ہاشمیت یا قریشیت تواترا ”مشہور ہے ان میں کفو یعنی ہمسری و برابری نہیں لہٰذا نکاح باطل ہے (اصغر علی شاہ کوٹھیالہ ضلع ہزارہ)

اقول باللہ التوفیق جو مفتی صاحب مجیب فاضل محقق شمس العلماء والاسلام نے جواب صورت مسئولہ میں تحریر فرمایا ہے بنا بر اختلاف روایات نہایت مدلل ہے لیکن جو روایت امام حسنؒ کی ہے وہی مفتی بہ ہے لہٰذا فقہائے کرام نے اس روایت کو معتبر سمجھ کر فتوی دیا اور ظاہر الروایت پر فتوی نہیں دیا ہے اور اس سے زیادہ دلائل کی

ضرورت نہیں و ھذہ ای روایت الحسن حق و ماذا بعد الحق الا الضلال

احقر العباد فضل الرحمان اوتکوی مسجد میاں قطب الدین راولپنڈی۔ ظاہر الروایۃ کو مسئلہ کفو میں چھوڑنا پڑتا ہے اس وجہ سے صورت مسئولہ میں نکاح باطل ہے۔

(اعجاز احمد خطیب جامع مسجد صدر بازار، راولپنڈی)

ہر گاہ عار و غیرت بناء فساد ہے تو صورت مستفسرہ میں اولیاء منکوحہ سیدزادی کی غیرت ظاہر و بجا ہے کیونکہ جس شخص نے قریشی بن کر سیدزادی سے نکاح جکڑ لیا ہے آج عباسی کل انصاری پرسوں عرب اس سے آگے خبر ندارد الغرض بندوبست میں ہر قوم میں تغیر واقع ہوا ہے مگر اہل بیت ہر جگہ محفوظ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انتساب عجم کے اہل بیت ہاشمی عرب سے صحیح ہے یہ الگ بات ہے کہ اپنے ملک میں وہ شریف خاندان ہوں مگر انتساب صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ مسعود الرحمان ہزاروی۔

جواب نہایت صحیح ہے۔ اس لیے کہ ربع مسکوں کے تین حصص کے حضرت ابوحنیفہ مالک ہیں باقی شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ۔ ان تینوں حصوں میں علاقہ عرب و افغانستان و سرحد ملحقات ان کے اس امر پر متفق ہیں کہ سیدزادیوں سے غیر سید کا نکاح باطل ہے اس لیے جس مقام کے علماء کرام نے شرافت العلم فوق شرافت النسب کا لحاظ کرتے ہوئے اگر سیدزادیوں کو غیر سید عالم باعمل متقی کے لیے جواز نکاح کا فتوی بھی دیا ہے تو اُسے قالوا یا قیل کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جامع الرموز و فتح القدیر و شامی نے لکھا ہے و قیل و قالو یُشعران للضعیف اور حضرت شیخ محدث دہلوی نے شرح سفر سعادت میں لکھا ہے کہ ظاہر الروایۃ کی نظر صرف تقوی

اور پرہیز گاری پر ہے جس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے چونکہ نکاح اُمور دنیا میں سے ہے بدیں وجہ اس میں کفو وغیرہ ضروری شرط ہے پس جب کہ اہل دنیا عار کی وجہ سے لڑتے اور اچھی کفو کی وجہ سے فخر کرتے ہیں تو صورت مذکورہ میں مسلّم سیدزادی کا غیر مسلّم قریشی کے ساتھ قطعاً نکاح باطل ہے۔ ان میں فوراً تفریق کرائی جائے ورنہ عدالت میں اولیا سیدزادی کا دعوٰی کرنا مزید فساد کی توقع کا باعث ہے بوجہ عار اور یہی علت بطلان نکاح بھی ہے۔
(ابراہیم مظفرآبادی خاص کوٹلہ)

بعونہ تعالی ما قال مخزن العلوم النقلیة و العقلیة حضرت علامہ المفضال منبع الفضل و الکمال فھو حقیق بالقبول و لاینکر علیہ الا الغافل من المنقول و المعقول گوظاہر الروایت کو دیکھا جائے تو صورت مستفسرہ میں نکاح جائز ہے مگر ظاہر الروایت کئی مقام میں بمقابلہ نادر متروک العمل ہے خصوصا مسئلہ کفو میں بالاتفاق نادر پر فتویٰ ہے کما لا یخفی علی العالم الماھر اور علامہ شامی نے نشرا لعرف فی بناء بعض الا حکام علی العرف میں چالیس مقام ایسے بیان کیے ہیں جن میں ظاہر الروایت بمقابلہ نادر کے متروک العمل ہے اور آخر میں فرمایاھذا کلہ و امثالہ دلائل واضحة علی ان المفتی لیس لہ جمود علی المنقول فی کتب ظاھر الروایةمن غیر رعایة الزمان واھلہ والاتضیع حقوق کثیرة و یکون ضررہ اعظم من نفعہ دوسرا ظاہر الروایةکو دیکھتے ہوئے سیدة صحیحة النسب کا نکاح غیر سید فاسق فاجر کے ساتھ جائز قرار دینا حضور ﷺ

کو ایذا پہنچانا ہے جو کہ بالاتفاق حرام ہے۔ کمال قال الملا علی القاری قال ﷺ ان بنی ہشام بن مغیرۃ استاذنونی فی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب ولا اذن ثم لا اذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتھم قالوا فیہ تحریم ایذا ئہ علیہ الصلوۃ والسلام بکل حال و علی کل وجہ (مرقاۃ) خلاصہ کلام یہ کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے بالاتفاق باطل وناجائز ہے۔

بوجہ عبارت النص یاایھاالناس انا خلقنکم من ذکر وانثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا امتیاز خاندان شریف ورذیل کا امتیازی شکل میں ضروری ہے گو آخرت میں بحکم آیت فلاانساب بینھم یومئذ و لایتساء لون انساب کا سلسلہ باقی نہ رہے اور متقی عزت پانے والا ہوگا بمطابق ان اکرمکم عنداللہ اتقکم اسی طرح نبی کریم ﷺ نے کفوء میں نکاح کی تصریح فرمائی ہے جیسا کی حدیث صحیح میں مذکور ہے اور فقہاء نے بھی کتب فقہ میں کفوء میں نکاح ہونے کی تصریح کی ہے۔ بلکہ شیخ ابن الھمام جیسے عالم فاضل محقق نے ظاہر الروایت کو نظر انداز کر کے غیر کفو میں عدم جواز کا فتوٰی دیا ہے نیز باقی مشائخ حنفیہ نے بھی چنانچہ مجیب صاحب نے بھی اپنے جواب میں ذکر فرمایا گو قرآن کریم اور احادیث اور فقہاء کرام کے احکام کسی قوم مخصوص کے ساتھ مختص نہیں لیکن خود نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات نے اپنے خاندان ہاشمی کو تمام عرب وعجم اور قریش کے خاندانوں پر فضیلت دے کر ممتاز فرمایا اور اپنے خاندان کی قیامت تک باقی رہنے کی خبر دی۔ اب خاندان سادات، اہل بیت کی لڑکیوں کے نکاح کا تصور وہی کر سکتا ہے جو قرآن کریم کی غرض وغایت کو پامال

کرے اور کفو کے مسئلہ میں قرابت کالحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تزویج حضرت علیؓ کے ساتھ فرمائی جو کہ جد اول عبد المطلب میں شریک ہیں اور رقیہؓ وام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان سے جو کہ جد رابع عبد المناف میں شریک ہیں۔ چنانچہ ریاض النضرہ میں فرمایا "عثمان اقربهم الی رسول الله بعد علی" پس معلوم ہوا کہ قرابت نسبی ان سب حضرات کو نبی کریم ﷺ سے ہے۔

البتہ قرابت میں باہم فرق ہے کوئی اقرب کوئی ابعد اسی طریق پر خاندان مختلفہ مشہدی وغیرہ اپنی اپنی نسبوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ گو یہ خاندان سادات کسی نہ کسی امام پر ضرور ملتے ہیں اور ملکر حسینی کہلاتے ہیں اور اسی طریق پر حسنی بھی اور پھر دونوں ملکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر پہنچتے ہیں۔

باقی قریش اگرچہ صحیح النسب کیوں نہ ہوں باوجود طول البعد جن میں سینکڑوں نسبوں کا فاصلہ طے کر کے بنی کنانہ کی طرف پہنچ کر پھر بنی ہاشم کی طرف لوٹنا پڑتا لہٰذا اتصال کفو کی کوئی صورت نہیں اور علمائے کرام نے مختلف عنوانات سے تفصیل سادات کرام بیان کی ان سب کا مقصد ایک ہی ہے۔ خلاصۃ المرام اینکہ مجیب صاحب جزاه الله عنی و عن جمیع السادات نے جو کچھ جواب فرمایا نہایت صحیح و درست ہے۔ (سید نور حسن شاہ پرانا قلعہ راولپنڈی)

مآخذ و مراجع

۱) قرآن شریف
۲) تفسیر روح المعانی
۳) تفسیر روح البیان
۴) تفسیر معارف القرآن
۵) مسلم شریف
۶) قرطبی
۷) خصائص کبری
۸) دار قطنی
۹) سیرت شافعی
۱۰) حجۃ اللہ البالغہ
۱۱) اسعاف الراغبین
۱۲) برکات آل رسول ترجمہ الشرف المؤبد لآل محمد
۱۳) مصباح اللغات
۱۴) درمختار
۱۵) فتاوی عالمگیری
۱۶) شرح وقایہ
۳۳) تفسیر ابن کثیر
۳۴) تفسیر ضیاء القرآن
۳۵) تفسیر مظہری
۳۶) بخاری شریف
۳۷) ترمذی شریف
۳۸) مشکوۃ شریف
۳۹) مستدرک حاکم
۴۰) بیہقی
۴۱) مرقاۃ شرح مشکوۃ
۴۲) شرح سفر السعادت
۴۳) نور الابصار
۴۴) کشف الغمہ عن جمیع الامہ
۴۵) جزاء اللہ عدوہ بإبائہ ختم النبوت
۴۶) ردالمحتار (فتاوی شامی)
۴۷) نور الہدایہ
۴۸) عین الہدایۃ

۱۷) فتح القدیر

۱۸) البحر الرائق شرح کنز الدقائق

۱۹) بہار شریعت

۲۰) فتاوی قاضی خان

۲۱) فتاوی النوازل

۲۲) شرح انواع

۲۳) فتاوی جامع الرموز

۲۴) فتاوی تنقیح الحامدیہ

۲۵) فتاوی نظامیہ

۲۶) کفایہ

۲۷) ملفوظات مہریہ

۲۸) مفتاح العلوم شرح مثنوی

۲۹) مکتوبات طیبات

۳۰) الصواعق المحرقہ

۳۱) تذکرہ شاہ جماعت

۳۲) فتوی عدم جواز نکاح سیّدہ با غیر سیّد بصورت اشتہار

۴۹) الجوھرۃ النیرہ

۵۰) کنز الدقائق

۵۱) فتاوی رضویہ

۵۲) فتاوی سراجیہ

۵۳) فتاوی عزیزی

۵۴) منحۃ الخالق علی البحر الرائق

۵۵) الفقہ علی المذاہب الاربعہ

۵۶) فتاوی مہریہ

۵۷) فتاوی بغیۃ المسترشدین

۵۸) عنایہ

۵۹) ہمارا اسلام

۶۰) عزیز المعظم فی اکرام المکرم

۶۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفی

۶۲) الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین

۶۳) تحقیق الحق

غیر سیّد سے سیّدہ کے نکاح کی شرعی حیثیت

علامہ سیّد ریاض حسین شاہ کاظمی

اللہ تعالیٰ نے خاندان رسول ﷺ یعنی سادات فاطمیہ کو جو فضیلت و شرافت بخشی ہے وہ کائنات کے کسی بھی خاندان کے حصے میں نہیں آئی یہ فضیلت و شرافت اس خاندان کو قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

خاندان رسول ﷺ کی تعظیم جان ایمان ہے۔ اس خاندان کی تعظیم و تکریم اوران سے محبت از روئے قرآن و سنت فرض ہے۔ اوران کی تحقیر و توہین حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ آل رسول ہیں۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ ہیں۔ جس طرح رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض ہے اور ایمان کی جان ہے اسی طرح رسول ﷺ کی اولاد پاک کی تعظیم و تکریم بھی فرض ہے، کیونکہ جو حکم اصل کا ہوتا ہے وہی حکم فرع کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی ' اے محبوب ﷺ! آپ فرما دیجیے میں تم سے اس (تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کے قرابت داروں سے محبت کرنا لازم و ضروری ہے اب معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ قرابت دار کون سے ہیں جن کے ساتھ اس آیت کریمہ میں محبت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال پوچھ کر آنے والی نسلوں کیلئے آسانی پیدا کر دی۔

قرابت داروں سے مراد کون ہیں؟ حدیث پاک میں ہے۔ عن عباسؓ

ان ھذہ الایۃلما نزلت قالو یا رسول اللہ من قرابتك ھولاء الذین و جبت علینا مودتھم۔قال علی و فاطمۃ و ابنا ھما۔(صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۰ مطبوعۃ ترکی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت (قل لا اسئلکم نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ان قرابت داروں سے کون کون مراد ہیں جن کی محبت ہم پرضروری ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ان سے مراد علی، فاطمہ اوران کے دوصاجزادے یعنی حسن اور حسین ہیں۔سادات فاطمیہ رسول ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ ہیں حضورعلیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے۔انما فاطمۃ بضعۃ یو ذینی ما اذا ھا۔ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے مجھے اذیت ہوتی ہے اس چیز سے جس سے فاطمہ کواذیت ہوتی ہے۔حضورعلیہ السلام کے گوشت کاٹکڑا ہونا یہ حضرت فاطمہؓ کیلئے جس طرح ثابت ہے اسی طرح اولاد فاطمہؓ کیلئے بھی ثابت ہے۔علامہ ابن حجر ھیتمی اشمد العینین میں فرماتے ہیں کہ سمھودی نے جواہر العقد ین میں فرمایا ہے آج جو بھی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہو وہ رسول ﷺ کے جسم اطہر کا حصہ اور ٹکڑا ہے۔اگر چہ درمیان میں واسطے زیادہ ہو جائیں۔معلوم ہوا کہ قیامت تک حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے آنے والا ہر مرد ہر عورت رسول ﷺ کے جسم کاٹکڑا اور حصہ ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو جو رسول ﷺ کا جز نہیں محض مس کر رہی ہے یہ اعزاز بخشا ہے کہ وہ عرش عظیم سے بھی مقام ومرتبہ کے اعتبار سے بلند و بالا ہے۔تو اس خاندان کی عظمتوں اور رفعتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ جو محض قرابت دار رسول ہی نہیں بلکہ رسول ﷺ کے جسم کا حصہ ہیں۔

سادات فاطمیہ آل رسول ہیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ہے وہ نبی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اگرچہ سلسلہ کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو اس نسبت کی وجہ سے انہیں آل رسول کہا جاتا ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ جعل ذریة کل نبی من صلبه و ان اللہ عزوجل و علا جعل ذرية محمد فی صلب علی ابن ابی طالب۔ (صواعق محرقہ)

نکاح میں کفوء کا اعتبار ضروری ہے: نکاح میں کفو کا اعتبار ضروری ہے جیسا کہ متون فقہ میں مرقوم ہے ھدایہ میں ہے الكفائة فی النكاح معتبرة قال علیه السلام الا لایزوج النساء الا لا ولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء ولان انتظام المصالح بین المتکافین عادة لان الشریفة تابی ان تکون مستفرشة للخسیس فلابدمن اعتبار ها بخلاف جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناءة الفراش (ھدایہ صفحہ ۲۹۹ جلد ۲)

کفوء کا ہونا نکاح میں معتبر ہے حضور ﷺ نے فرمایا خبردار! عورتوں کا نکاح نہ کریں مگر اولیاء اور عورتوں کا نکاح نہ کیا جائے مگر ہمسروں سے (یعنی ہم کفوء سے) اور غیر کفو میں نکاح اس لیے بھی نہ کیا جائے کہ نکاح کے کچھ مصالح ہیں اور وہ مصالح اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب ہمسروں کے درمیان منعقد ہو یعنی نکاح کفو میں ہو اس لیے شریف اور باوقار خاندان کی عورت اس بات کو گوارہ نہیں کرے گی کہ کسی کمینے خاندان میں مرد کی فراش بنے۔ لہٰذا کفو کا اعتبار ضروری ہے۔ بخلاف عورت کی جانب کے اس لیے کہ شوہر فراش بنانے والا ہے لہٰذا فراش کا کمینہ ہونا اس کو غضبناک نہیں

بنائے گا۔ یعنی مرد شریف خاندان کا ہو اور عورت کمتر خاندان کی تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ شوہر فراش بنانے والا ہے اور فراش کا کمتر ہونا اس کو غضبناک نہیں کریگا۔

عجمی عربی کا کفوء نہیں: کوئی عجمی کسی عربی کا کفو نہیں بن سکتا۔ درمختار میں ہے فقریش بعضهم اکفاء بعض۔ العجمی لا یکون کفوا للعربیة ولو کان العجمی عالماً او سلطاناً و هو الا صح (درمختار)

قریش بعض بعض کے کفو ہیں کوئی عجمی کسی عربی کا کفو نہیں اگرچہ عجمی عالم یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو یہی صحیح ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے والا صح نہ لا یکون کفوا للعلویۃ۔ اصح بات یہ ہے کہ کوئی عجمی علوی کا کفو نہیں بن سکتا۔

کوئی علوی سادات فاطمیہ کا کفوء نہیں: فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے یہ بات گزر گئی ہے کہ والا صح انہ لا یکون کفوا للعلویۃ کہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ کوئی عجمی کسی علوی کا کفو نہیں ہے علوی وہ حضرات ہیں جو حضرت فاطمہؓ کے بطن کے علاوہ حضرت علی کی دوسری زوجہ کے بطن سے ہوں۔ درمختار کے حوالے سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ کوئی عجمی کسی علوی کا کفو نہیں۔ قریشیہ علویہ کہ اصلاً عربی ہے کوئی عجمی اس کا کفو نہیں ہو سکتا خواہ وہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ خاندان سادات فاطمیہ کا کوئی ہاشمی کفو نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ علیؓ کی اولاد سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو اولادِ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے یہ شرف حضرت علیؓ کی دوسری زوجہ کی اولاد کو حاصل نہیں ہے ان دونوں کے درمیان

باوجود ایک باپ کی اولاد ہونے کے سے بڑا فرق ہے اسی وجہ سے حضرت علیؓ کی اولاد جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ہے انہیں آل رسول کہا جاتا ہے جب کہ دوسری زوجہ کے بطن سے جو اولاد ہے انہیں آل رسول نہیں بلکہ علوی کہا جاتا ہے۔ آل رسول ﷺ کو جسم اطہر کا حصہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور اس شرف میں علوی ان کا شریک نہیں ہے جب کہ علوی ان کا اس شرافت وعظمت میں ہم پلہ اور ہمسر نہیں تو کوئی علوی ان کا کفو بھی نہیں۔ جبکہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد علی المرتضیٰؓ کی اولاد ہے جب یہ دونوں ایک باپ کی اولاد ہیں پھر بھی علوی فاطمی کا کفو نہیں تو عجمی ہو یا عربی ہو لیکن علوی نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ سادات فاطمیہ کا کفو نہیں بن سکتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں نکاح میں آل رسول ﷺ کا کوئی کفوء نہیں۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمۃ میں بیان فرمایا ہے۔ وان الہ ﷺ لا یکافیھم فی النکاح احد من الخلق (کشف الغمہ صفحہ ۴۳ جلد ۲) نبی علیہ السلام کی اولاد کا نکاح میں کوئی شخص کفوء نہیں ہو سکتا۔ علامہ ابن حجر مکی مصری فرماتے ہیں سیّدہ ہاشمیہ کا کفو غیر سیّد نہیں ہے۔ لا یکافی بنت شریف ابن ہاشمی غیر شریف (صواعق محرقہ صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ ترکی) سیّدہ فاطمیہ کا کفو غیر سیّد نہیں ہے

مفتی دیار حضرمیہ السید عبدالرحمٰن بن محمد فرماتے ہیں "سادات فاطمیہ کا کفو ہاشمی نہیں" لیس لہا شمی الغیر المنتسب الیہ ﷺ کذریۃ علی کرم اللہ وجھہ من غیر فاطمہؓ کفواً لذریۃ السبطین الحسنین ابنی فاطمۃ الزہراءؓ عن الجمع و ذالک لا ختصاصھم بکونھم ذریتہ علیہ الصلوۃ والسلام و منتمین ای

منتسبین الیہ فی الکفاءۃ (فتاویٰ بغیۃ المسترشدین)

ترجمہ:۔ وہ ہاشمی جو رسول ﷺ کی طرف منسوب نہیں مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں وہ حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادوں یعنی حسن و حسینؓ کی اولاد کا کفو نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ انہیں حضور علیہ السلام کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ انکا خاصہ ہے یہ حضور ﷺ کی طرف کفو میں منسوب ہیں۔ مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ کوئی خاندان سادات کا کفو نہیں، چاہے وہ عربی غیر ہاشمی ہو یا ہاشمی غیر فاطمی ہو چاہے کوئی عجمی ہو خواہ وہ عالم ہو یا بادشاہ کسی بھی صورت میں وہ سادات فاطمیہؓ کا ہم پلہ اور کفوء نہیں ہے۔

کیا نکاح غیر کفوء میں منعقد ہوتا ہے؟ اب یہ دیکھنا ہے کہ نکاح غیر کفو میں منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ انعقاد کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک ظاہر روایت اور ایک حسن بن زیاد کی روایت ہے۔

ظاہر روایت کے مطابق نکاح کا انعقاد تو ہو جاتا ہے لیکن موقوف رہتا ہے یعنی اگر عاقلہ بالغہ عورت نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر لیا تو وہ نکاح اولیاء کی رضامندی پر موقوف ہے اگر اولیاء نے اجازت دے دی تو نکاح لازم ہو جاتا ہے اگر اعتراض کر دیا تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے انعقاد ہو گیا تھا اگر منعقد نہ ہوتا تو پھر فسخ کی ضرورت ہی نہ تھی۔ حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں فتاویٰ قاضی خان میں ہے وان لم یکن کفواً لا یجوز النکاح اصلاً والمختار فی زماننا روایۃ الحسن۔ ص ۳۳۵

ترجمہ:۔ اگر کفو نہ ہو تو نکاح سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں ہمارے زمانے میں حسن کی روایت ہی مختار و پسندیدہ ہے۔ گویا نکاح کے لازم ہونے کیلئے ظاہر روایت کے مطابق کفوء معتبر ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق کفوء نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے یعنی ظاہر روایت کے مطابق غیر کفوء میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اولیاء کی رضا پر موقوف رہتا ہے جب کہ حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق نکاح غیر کفوء میں سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں اب دونوں روایتوں میں تعارض ہے ایک روایت دوسری روایت کی مخالفت کر رہی ہے عمل کس روایت پر کریں؟ قانون یہ ہے جس روایت پر فتویٰ ہو یعنی مفتی بہا ہو اسی پر عمل کرنا پڑتا ہے۔

فتویٰ کس روایت پر ہے؟ ہم نے جب چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ فتویٰ تو حسن بن زیاد کی روایت پر ہے یعنی مفتی بہا روایت تو حسن بن زیاد کی ہے وہ روایت یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح سرے سے منعقد ہوتا ہی نہیں یہ ہی مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے لہٰذا اسی پر عمل کریں گے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ والمختار فی زماننا للفتویٰ روایۃ الحسنؒ (فتاویٰ قاضی خان ۳۳۰)

ترجمہ:۔ ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لیے حسن کی روایت مختار و پسندیدہ ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ فتویٰ حسن بن زیاد کی روایت پر ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ غیر کفو میں نکاح اصلاً منعقد ہو سکتا ہی نہیں جب یہ ثابت ہو گیا کہ غیر کفو میں نکاح اصلاً منعقد ہو سکتا ہی نہیں تو اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ سیدہ کا نکاح غیر سید اصلاً منعقد ہوتا ہی نہیں اس لیے کہ سادات کا کوئی غیر سادات کفوء نہیں۔ سادات کا

99

احترام ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے ان کی توہین وتحقیر حرام ہے لٰہذا ضروری ہے کہ سیدزادیوں کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے اور غیر سید کے ساتھ عدم جواز نکاح کا فتویٰ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو خاندان رسول کی عظمت وشرافت کی ہمہ جہت تحفظ کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

هذاما عندی و العلم التام عند الله العلامّ

احقر العباد۔ سید ریاض حسین شاہ کاظمی مفتی ومدرس جامعہ اسلامیہ برکاتیہ بنک روڈ مظفر آباد

تصدیقات علماء و مشائخ کرام

مذکورہ بالا فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے صاحبزادہ محمد حمید الدین برکتی مہتمم جامعہ اسلامیہ برکاتیہ

ہمارے بزرگوں کا یہی معمول رہا ہے اور اس فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے

پیر سید حمید احمد شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ سوہاوہ شریف ضلع باغ

مذکو رہ بالا فتویٰ سے مکمل اتفاق ہے

مولوی قاری نورالدین چشتی خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ لوئر پلیٹ مظفرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

کتاب (المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ) پڑھنے کا اتفاق ھوا ۔یہ کتاب علامہ مولانا محمد حسین چشتی گولڑوی مہتمم دارالعلوم سُنی حنفی عبا سپور کے رشحات قلم کا نتیجہ ھے اثبات حرمت نکاح سیّدہ سے متعلق یہ ایک انتہائی جامع اور قابل قدر تصنیف ھے ۔فاضل مصنف کی یہ گرانقدر کاوش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اھل بیت اطہار علیہم السلام سے بے پناہ محبت اور تعظیم کی آئینہ دار ھے ، اور آپ کی آل سے غایت درجہ عقیدت و مودت کی عکاسی ھے ۔تحفظ ناموس آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فاضل مصنف کی سعی جمیلہ دنیا میں ان کے لیے باعث عزت و افتخار اور آخرت میں موجب نجات و بلندی درجات ثابت ھو گی ۔

(سید نذیر حسین گیلانی)

جامعہ غوثیہ رضویہ (رجسٹرڈ)

سیٹھی باغ مظفرآباد آزاد کشمیر

101

اسلام و نسبی امتیازات (کفوء)

از قلم علامہ پیر سید محمد اشرف شاہ کاظمی

سابق ڈائریکٹر وزارت مذہبی امور حکومت آزاد کشمیر

حکیمانہ اصول کے مطابق انسانوں کے مختلف طبقات کے دنیوی معیشت و معاشرت میں مختلف درجات قائم کر دیئے گئے ہیں۔ بعض کو بعض پر شرف و فضلیت عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ تفاضل کہیں صنف کے اعتبار سے مرد و عورت میں کہیں عرب و عجم میں، کہیں انساب وقبائل کے اعتبار سے ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس فضلیت کی وجہ سے جو اللہ نے بعض پر عطا فرمائی اسی طرح عرب کو عجم پر قریش کو عامہ عرب پر قریش میں بنی ہاشم کو سب سے زیادہ رتبہ عطا فرمایا گیا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے ان اللہ تعالیٰ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم (از روح المعانی صفحہ ۴۹ جلد ۶) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے کنانہ اور کنانہ سے قریش، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ثم جعلھم قبائیل فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیر ھم بیتا فانا خیر ھم نسبا و خیر ھم بیتا (ترمذی) بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق

فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین مخلوق میں رکھا پھر انہیں دو گروہوں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا پھر انہیں قبائل میں تقسیم فرمایا مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا پھر انہیں گھروں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا فرمایا۔ پس میں ان سب سے نسب کے لحاظ سے اور گھر کے لحاظ سے بہترین ہوں

ابن تیمیہ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب عجم سے افضل ہیں بنی ہاشم قریش سے افضل ہیں۔ نبی کریم ﷺ بنو ہاشم سے افضل ہیں آپ کی ذات آپ کا نسب تمام انسانوں سے افضل ہے۔ اور آپ ﷺ ذات ونسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہیں وفی المبسوط افضل الناس نسبا بنو هشم ثم العرب لماروی عنه علیه السلام ان الله اختار من الناس العرب ومن العرب قریشا واختار منهم بنی هاشم و اختار نی من بنی هاشم (بحر الرائق ۱۲۱ جلد ۳) اور مبسوط میں ہے کہ لوگوں میں سے افضل نسب کے لحاظ سے بنو ہاشم ہیں پھر قریش اور پھر عرب کا درجہ ہے جیسا کہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے عرب کو پسند کیا اور عرب سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور مجھے بنی ہاشم سے پسند کیا

قاضی عیاض فرماتے ہیں: واعلم ان حرمة النبی ﷺ بعد وفاته توقیره و تعظیمه لازم کما کان حال حیاته وذالك عندذکره صلی الله علیه واله وسلم وذکر حدیثه وسماع اسمه وسیرته ومعاملته وعترته وتعظیم اهل بیته وصحابته (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۳۲) اور جان لے کہ حرمت نبی کریم ﷺ آپ کے وصال کے بعد ایسے ہی ہے جیسی تعظیم و توقیر

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں لازم تھی اور یہ (عزت وحرمت) آپ کے ذکر آپ کی احادیث کے ذکر اور آپ کی سنت اور آپ کے اسم گرامی کے ذکر اور آپ کی سیرت اور آپ کے معاملہ اور آپ کی آل وعترت کے ذکر کے وقت لازم ہے نیز تعظیم اہل بیت وصحابہ لازم ہے۔

قریش کی فضیلت تمام قبائل دنیا پر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ قریش أئمة العرب کذافی الکنز من الفضائل (صفحہ ۱۳۹) تمام قریش عرب کے پیشوا ہیں سادات بنی فاطمہ اور اہل بیت کے فضائل مخصوصہ مسند احمد اور مستدرک حاکم میں بروایت مسور بن مخرمہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا!

فاطمه بضعة منی یقبضنی ما یقبضها و یبسطنی ما یبسطها وان الا نساب کلها تنقطع یوم القیامة غیر نسبی و سببی و صهری۔

(اخرجه الحاکم و احمد کذافی الروح)

فاطمہ میرا جزو بدن ہے جو چیز اس کو خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے اور جس چیز سے ان کو انقباض وملال ہو اس سے مجھے انقباض وملال ہوتا ہے اور قیامت کے روز سارے انساب منقطع ہو جائیں گے میرا تعلق اور رشتہ داری اس وقت بھی کام آئے گی اور نافع ہوگی۔ حضرت سمہودی حدیث مذکور کے متعلق فرماتے ہیں حضرت فاطمہؓ کی اولاد ان کی جزو بدن ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی جزو بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت ﷺ کے جزو بدن ہو گئے یہ ان کی انتہائی فضیلت وشرافت ہے۔

اسی مضمون کو حضور ﷺ نے منبر پر اسی طرح بیان فرمایا۔

مابا ل رجال یقولون ان رحم رسول اللہ ﷺ لا تنفع یوم القیامۃ بلی و اللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والا خرۃ وانی ایھا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ الامام احمد والحاکم فی صحیحہ و البیھقی عن ابی سعید واخرجہ البزازفی حدیث طویل از رسالہ العلم الظاہر فی نفع النسب الطاھر علامہ ابن عابد ین شامی حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔اوصیکم بعترتی خیرا وان موعدھم الحوض (از رسالہ مذکورہ) علامہ شامیؒ کے رسالہ مذکورہ میں براویت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بحوالہ طبرانی و دار قطنی حدیث ذیل مذکور ہے۔اول من اشفع لہ یوم القیامۃ اھل بیتی ثم الاقرب فالا قرب ثم الانصار ثم من امن بی و اتبعنی من اھل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع اولا افضل واخرجہ الامام احمد فی المناقب عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم یا معشر بنی ھاشم الذی بعثنی بالحق نبیاً لو اتخذت بحلقۃ الجنۃ مابدات الا بکم (العلم الظاہر ص ۵)

قیامت کے دن سب سے پہلے جن کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں۔اس کے بعد انصار کی پھر ان لوگوں کی جو اہل یمن میں سے مجھ پر ایمان لائے اور میرے متبع ہوئے پھر باقی عرب کی پھر اہل عجم کی اور جس کی شفاعت پہلے کروں گا وہ افضل ہے اور امام احمدؒ نے مناقب حضرت علیؓ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جماعت بنی ہاشم قسم ہے اُس ذات کی جس نے

مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا اگر میں دروازہ جنت کے حلقہ کو پکڑلوں تو سب سے پہلے تمھیں جنت میں داخل کروں۔ کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة میں ہے۔ والعبرة فی النسب للا باء لاللامهات الا فی بنات فاطمة علیها السلام فانهن منسوبات الی النبی ﷺ وهن ارقی الانواع من عرب و عجم۔ (صفحہ ۵۹ جلد ۴)

نسب میں آباء کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ امہات کا مگر حضرت فاطمہؓ کی بیٹیاں بے شک یہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہیں اور عرب کی بلند ترین قسم ہیں۔

قل لااسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ روح البیان میں اسی آیت میں ہے۔ والحق و جوب محبة قرابته علیه الصلوة والسلام من حیث انهم قاربته صلی الله علیه وسلم کیف کانوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں کی محبت کو وجوب برحق ہے اس حیثیت سے کہ وہ حضور ﷺ کے قرابت دار ہیں خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

جناب جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ بھیروی صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ کی جملہ قرابت داروں، خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کی محبت، اور ادب واحترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے جس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کو قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ان کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ (ضیاء القرآن)

ابن حجر مکی لکھتے ہیں۔ فایاك والوقیعة فیهم وان کانوا اعلی ابی حالة

لان الولدولد، علی کل حال صلح او فجر۔ ان کے بارے میں تصادم سے بچو اگر چہ جس حال میں بھی ہوں کیونکہ بیٹا بیٹا ہی ہوتا ہے ہر حال میں چاہے وہ نیک ہو یا بد۔ حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں۔ نکاح کی غرض امور خانہ داری اور ازدواجی زندگی کو درست کرنا اور حسن معاشرت کے ساتھ اطمینان سے وقت گزارنا ہے یہ تب ہی ممکن ہے کہ باہم طبائع میں اتحاد و اتفاق ہو۔ اختلاف طبائع کی صورت میں حسن معاشرت قائم رہنا مشکل و محال ہے۔

والعجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا هو الاصح (درالمختار) اور عجمی آدمی عربی کا کفو نہیں ہو سکتا اگر چہ عجمی شخص عالم یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو یہی صحیح ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء (دار قطنی وبیہقی)

خبردار عورتوں کا نکاح ان کے ولی کریں ان کا نکاح کفو میں کیا جائے۔

ارشاد معلم و مقصود کائنات ﷺ ہے

یا علی ثلاث لاتوء خرها الصلوة اذااتت والجنازة اذا حضرت والایم اذا وجدت لها کفوا (ترمذی باب تعجیل الجنازة) یعنی تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو ایک نماز کا جب وقت آجائے دوسرا جب جنازہ تیار ہو جائے تیسرا عورت کو جب کفو مل جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے کفاءت کے اعتبار کرنے کی شدید

ضرورت ان لفظوں سے تعبیر فرمائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث سے کفاءت کے غیر معتبر ہونے کا کوئی اشارہ نہیں ہوسکتا ہے۔ جب کہ فطرت انسانیہ اس کے اعتبار کرنے پر مجبور ہے اور اس کے خلاف کرنا قتل کے برابر ہے سب لوگ اپنے اپنے مرتبہ کے برابر ہیں، اور شریعت ایسی چیزوں کو نظر انداز نہیں کرسکتی اور اس لیے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں عورتوں کو منع کردوں گا کہ وہ اپنے کفو کے سوا کسی سے نکاح نہ کریں۔ (حجتہ اللہ البالغہ بحوالہ اسلام ونسبی امتیازات صفحہ ۱۱۷) ہاشمیت مانع ہے اباحت اخذ زکوۃ سے اور ظاہر مذہب یہی ہے اسی مانعیت میں بھی ابطال ہے مساوات مخترعہ کا۔ (اسلام ونسبی امتیازات صفحہ ۱۲۳ مفتی محمد شفیع دیوبندی) جن معاملات کا مدار عرف ورواج وباہمی معاشرت پر ہے ان میں دین شریعت اسلامیہ نے بھی تفاضل اور تفاوت کا اعتبار فرما کر احکام فقہیہ کے ایک بڑے حصہ کی بنیاد رکھی ہے۔ (جواہر الفقہ صفحہ ۹۳ جلد دوم)

کفوء کا معنی لغت میں نظیر اور مساوی ہے اور اسی سے کفاۃ النکاح ہے کہ خاوند، عورت، نسب، حسب اور دین وغیرہ میں مساوی ہوں (لسان العرب)

حکمت کفوء میں فائدہ یہ ہے کہ اعلیٰ خاندان کی عورت ادنیٰ مرد کی عورت نہ بنے، گویا کفو کی پابندی اس لیے ہے تاکہ لڑکی کے خاندان کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے ننگ و عار کا سامنا نہ کرنا پڑے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر جواز نکاح فی غیر کفو میں ایک ولی کی رضا بھی کافی نہیں جب تک پورا خاندان راضی نہ ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تخیروا لنطفکم الا کفاء وانکحوا الیھم (مستدرک حاکم) اپنی افزائش نسل کیلئے کفو پسند کرو اور اہل کفو کو

نکاح کے لیے دو۔ حافظ ابن حجر اپنی کتاب فتاوی کبری میں لکھتے ہیں۔

لان من خصائصه صلى الله عليه و آله و سلم ان اولاد بناته ينسبون اليه و هو صلى الله عليه و آله و سلم لا يكافئه احد لا يكافى من انتسب اليه فالعباسى مثلاً لا يكون كفوا للشريفة و ان كان من بنى هاشم فيخص بذالك اطلاقهم بنى هاشم والمطلب اكفاء۔ آپ کی خصوصیات میں سے ہے آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپکی طرف منسوب ہوئی ہے اور کوئی ایک آپ کا کفو نہیں جو آپ کی طرف منسوب ہو مثلاً عباسی کفوء نہیں شریفہ (سیّدہ) کا اگر چہ دونوں بنو ہاشم میں موجود ہوں اور یہ قاعدہ مشہورہ کہ بنو ہاشم اور مطلب ایک کفو ہیں مخصوص البعض ہے۔ صاحب بغية المستر شدين نے اپنے فتاوی میں نقل کیا ہے۔

مسئله شريفة علوية خطبها غير فلا ارى جواز النكاح و ان رضيت و رضى وليها لان هذا النسب الشريف الصحيح لا تسامى ولا يرام و لكل من بنى زهرافيه حق قريبهم و بعيد هم و انى بجمعهم و بر ضاء هم (بغية المستر شدين مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۷)

شریفہ سیّدہ کو اگر غیر سیّد خطبہ کرے (دعوت نکاح دے) تو ہم اس نکاح کو جائز نہیں سمجھتے خواہ مخطوبہ راضی ہو اور اس کا ولی بھی راضی ہو اس لیے کہ سادات کا نسب بہت اعلیٰ وارفع ہے جس کی بلندیوں کا قصد نہیں کیا جا سکتا اس میں سادات بنی فاطمہ کا حق ہے چاہے وہ قریب ہوں یا بعید ان سب کو کس طرح جمع کیا جا سکتا ہے اور ان سب کی رضا کس طرح حاصل کی جا سکے گی یہ نکاح غیر کفو میں اصلا منعقد نہیں ہوتا۔

فتاویٰ حمادیہ میں ہے

وروی الحسن عن ابی حنیفة لزوج اذا لم یکن لھا کفوا لاینعقد النکاح من الخانیه روی الحسن عن ابی حنیفه انه یجوز النکاح ان کان کفوا وان لم یکن کفوا لا یجوزو اصلاً اختلاف الروایات عن ابی یوسف المختار فی زماننا الفتوی علی روایت الحسن۔

(فتاوی حمادیه جلد اول مولفه ابو الفتح رکن ابن جسام صفحه ۱۲۷)

روایت حسن کی امام صاحب سے یہ ہے کہ خاوند جب عورت کا کفو نہ ہو تو نکاح نہیں منعقد ہوتا۔خانیہ میں روایت کی ہے حسن نے امام ابوحنیفہ سے نکاح جائز نہیں۔امام ابی یوسف سے اس مسئلہ میں روایت مختلف ہے ہمارے زمانہ میں فتویٰ روایت حسن پر ہے۔

فتاویٰ برہنہ میں ہے

براویت حسن از امام اعظم نکاح در غیر کفو باطل است ماخوذ از اکثر است وعلیہ الفتویٰ یعنی حضرت حسن نے حضرت امام اعظم سے روایت کی ہے کہ نکاح غیر کفو میں باطل ہے اور اکثر کا یہی مذہب ہے اور اس پر فتویٰ ہے (فتاوی برہنہ صفحہ ۱۵ جلد ۲ مطبوعہ کانپور)

قدوری کتاب النکاح میں ہے

الکفائة فی النکاح معتبرة فاذا تزوجت المراءة بغیر کفو فلا ولیاء ان یفرقوا بینهما والکفاءة تعتبر فی النسب والدین والمال هو ان یکون مالکا للمهرو النفقه (قدوری کتاب النکاح) کفو نکاح میں معتبر ہے جب عورت غیر کفوء میں نکاح کرے تو اولیاء کو یہ اجازت ہے نکاح میں تفریق کریں کفو معتبر ہوتی ہے نسب میں

دین میں اور مال میں وہ یہ کہ آدمی مالک ہو مہر کا اور نفقہ وغیرہ کا اسی مقام پر حاشیہ قدوری التنقیح الضروری میں ہے الکفاءۃ فی النکاح معتبرۃ بقو له علیه الصلوۃ و السلام الا لا یزوجن النساء الا لا ولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء کفو نکاح میں معتبر ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو نکاح نہ کرکے دیں مگر اولیاء اور نہ وہ نکاح کریں مگر کفو میں۔اذا کا ن الرجل ذاجاہ کا لسلطان و العالم یکون کفوا للعربیة و العلویة و صحیح انه لا یکون کفوا للعلویة (مضمرات صفحہ ۱۸۰) جب مرد صاحب مرتبہ ہو جیسے بادشاہ اور عالم تو یہ عربیہ کا اور علویہ کا کفو ہوگا مگر صحیح یہ ہے کہ علویہ کا کفو نہیں ہوتا۔

غایۃ الاوطار جلد دوم میں ہے۔ یفتی بعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔فتوی دیا جائے گا نکاح فی غیر الکفو کے بارے میں عدم جواز کا اور یہی مختار للفتوی ہے بوجہ فساد زمانہ کے۔

فتاوی برجندی میں ہے۔المشھور العجمی لا یکون کفوا للعربیة ولو کان العجمی عالماً او سلطانا و ھو الاصح (فتاوی برجندی) مشہور یہ ہے کہ عجمی عربیہ کا کفو نہیں ہوتا اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہی صحیح ہے۔زیلعی میں ہے۔ و عن ابی حنیفة و ابی یوسف انه لا یجوز فی غیر الکفولا ن کثیرا من الاشیاء لا یمکن دفعه بعد الوقوع۔ (زیلعی جز ثالث صفحہ ۱۷۷) روایت امام صاحب اور امام ابو یوسف سے یہ ہے کہ نکاح غیر کفو میں جائز نہیں اس لیے کہ بہت سی اشیاء کا وقوع کے بعد دور کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

111

حاشیہ طحطاوی میں ہے۔ العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما اوسلطانا و ھوالاصح عجمی عربی عورت کا کفوء نہیں اگرچہ عالم یا بادشاہ ہو اور یہی صحیح ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے والعالم کفوا للعربیۃ والعلویۃ و الا صح انہ لا یکون کفوا للعربیۃ (صفحہ ۲۲۹۸ جلد ۲) عالم کفو ہوتا ہے عربیہ اور علویہ کا اور صحیح یہ ہے کہ عالم کفو نہیں ہوتا علویہ کا۔ فتح القدیر میں ہے روایت الحسن عنہ ان عقدت مع کفو جازو مع غیرہ لا یصح۔ روایت حسن یہ ہے امام اعظم سے اگر نکاح کفو میں ہو تو جائز ہوگا اور غیر کفو میں ہو تو صحیح نہیں۔ بحر الرائق میں ہے ان المفتیٰ بہ روایت الحسن عن امام عن عدم انعقاد النکاح اصلا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضابعدہ۔ مفتی بہ روایت حسن میں ہے امام اعظم سے کہ نکاح غیر کفو میں اصلاً منعقد نہیں ہوتا اگر عورت کا ولی نکاح سے پہلے راضی نہ ہو اور بعد میں راضی ہونا کوئی مفید نہیں ہوتا۔ بحر الرائق میں ہے وروی الحسن عن الامام انہ اذا کان لزوج کفو نفذ نکاحھا و الا لم ینعقد اصلاً (صفحہ ۱۳۸ جلد ۳) روایت حسن امام اعظم سے یہ ہے کہ جب نکاح کفو میں ہو تو نافذ ہے ورنہ اصلاً منعقد نہیں ہوتا۔ ولا تنکحو المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم۔ اور تم مشرکین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ تمھیں پسند ہو۔

فیہ احدی عشرہ مسئلہ۔ الا ولیٰ قولہ تعالیٰ ولا تنکحو الاتزو جو المسلمۃ من المشرک و اجتمعت الامتہ علی ان المشرک لا یطاالمومنۃ بوجہ لما فی

ذالك من الغضا ضة علی الا سلام ۔ اس میں گیارہ مسائل ہیں۔

اول:۔

فرمان خداوندی ہے ولا تنکحوا یعنی مسلمہ کو مشرک کے ساتھ رشتہ ازواج میں منسلک نہ کرو اور اس بات پر اُمت مسلمہ کا اجماع ہے کہ مشرک مومنہ کے ساتھ ہم بستری نہیں کرسکتا اس لیے کہ اس میں اسلام کی ذلت ہے۔

والثانیہ:۔

فی هذه الاية دليل بالنص علىٰ ان لا نكاح الا بولی قال محمد ابن علی ابن الحسين و نكاح بولی فی كتاب الله ثم قرء ولا تنكحوا المشركين قال ابن منذرثبت ان رسول الله قال لا نكاح الابولی قد اختلف اهل العلم فی النكاح بغير ولی فقال كثير من اهل العلم لا نكاح الا بولی روی هذا الحديث عن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه و علیٰ ابن ابی طالب و ابن مسعود وابن عباس و ابی هريرة رضی الله عنهم و به قال سعيد ابن المسيب و الحسن البصری و عمرابن عبدالعزيز و جابرابن زيد و سفيان ثوری ابن ليلیٰ و ابن شيبه و ابن المبارك الشافعی و عبدالله ابن حسن و محمد و اسحاق و ابو عبيد و هو قول ملك رضی الله عنهم اجمعين و ابی ثور و البصری قال ابو عمر حجة من قال لا نكاح الا بولی ان رسول الله قدثبت عنه انه قال لا نكاح الا بولی۔

(ترجمہ) ثانیا یہ کہ اس آیت میں یہ دلیل بالنص ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

جیسا ارشادربانی ہے ولا تنکحوا المشرکین

ابن منذر کہتے ہیں کہ ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں۔اس روایت کو مزید دو اور اساتذہ سے روایت کیا گیا ہے۔ابو عمر فرماتے ہیں کہ جن کا یہ موقف ہے کہ الانکاح الا بولی ان کی طرف سے دلیل یہی ہے کہ یہ فرمان حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

روی هذا الحدیث شعبته و الثورة عن ابی اسحاق عن ابی بردة عن النبی موسلا فمن یقبل المراسیل یلزمه قبو له و امان من لا یقبل المراسیل فیلزمه ایضا۔ اس حدیث کو شعبہ اور ثوری نے ابی اسحاق سے انہوں نے ابی بردۃ سے اور وہ حضور ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔پس جو مرسل احادیث کو قبول کرتا ہے اس کیلئے حدیث مرسل کا قبول کرنا لازم ہے اور جو مرسل احادیث کو قبول نہیں کرتا اس کے لیے بھی قبول کرنا لازم آتا ہے۔

وروی ابو داود من حدیث سفیان عن الزهری عن عروة عن عائشه قالت قال رسول الله صلی الله و آله وسلم ایما امراة نکحت بغیر اذن ولیها فنکا حها باطل باطل باطل ثلاث مرات و هذا الحدیث صحیح و اذا ثبت هذا الخبر فقد صرح الکتاب و السنة بان لا نکاح الابولی فلا معنی لماخالفها حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی عورت بغیر ولی کے نکاح کرے اس کا نکاح باطل،باطل،باطل ہے تین مرتبہ فرمایا اور حدیث صحیح ہے۔

اور جب یہ خبر ثابت ہوگئی پس کتاب وسنت سے تصریح ہوگئی کہ ولی کے اذن کے بغیر نکاح نہیں۔ پس اس کے مخالف کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

عن سماك اب حرب قال جاء رجل الى علی رضی اللہ عنه فقال امرة انا وليها تزوجت بغير اذنی .فقال علی ينظر فيما صنعت فان كانت تزوجت من ليس لها بكفو ذالك اليك۔

ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک عورت نے جس کا میں ولی ہوں بغیر اجازت کے شادی کر لی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اس نے جو کچھ کیا اس میں دیکھا جائے گا اگر اس نے غیر کفو میں شادی کی ہوگی تو اسے ہم تیرے سپرد کر دیں گے۔

و اما الشافعی و اصحابه النكاح عندهم بغير ولی مفسوح ابد اقبل الدخول و بعده والايتوار ثان ان مات احدهما والولی عندهم و فرائض النكاح قيام الداليل عندهم من الكتاب و السنة۔

(تفسیر قرطبی آیت ۲۲۱، صفحہ ۵۱ جلد ۳)

اور یہاں تک امام شافعیؒ اور ان کے پیروکاروں کا تعلق ہے تو ان کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح قبل از دخول وبعدہ ہمیشہ بدکاری ہوگی اگر مر جائیں تو ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے ولی کی اجازت ان کے نزدیک فرائض نکاح میں سے ہے اس لیے قرآن وسنت سے دلیل پکڑتے ہیں۔ قصیدہ باغ وبہار میں ہے۔

قصیدہ باغ و بہار

ہے نسب اکرم عناصر پاک ہیں اس نور کے
حق تعالیٰ نے عجب شجرہ بنایا نور کا

نور نے پھر نور سے گھر گھر بسایا نور کا
نور نے پھر نور سے گھر گھر بسایا نور کا

مائیں ہیں افراد اُمت کو نبی کی بیبیاں
اہل نسبت میں یہ فضل و شرف آیا نور کا

چھوڑتا ہوں تم میں قرآن اپنی اولاد اہل بیت
باعث امن و ہدا سب کو بتایا نور کا

سیّد محمد اشرف شاہ کاظمی
ناظم امور دینیہ آزاد کشمیر

الحمد للہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہ امابعد

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللّٰہ اصطفیٰ آدم نو حاً وال ابراھیم وآل عمران علی العلمین۔

(آل عمران ۳۳)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو عدم سے وجود میں لاکر اسے رنگارنگ اشیاء سے مزین فرمایا کائنات ہست و بود میں مختلف اجناس وانواع کو پیدا فرما کر کمالات کسبی و عطائی سے مشرف فرمایا ارشاد خداوند کریم ہے۔

بے شک اللہ نے چُن لیا آدم اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور آل عمران کو سارے جہاں سے (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم اور جود و عطا کا تذکرہ فرمایا جس سے اس نے اپنے خاص خاص بندوں کو نوازا اور ان کمالات عالی قدر کے مل جانے پر لوگ ان بندوں سے حسد بھی کرنے لگے جس کی مذمت بھی اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی۔ارشاد ہوتا ہے ام یحسدون الناس علی ماآتھم اللہ من فضلہ فقداتینا آل ابراھیم الکتاب و الحکمۃ و اتینھم ملکا عظیماً(نساء) (ترجمہ) کیا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔(کنزالایمان)

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی برگزیدگی کے ساتھ ساتھ اولاد ابراہیم اور اولاد عمران کی برگزیدگی کا تذکرہ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فضیلت و کمال بخشا اور ان کمالات کے حصول پر لوگ ان برگزیدہ ہستیوں سے حسد کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ خود کمالات عطا فرمانے والا ہے تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حسد کرے۔

دنیا میں انسانوں کو جو کمالات حاصل ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک کسبی اور دوسرا عطائی۔ کسبی کمال وہ ہوتا ہے جس میں انسان کی محنت و کاوش اور جدوجہد کا عمل دخل ہوتا ہے۔ انسان محنت کی بنیاد پر ان کمالات کو حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً علم ظاہر، دولت، اور اقتدار، یہ سب کسبی کمالات ہیں۔

عطائی یا وہبی کمال میں محنت و مشقت کو دخل نہیں ہوتا یہ محض عطیہ خداوندی ہوتا ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے عطاء فرمائے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء مثلاً نبوت و رسالت ہے اور خاندانی شرف ہے، کوئی آدمی جدوجہد اور ذاتی کاوش و کوشش سے نبی نہیں بن سکتا ہے اور کسی اعلیٰ خاندان کا فرد نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی شخص دوسرے خاندان سے اپنے آپ کو ظاہر کرے گا تو اس کے لیے سخت وعید ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: عن ابی ذر رضی الله عنه انه سمع النبی صلی الله علیه و آله وسلم یقول لیس من رجل ادعی بغیر ابیه و هو یعلمه الا کفر و من ادعی قوماً لیس له فیهم فلیتبوأ مقعده من النار۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ اس بات کو جانتا ہو تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جو شخص کسی ایسی قوم سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں اس کو کوئی قرابت دار نہ ہو تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

بنیادی طور پر شرف و عزت اسلام اور تقویٰ سے ہے مگر خاندانی شرف بجائے خود ایک ایسا کمال ہے جسے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں تسلیم کیا جاتا رہا۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی تفسیر میں خاندانی شرف پر بحث سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں و بالجملة شرف النسب مما اعتبر جاهلية و اسلاماً و اما اسلاماً فيدل عليه اعتبار الكفاءة فى النسب فى باب النكاح (صفحہ ۲۲ جلد ۲۶) یعنی خلاصہ بحث یہ ہے کہ نسب کا شرف جاہلیت اور اسلام دونوں میں معتبر تسلیم کیا گیا ہے اور اسلام میں بالخصوص قابل احترام ہے کہ نسب سے ہی نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ان شرف النسب غير مكتسب (صفحہ ۱۴۱ جلد ۲۶) کہ شرافت نسبی کسبی کمال نہیں ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ بھی شرافت نسبی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فان قيل هذا مبنى على عدم اعتبار النسب وليس كذلك فان للنسب اعتباراً عرفاً و شرعاً حتى لا يجوز تزويج الشريفة بالنبطى (تفسیر کبیر) یعنی اگر کہا جائے کہ یہ آیت نسب کے عدم اعتبار پر مبنی ہے مگر ایسی بات نہیں۔ بلاشبہ نسب کا اعتبار عرف عام میں اور شریعت میں مسلم ہے۔ یہاں تک کہ سیّدہ کا نکاح نبطی کے ساتھ جائز نہیں۔

امام رازی اسی مقام پر فرماتے ہیں شرف النسب لیس مکتسبا ولا یحصل بسعی (تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۱ جلد ۲۷) یعنی شرافت نسبی کسبی کمال نہیں اور یہ سعی و کوشش سے حاصل نہیں ہوتا۔

این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی طرح خلافت وامامت کے لئے اسلام میں قریشی ہونے کی تخصیص بھی شرف نسب کے باعث ہے۔علامہ سیّد محمود آلوسی فرماتے ہیں فی بیان شرائط الامامۃ العظمی من انہ یشرط فیھا کون الامام قریشا و قداجمعو علی ذلک کما قال الماوردی ۔(روح المعانی صفحہ ۱۶۶ جلد ۲۶) امامت کبریٰ یعنی خلافت کی شرائط کے بیان میں یہ شرط بیان کی گئی ہے کہ امام کا قریشی ہونا شرط ہے اور اس پر اجماع ہے جیسا کہ ماوردی نے کہا ہے۔

سورۃ کہف میں دو یتیم بچوں کے مال کے متعلق بیان ہو رہا ہے جب خضر علیہ السلام دیوار درست کرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا جواباً ان کاموں کے اسرار بیان کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار درست کرنے کی وجہ بیان کی اما الجدار فکان لغلمین یتمین فی المدینۃ و کان تحتہ کنزٌ لھما و کان ابو ھما صالحا حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو دیوار کی بات ہے وہ دراصل شہر میں دو یتیم بچوں کی ہے اور اس کے نیچے ان دونوں کیلئے خزانہ رکھا ہے اور ان کا باپ نیک مرد تھا۔باپ کے صالح ہونے کی نسبت سے اس خزانے کو

محفوظ کیا گیا ہے۔امام فخر الدین رازی اور علامہ محمود آلوسی دونوں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔عن جعفر الصادق انہ کان الاب السابع و قیل کان الاب العاشر (کبیر وروح المعانی) حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ یہاں باپ سے ساتویں پشت کا باپ مراد ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد دسویں پشت میں گزرا ہوا مرد صالح ہے۔اندازہ لگائیں جس عام آدمی کی کسی پشت میں کوئی نیک مرد ہو تو اس کا نسب اتنا شرف اور فائدہ بخشے کہ اس کی ظاہری دولت کو اس مرد صالح کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام محفوظ کریں تو پھر کیا شان ہوگی ان حضرات کی جن کے آباو اجداد میں رحمتہ للعالمین سیّد الانبیاء و المرسلین محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات سیّد الاصفیاء علی المرتضیٰ اور سیّدۃ نساء العلمین طیبہ طاہرہ سیّدہ فاطمہ الزہراء اور امام الاولیاء حسن المجتبیٰ اور سیّد الشہدا امام حسین علیہم السلام ہوں

اسی انتساب کے پیش نظر علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں ثم ان اشرف العرب نسبا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا لا نہم ینسبون الی النبی کما صرح جمع من الفقہاء (روح المعانی صفحہ ۱۶۴ جلد ۲۶) پھر عرب میں از روئے نسب اولاد فاطمہ سب سے زیادہ شرف رکھتی ہے کیونکہ وہ سیّد دو عالم ﷺ کی طرف منسوب ہے جیسا کہ فقہاء کے ایک جم غفیر نے تصریح کی ہے و معلوم ان اولادھا بضعۃ منھا فیکونون بواسطھا بضعۃ منہ ﷺ و ھذا غایۃ الشرف لا ولادھا (روح المعانی صفحہ ۱۶۵ جلد ۲۶) اور اس بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی

اولاد آپ کے مقدس واسطہ سے حضور ﷺ کا جزو ہیں اور یہ آپ کی اولاد کیلئے سب سے بڑی شان شرافت ہے۔ظاہر ہے تعظیم وتکریم میں جو حکم کل کا ہے وہی جزو کا بھی ہے اب شاید کوئی مسلمان ہم کفو ہونے کا سوچ بھی نہیں سکے گا۔سبحان اللہ کہاں یہ شرف کہ یہ نبی علیہ السلام کا جزو بنیں اور کہاں وہ افراد جنہیں دور کا تعلق ہو دونوں میں بڑا فرق ہے۔

احیاء العلوم میں امام غزالیؒ اعلیٰ شرف کے حامل ہونے والے کیلئے دوسرے سارے اوصاف خود بخود حاصل ہو جانے کو اس طرح سمجھا رہے ہیں۔فرماتے ہیں درجات میں سے ہر ایک درجہ اپنے پہلے درجہ سے بڑھ کر ہے تو اگر سب سے آخر کا درجہ بولا جائے گا تو اس میں گویا سب درجے آجائیں گے اگر یوں کہو کہ انسان عربی یا عجمی ہے یا قریشی ہے یا قریشی نہیں ہے اور قریشی ہاشمی ہے یا نہیں ہے۔اور ہاشمی اولاد علی ہے یا نہیں ہے اولاد علی کی حسنی ہے یا حسینی تو سب سے بڑھ کر درجہ انسان میں حسنی اور حسینی ہوگا۔پس اگر کسی شخص کو مثلاً حسینی کہو گے تو اس میں سب نیچے کے اوصاف ضرور ہوں گے مثلاً حضرت علی کی اولاد اور ہاشمی اور قریشی اور عربی ہوگا۔

(احیا العلوم باب خوف ورجاء)

پھر دیکھیے آل ابراہیم کا کمال اور شرف کسبی نہیں وہبی اور عطائی ہے اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے انتساب ہے۔اولاد ابراہیم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں خاندانی شرف بخشا کہ ان کے خاندان میں امامت ونبوت اور کتاب کو مختص کر دیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء کرام علیھم السلام مبعوث

ہوئے وہ اولاد ابراہیم سے آئے اور جتنی کتابیں اتریں وہ اولاد ابراہیم میں ہی اتریں۔ارشاد ہوتا ہے وو ہبنا له اسحق و یعقوب و جعلنا فی ذریته النبوة والکتاب (العنکبوت)

اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور اسکی اولاد میں نبوت اور کتاب مختص کر دی۔جن لوگوں کو جناب ابراہیم علیہ السلام سے نسبی شرف حاصل ہے خواہ وہ بنو اسماعیل ہوں یا بنو اسرائیل ہوں ان کیلئے بجائے خود کتنی بڑی عظمت سعادت اور عزت کی بات ہے۔

علامہ محمود آلوسی اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ و اصطفی آل ابراهیم بان جعل فیهم النبوة الکتاب و یکفیهم فخر اان سیّد الاصفیاء منهم۔

(ترجمہ) کہ آل ابراہیم کا چناو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں نبوت اور کتاب کو مختص کر دیا اور آل ابراہیم کیلئے یہ بات فخر کیلئے کافی ہے کہ سیّد الاصفیاء جناب محمد مصطفےٰ ﷺ اُس خاندان سے ہیں۔سبحان اللہ یہ بلند مرتبہ ملا جسے مل گیا اور اسی طرح آل عمران کا انتساب۔جناب عمران کی طرف باوجود اس کے ان کی اولاد سے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام بجائے خود بڑی عظمت کے حامل ہیں لیکن ایک مرد صالح اور کامل انسان کی طرف نسبت باعث عزت وافتخار ہے۔

اس عالی شان مرتبت خاندان کی شان وعظمت کا اندازہ امام بخاریؒ کی اس روایت سے کیا جا سکتا ہے۔ا اباهريرة قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری کتاب الانبیاء) حضرت ابوہریرہ

روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُس وقت کیا منظر ہو گا جب ابن مریم یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ یعنی امام مہدی علیہ السلام اس جلیل القدر روایت سے معلوم ہوا جناب عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں بھی جس خاندان کی عظمت و مرتبہ کو اس طرح ظاہر کیا جائے گا کہ ایک فرد امام الکل ہو گا تو اس خاندان کی عظمت و مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروقؓ کا ایک بیان جسے ریاض النضرۃ صفحہ ۲۸ جلد ۲ میں نقل کیا گیا ہے اسے بیان کر کے اس بات کو ختم کرتا ہوں۔ مدائن کی فتح پر جب مال غنیمت آیا تو حضرت عمر نے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو ایک ایک ہزار درہم دیئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو پانچ سو درہم دیئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جہاد میں شریک ہوتا تھا جب کہ حسنین کریمینؓ بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے انہیں ایک ایک ہزار درہم دیئے اور مجھے پانچ سو دیئے۔ قال نعم اذهب فاتني باب كا بهماوام كامهما و جد كجد هما و جدة كجدتهما وعم كعمهما و خال كخالهما فانك لاتاتيني به (ریاض النضرہ صفحہ ۲۸) فرمایا ہاں پہلے جاؤ ان کے باپ جیسا باپ، ان کی ماں جیسی ماں، ان کے نانا جیسا نانا، ان کی نانی جیسی نانی، ان کے چچا جیسا چچا اور ان کے ماموں جیسا ماموں لاؤ پھر ان کی برابری کی بات کرو تم یقیناً نہیں لاسکو گے۔ جب فاروق اعظمؓ جو اس امت کے محدث اعظم ہیں خود اقرار کر رہے ہیں کہ اس خاندان کی برابری کوئی نہیں کر سکتا تو اور کون ایسا ہے جو ان کا ہم کفوء ہونے کا دعویٰ کرے۔

محترم قارئین! اس کائنات پر ایک عمیق نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ یہ کائنات عالم رنگ و بوخواہ رب تعالیٰ کی مصوری ہو یا خلق عناصر کی صورت گری ہو عالم مثال کا عکس جلال ہو یا قانون ارتقا کا فیض جمال۔ ہر چیز کی الگ خاصیت ہے اور الگ تاثیر ہے الگ مقام ہے۔ کہا جاتا ہے یہ پتھر ہے عقیق ہو کہ زمرد یہ درخت ہے آم ہو یا امرود، یہ جانور ہے گائے ہو یا بھینس۔ یہ آدمی ہے زید ہو یا بکر، یہ فرشتہ ہے جبرائیل ہو یا مکائیل۔ یہ جن ہے زنبوس ہو یا عفریت۔ غور طلب امر یہ ہے کہ آخر وہ کون سے صفت ممیزہ ہے اور وہ کونسی غایت لازمہ ہے وہ کون سی ہیئت فاصلہ ہے جس نے ایک کو پتھر بنادیا اور دوسرے کو انسان بنادیا اور وہ کون سی حد تھی جس نے ہر ایک کو محدود کر دیا۔ تمام ارباب حکمت کا قول ہے کہ ہر شے بعض خصوصیات رکھتی ہے جو صفت ممیزہ کہلاتی ہے۔ دیکھئے وجود کے ساتھ اگر مرکب کی قید لگائیں تو عناصر بنتا ہے اگر جامد کی قید لگائیں تو فرشتہ بنے گا اگر صامت کی قید لگائیں تو حیوان بنے گا اگر ناطق کی قید لگائیں تو انسان بنے گا اور اگر وحی کی قید لگائیں تو نبی بنے گا ہر چیز کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ایک چیز دوسری سے ممتاز ہوتی ہے۔

غور کریں کائنات کی ہر چیز میں باوجود ایک نوع سے تعلق رکھنے کے فرق ہے۔ نوع کی خصوصیات محض عطیہ الٰہی ہیں اس مثال پر غور کریں کہ انسان جنس حیوانی میں فضیلت رکھتے ہیں۔ انسان بھی جنس حیوانی کی ایک نوع ہے اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے۔ الانسان حیوان ناطق اس کی فطرت میں بھی خواص جنسی کا ہونا لازم و واجب ہے جنس حیوانیت کی کوئی خاصیت ایسی نہیں جو نفس انسانیہ میں موجود نہ ہو ان

دونوں کی فطرت ایک دوسرے کے مطابق ہے۔ انواع حیوانیت میں اعلیٰ درجہ کی نوع انسان ہے۔ کرامت کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد کرمنابنی آدم اوراسکی خدمت کیلئے جملہ اشیاء پیدا کیں۔ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے۔ انسانیت و بشریت بذات خود ایک جنس ہے لہٰذا اس کی انواع کا ہونا ضروری ولازمی ہے کیونکہ انواع کے بغیر جنس کا وجود نہیں ہوتا اور ہر جنس کی انواع میں خواص جنسیہ مشترک ومساوی ہوتے ہیں لیکن نوعی خواص مشترک نہیں ہوتے اسی وجہ سے وہ جنس کی نوعیں مانی جاتی ہیں۔ ایک نوع دوسری نوع کے خواص پر قادر نہیں ہوسکتی۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ الانسان حیوان۔ اس جملے میں انسان بھی حیوان ہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان ایک حیوان ہے مگر اس جملہ کے ساتھ ایک لفظ کا اضافہ کر دیا جائے تو انسان حیوان ہوتے ہوئے بھی علیحدہ ہوگیا۔ الانسان حیوان ناطق یہاں انسان کی صفت ممیز بیان کی گئی ہے وہ نطق یعنی بولنا۔ حیوانیت قضیہ مشترک ہے کہ حیوانیت دونوں میں برابر ہے۔ نطق کو اس لیے فصل ممیز قرار دیا گیا ہے کہ انسان میں موجود ہے اور دوسرے حیوانات میں مفقود ہے صرف بولنا دوسرے حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو اپنے ہم جنس سے سوال و جواب اور فریاد وامداد اور خطرہ کی اطلاع وغیرہ پر حاوی جاتے ہیں۔ حیوانات میں ادراک وشعور، ذہن، حفظ، حق باطل میں تمیز وغیرہ کی قوت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ناطق سے مراد صرف بولنا نہیں بلکہ بولنے کے لوازمات مراد ہیں۔ یہی صفت ممیز ہے۔ حیوان صرف سکھانے سے نقل کرسکتا ہے مگر

انشاء نہیں کرسکتا۔ یعنی خود کوئی طریقہ ایجاد نہیں کرسکتا یہ صفت اس میں نہیں پائی جاتی اسی جنس بشری وانسانی کی علیحدہ نوع انبیاء کرام علیہم السلام کی ذوات ہیں۔

قرآن مجید میں کفار کا یہ باطل نظریہ متعدد مقامات پر بیان ہوا ان ھذا الا بشر مثلنا کہ یہ تو ہم جیسا بشر ہے۔ انبیاء کو اگر جنس بشر کی علیحدہ نوع تسلیم نہ کیا جائے تو کفار کا بیان سچا اور صحیح ہو جاتا ہے۔ لھٰذا قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ کے مطابق رسول وہ بشر ہے جس پر وحی ہوتی ہے اور وحی بشر پر نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو ہر فرد بشر پر وحی ہوتی جس سے ثابت ہوا کہ جنس بشر پر وحی نہیں ہوتی بلکہ نوع بشری پر ہوتی ہے۔ انبیاء کرام جنس بشری کی علیحدہ نوع ہیں۔ نوع کے لیے اوصاف نوعی کا علیحدہ ہونا ضروری ہے اور وحی کے ساتھ استطاعت اور قابلیت اعجاز کا ہونا فطری ہے۔ پھر نوع بشر اپنے ابنائے جنس ہی سے فاضل نہیں بلکہ اپنی افرادیت میں بھی ہر فرد دوسرے سے فاضل ہے۔

ارشاد خداوند کریم ہے ھوالذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلو کم فی ما اتکم وہی ذات ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا اور تم میں سے بعض کو بعض سے کئی درجے بلند کیا تاکہ وہ تمہیں اپنی عطاء سے آزمائے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ تمام انسان مساوی الدرجہ نہیں بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور یہ عطائی اور وہبی ہے کسبی نہیں۔ لہٰذا یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ فاضل کو مفضول بنادیا جائے اور اس کو اس کا ہم کفو سمجھا جائے۔ پتھر کی مثال لیجیے جنس کے اعتبار سے دنیا میں پائے جانے والے تمام پتھر ایک جنس سے

ہیں مگران کی انواع اوراس کے خواص اوراسکی قدر و قیمت اپنی اپنی ہے۔ یہ جملہ پتھر جو عقیق ، زمرد، لولو، ہیرا، نیلم، الماس۔لعل وغیرہ کے ناموں سے پکارے جاتے ہیں سب ایک ہی جنس سے ہیں۔ اگر کوئی ان سب کو ایک نظر سے دیکھے اور ایک ہی قدر و قیمت کا سمجھے تو یہ ناظر کی کم فہمی ہے اور ظلم ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے یہ بھی پتھر ہے اور وہ بھی پتھر ہے سب ایک ہی ہیں تو کہا جائے گا کہ ہوش میں آؤ یہ ٹھیک ہے کہ یہ دونوں پتھر ہیں مگران کے خواص اور قدر و قیمت میں بڑا فرق ہے۔ ہیں تو بظاہر دونوں سنگ مگر اس کا رنگ اور ہے اور اسکا رنگ اور ہے اس کا ڈھنگ اور ہے اور اس کا ڈھنگ اور ہے اس کا مقام اور ہے اس کا مقام اور ہے ایک تاج شاہی میں سجایا جاتا ہے اور دوسرا پاؤں میں روندا جاتا ہے۔ ایک جیسی شکل دیکھ کرانہیں ایک دوسرے پر قیاس نہ کرو خواص معلوم کرو تب کوئی حکم لگاؤ۔

کچ بھی منکا، لعل بھی منکا، اکو رنگ دوہاں دا
جے کر پاس صراف لے جایئے فرق لکھاں کوہاں دا

پھر دیکھیں پتھروں میں نسبت سے مقام اور درجہ میں فرق پڑ جاتا ہے ایک وہ پتھر جس سے مکان تعمیر کیا جاتا ہے اور ایک وہ پتھر ہے جس سے مسجد تعمیر ہوتی ہے دونوں کی نسبت بدلنے سے ہم جنس ہوتے ہوئے بھی مقام میں کتنا فرق ہو جاتا ہے اور پھر وہ پتھر جس سے غسل خانہ تعمیر کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ پتھر جس سے خانہ کعبہ تعمیر کیا جاتا ہے دونوں میں کتنا فرق ہے۔ بالکل اسی طرح وہ افراد جنہیں نبی علیہ السلام سے شرف انتساب حاصل ہے اور وہ جنہیں کہیں دور کا بھی تعلق نہیں دونوں کے مرتبہ اور مقام

میں کتنا فرق ہوگا۔ یہ سب کیسے ہم کفو ہو سکتے ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ قریش ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں القریش اکفاء بعضھم اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ موجبہ جزیہ ہے جس سے مدعا حاصل نہیں ہوتا موجبہ کلیہ پیش کریں تو ہم مانیں کہ آپ نے کوئی کمال کر دکھایا۔ نیز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب انسان برابر ہیں اور تقویٰ باعث تکریم ہے اور آیت مبارکہ یایھا الناس انا خلقنکم من ذکرو انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ان اکرمکم عنداللہ اتقکم اس بارے میں عرض ہے کہ اس آیت مبارکہ میں تمام انسانوں کو مخاطب کر کے انسانی وحدت کا بیان ہو رہا ہے یعنی مخلوق ہونے میں برابر ہیں۔ حکمت و مصلحت کی بنا پر ان کے شعوب و قبائل یعنی ذاتیں اور خاندان و گھرانے اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی و منشاء سے بنائے۔ شعوب و قبائل کا بنانا بلاوجہ نہیں خاص غرض و غایت سے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ نے شعوب و قبائل بنانے کی غرض و غایت پہچان بتائی ہے جس سے ہر ایک کی پہچان لازم ہوگئی ہے۔ پہچان نہ کرنا اور سب کو ایک ہی جاننا خدا کی مصلحت اور اس کی مرضی و منشاء کے خلاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و عزت دار وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ نیز اتقکم مبالغہ کا صیغہ ہے اور واحد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ایک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور سب سے زیادہ مکرم بھی اور وہ کون ہے علامہ محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں نقل کرتے ہیں اتقی اور اکرم تو خود رسول پاک ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ جن کا ارشاد ہے انا اتقی و لد ادم و اکرمھم علی اللہ ولا فخر (روح المعانی) میں اولاد آدم میں اتقی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اتقی کے لیے فاعل کا متقی ہونا شرط ہے یعنی اتقی وہی ہوگا جس کا فعل سب سے زیادہ پرہیز گار ہوگا اور یہ کسبی عمل ہے جب کہ شعوب و قبائل میں لوگوں کا عمل دخل نہیں بلکہ خدا کا عمل دخل ہے اور اس کی مرضی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی وہ جسے جس قبیلہ سے پیدا فرمائے ہر قبیلہ اور خاندان کو الگ الگ رکھا جانا منشاء الٰہی کے مطابق ہے اگر انہیں باہم ملا دیا جائے تو پہچان و تمیز ختم ہو جاتی ہے اور یہ عمل منشاء الٰہی کے خلاف ہے نیز ہر قبیلہ و شعبہ میں کوئی فرق ہونا بھی لازمی ہے ورنہ تمیز و پہچان بلا وجہ اور عبث ہوگی جو باطل قرار پائے گی۔ مذکورہ بالا مضمون کو اگر بنظر انصاف پڑھا جائے تو خاندانی شرف کو تسلیم کرنے میں ذرا برابر تامل نہیں ہوگا۔ عقلی اور نقلی دلائل سے اسے ثابت کرنے کے بعد مفتی کشمیر مناظر اہلسنت عالم نبیل محقق دوراں حضرت مولنا مفتی محمد حسین چشتی مہتمم دار العلوم سنی حنفی عباسپور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کفوء کے مسئلہ پر انتہائی تحقیق اور نہایت محبت سے رسالہ تصنیف فرما کر وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں عظمت اہلبیت کے تحفظ کے صلہ میں سعادتیں، عظمتیں، عزتیں اور کرامتیں عطا فرمائے اور نہیں سلمان فارسیؓ کے قافلہ میں شامل فرمائے (آمین)

سید طفیل حسین کاظمی

سینئر نائب صدر جماعت اہل سنت جموں و کشمیر

خطیب جامع مسجد کمیٹی مظفر آباد

مہتمم دار العلوم قادریہ مہریہ نوراسیری مظفر آباد

مہتمم مدرسہ محمدیہ ضیاء العلوم لوئر پلیٹ مظفر آباد

استاذ العلماء قاضی لطف الرحمن مظفرآباد

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں صورت کہ سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے ہوسکتا ہے؟

بینوا وتوجروا

الجواب بعون الوھاب

اقول باللہ التوفیق۔ علویہ ہاشمیہ کا عقد نکاح غیر ہاشمی قریشی سے جائز نہیں کیونکہ نکاح میں نسباً کفو کا ہونا لازمی ہے۔ قریش نضر بن کنانہ سے شروع ہیں اور ہاشمی حضرت ہاشم سے شروع ہیں۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی اولاد سے عرب کو چنا اور عرب سے قریش کو چنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ساری کائنات سے چنے ہوئے ہیں اور آپ کی اولاد حضرت فاطمہ الزہراءؓ سے چلی ہے لہٰذا ساری کائنات سے چنی ہوئی حضور ﷺ کی اولاد ہے۔ ان کی مثل دوسرا کوئی نہیں ہے نہ ہی کوئی ان کا کفوء ہے اور غیر کفوء میں نکاح جائز نہیں۔ ولی کے اعتراض سے نکاح فسخ ہو جائیگا۔ جیسا ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ فطم کی معنی بچنا ہیں اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد آگ سے محفوظ ہے اور فرمایا کہ حضرت فاطمہ سے محبت کرنے والے بھی جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں لہٰذا ان کی مثل اور کوئی نہیں اور کنزالدقائق جو علم کا متن ہے اور متن کو شرح پر ترجیح ہے جلد دوم صفحہ ۱۹ میں ہے۔

فقریش اکفاء بعضهم لبعض ولا یعتبر التفاضل بینهم لما روینا و عن محمد الا ان یکون نسبا مشهورا کاهل البیت الخلافة ـ کانه قال تعظیما للخلافة و تسکینا لفتنة الناس فی نکاح بنات الملوك(هدایه) و قال فی الخاشیة و اعلم القریش کان من اولاد نضربن کنانه و الهاشمی من اولاد هاشم بن عبدمناف والعرب من جمعهم اب فوق نضر و الموالی سواهم۔لہذا عوام عرب قریش کی کفو نہیں اور قریش بنو ہاشم کی کفو نہیں اور سب بنو ہاشم نبی علیہ السلام کی نہیں تو آپ ﷺ اولاد کی کفوء بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔لہذا ان کا نکاح غیر کفو یعنی ادنیٰ سے جائز نہیں۔

فان قلت قریش کفاء عرب فکیف عطفه علیه افرد قریش بالذکر قلت لفضیلة قریش افراده بالذکر کانه جنس آخر الاان سائر العرب لیسوا باکفاء القریش و فی المبسوط افضل الناس نسبا بنوهاشم ثم قریش ثم العرب لماروی علیه والسلام ان الله اختارنی من بنی هاشم و بنی لانهم معروفون باهله لیسوا بکفوء لجمیع العرب بالخاصة و الدناة وروی الحسن عن ابی حنیفة عدم جوازه و علیه الفتویٰ(قاضی خان) و فی روایة الحسن عن ابی حنیفة لاینعقد ای لا یجوز النکاح ان کان کفوا والا لا یجوز اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان و قال شمس الائمه روایة الحسن اقرب الیٰ الاحتیاط لیسد علیه باب التزویج من غیر کفوء الکفاة تعتبر فی نکاح العرب و فی نکاح العجم اسلاماً اور جو کتب فقہ میں آیا ہے کہ العالم کفوء للعلویة او شرف العلم فوق شرف النسب۔

بوقت مجبوری جہاں کوئی اہل بیت نہ ہو اس وقت عالم شریف اہل نسب علویہ کا کفو ہوگا۔

فتاویٰ جامع الفوائد اور درمختار میں ہے کہ العجمی لا یکون للعربیۃ کفوا ولو کان العجمی عالماً او سلطاناً(و ھو الاصح) لکن فی النھر ان الحسیب بذی المنصب و الجاہ کفوء للعلویۃ کمافی الینا بیع و ان بالعالم فکفوء لان الشرف العلم فوق شرف النسب و المال کما جزم بہ البرازی۔ یہ واقعہ بھی مجبوری کا ہے۔ ایسا وہم کرنے سے اہل بیت نبی کریم علیہ السلام کی توہین ہے۔

فتاویٰ ھندیہ جلد۲ صفحہ ۳۹ میں ہے کہ عربیہ عورت اور علویہ کا کفو عالم ہوتا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ علویہ عورت کا کفو عالم نہ ہوگا۔ فتح القدیر جلد۳ صفحہ ۱۹۰ پر ہے۔ فالعالم العربی کفو للجاھل العربی و العلویۃ لان شرف العلم فوق شرف النسب الحسب والا صح انہ لیس کفوء للعلویۃ۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی فضیلت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی وجہ سے ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا الفاطمۃ بضعۃ منی۔ یہ شرف حضرت فاطمہؓ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔ لہٰذا ان کی اولاد جو حسنین کریمینؓ سے چلی ہے اس کی کفو دنیا میں کوئی نہیں۔ لہٰذا غلط وہم وگمان بھی کرنا اہل بیت کی توہین ہے۔ اور حضرت فاطمہؓ کی ایذا ہے۔ اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذا اللہ۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، پس جس نے اسے تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اور فرمایا علیکم باھل بیتی علیکم باھل بیتی علیکم باھل بیتی۔ نیز محرمات کی حرمت تعظیماً ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کی ازواج اُمت کی

مائیں ہیں لہٰذا اھل بیت کی حرمت تعظیماً ہے۔ اگر عالم کو عویلم کہنے سے کفر ہوتا ہے تو حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو حلال کہنے سے کفر کیوں نہیں ہوگا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ایذا دینے سے عذاب ہو سکتا ہے اور حضرت فاطمہؓ کو ایذاء دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے مقام غور ہے۔

اس مسئلہ پر جن حضرات نے تفصیل کے ساتھ اپنے رشحات قلم سے اہل بیت کو نوازا۔ ان میں قدوۃ الاولیاء اعلی حضرت قبلہ سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت شیخ الجامعہ مولنا غلام محمد گھوٹوی صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولنا محب النبی، حضرت علامہ محمد عبدالحی، حضرت علامہ جی ،اے حق محمد صاحب چشتی، حضرت مولانا محمود شاہ صاحب چشتی، حضرت مولانا فیض احمد صاحب چشتی، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے سورہ احزاب کی آیت نمبر 4 کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات اُمت پر بوجہ تعظیم و احترام حرام ہیں۔ حضرت مولانا نصیر الدین صاحب مدرسہ جامعہ عباسیہ بہاولپور حضرت فرید صاحب مدرسہ جامعہ عباسیہ بہاولپور حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدرسہ جامعہ عباسیہ بہاولپور، حضرت مولانا سید عظمت علی شاہ صاحب ھمدانی مہتم دارالعلوم سلیمانیہ کراچی، حضرت مولانا پیر امام شاہ صاحب سجادہ نشین مہر آباد لودھراں، شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ شیخ الاسلام قبلہ پیر قمر الدین سیالوی رحمھم اللہ۔

حضور ﷺ نے معاشرتی مجبوری سے بحکم الٰہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو رشتے دیئے۔ یہ معاشرتی مجبوری تھی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں بہن

بھائی کا نکاح ہوتا تھا جب مجبوری نہ رہی تو حکم تبدیل ہو گیا اور یہ حضور ﷺ کی خصوصیات سے ہے، عام نہیں۔ لہٰذا حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے جواز نکاح کا وہم بھی بے ادبی، گستاخی اور گناہ ہے جس کاغذ پر قرآنی آیات لکھی ہوں وہ بھی قابل تعظیم ہے لا یمسہ الا المطھرون کا حکم ہے چہ جائیکہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد ہو اس کی تعظیم و تکریم تو جزو ایمان ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۸ پر ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے، القول فی تفضیل اولاد الصحابة فقال بعضهم لا نفضل بعد الصحابة احدا الا بالعلم والتقوىٰ والاصح ان فضل ابناء هم على الترتيب فضل اباء هم الا اولاد فاطمة فاء انهم يفضلون على اولاد ابى بكرو عمر و عثمان لقربهم من رسول الله ﷺ فهم العترة الطاهرة و الذرية الطيبة الذين اذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهيرا كذافى الكفاية

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل بیت پاک ہیں ان کی مثل کوئی نہیں۔ ان کا درجہ قرب نبوی ﷺ کی وجہ سے ہے اس لئے ان کی کفو کوئی نہیں۔ خود بنو ہاشم یعنی حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کی لڑکیوں کی اولاد۔ خود حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی لڑکیوں کی اولاد حسنین کی اولاد کی کفو نہیں اور حسنین کی اولاد عربی النسل ہیں اور بقایا لوگ عجمی النسل ہیں اور یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ العجمی لایکون کفوا لعربی۔ لہٰذا حسنینؓ کی اولاد سیّد زادی سے غیر سیّد کا نکاح بوجہ عدم کفوء کے حرام ہے۔ حضرت قبلہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ تفسیر ضیاء القرآن میں سورۃ احزاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بین الاقوامی طور پر مسلمہ قاعدہ کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزندان

ارجمند حضرت ابوطالب کی اولاد اور نسل سے شمار ہونے چاہیے تھے نہ کہ حضور ﷺ کی اولاد اور نسل سے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو جس طرح دیگر بے شمار خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ حضرت سیدنا علیؓ کی اولاد حضرت سیدہ طاہرہ کے بطن سے اولاد مصطفیٰ ﷺ شمار ہوئی نہ کہ ذریت ابوطالب سے۔ اس خصوصیت کی بناء پر حسنینؓ کی اولاد کا کفو کوئی نہیں لہٰذا غیر کفو میں عقد جائز نہیں۔ حضرت مولانا خیر الدین رملی صاحب درمختار کے استاد اپنے فتاویٰ خیریہ حصہ اول باب النسب صفحہ ۱۰۵۔۱۰۴ پر فرماتے ہیں۔ وان من خصائصه ان ینسب الیه اولاد بناته ولم یذکروا المثل ذالك فی اولاد بنات بناته فالخصوصیة لطبقة العلیافقط۔ فاولاد فاطمة الاربعة الحسن والحسین وام کلثوم و زینب ینسبون الیه صلی الله علیه و سلم و اولاد زینب و ام کلثوم الیٰ ابیهم عمرو و عبدالله لا لام ولا ابیها۔لان الولد یتبع ابیه فی النسب لا امه وانما خرج اولاد فاطمة و حدها للخصوصیة التی ورد الحدیث بها وهی مقصورة علی ذریة الحسن و الحسین لکن مطلق الشرف الذی لا هل بیته یشملهم ۔ واما الشرف الا خص و هو شرف ینسب الیه صلی الله علیه وسلم۔ اور فتاویٰ عقود الدرایہ جزو اول صفحہ ۲۱ باب الکفو میں ہے لکن المروی عن الحسن عن ابی حنیفة بطلان النکاح من غیر الکفوء به اخذ کثیر من مشائخنا قال شمس الائمه سرخسی و هذا اقرب الیٰ الا حتیاط۔

ہاشمی، فاطمی کا کوئی کفو نہیں لہٰذا سیدہ کا نکاح غیر سید سے نہیں ہوسکتا۔

حررہ احقر العباد قاضی لطف الرحمن لنگرپوری عفی عنہ

خطیب، جامع مسجد امام اعظم ابوحنیفہؒ مظفرآباد آزاد کشمیر

حضرت علامہ سید غلام یسین شاہ بخاری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ تعالیٰ علیٰ توفیقہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ و علیٰ الہٖ و اصحابہٖ اجمعین

اس میں کوئی شک نہیں کہ عزت وتکریم کا حقیقی سبب ایمان اور تقوی ہے۔

ارشاد کریم ہے ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین یعنی عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے پھر مومنین میں جو جتنا زیادہ متقی ہوگا اتنا ہی زیادہ معزز ہوگا، ان اکرمکم عند اللہ اتقکم تقویٰ کا قرب الٰہی کا معیار ہونا شرف نسب کے خلاف نہیں یہ ایک الگ فضیلت ہے جسے اللہ تعالیٰ عطاء فرمائے اس کی قسمت۔ قرآن وحدیث میں شرافت نسب کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ کسی کور باطن کو نظر نہ آئے تو اُسے علاج کروانا چاہیے۔ ہاں شرافت نسب کے ذریعے دوسروں کی تحقیر و توہین اور فخر وتکبر سے منع کیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص حسبی ونسبی ہے۔ حسب کا لفظ اعلیٰ انسانی صفات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلا علم وفضل، تقوی وطہارت، اعلیٰ کردار اور پاکیزہ سیرت وغیرہ اور نسب کے لفظ کا تعلق نسبت او خونی انتساب سے ہے یعنی زید اولا د ہونے میں کس جداعلیٰ سے نسبت رکھتا ہے یا منسوب ہے۔ شعوب اور قبائل کے تعارف کا بھی یہی مفہوم ہے کہ انسان اپنی آبائی نسبت سے آگاہ ہو۔ جس شخص کے آباد واجداد جتنے صاحب فضائل وکمالات ہوں گے اتنا ہی اس خاندان کو بہ نگاہ احترام دیکھا جائے گا اور اس کو شرافت نسبی کہتے ہیں۔ جس کے آباؤ اجداد جتنے بلند رتبہ والے ہوں گے اتنا ہی خاندانی شرف اس کو

حاصل ہوگا۔ جس کا انکار سوائے قساوت قلبی اور محرومی قسمت کے اور کچھ نہیں۔ رسول کریم ﷺ ارشاد ہے عن ابی ذر انہ قال و ھو ا خذبباب الکعبۃ سمعت النبی ﷺ یقول الاان مثل اھل بیتنی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اس حال میں کہ وہ کعبہ شریف کے دروازے کو پکڑے ہوئے تھے میں رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا بے شک میرے اہل بیت تم میں سفینہ نوح کی طرح ہیں جو اس کشتی میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس حدیث مبارکہ سے اہل بیت کے امتیاز و اختصاص کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ الصواعق المحرقہ میں روایت نقل کی گئی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی یعنی قیامت کے دن تمام رشتے ختم ہو جائیں گے سوائے میرے رشتے کے کہ وہاں بھی قائم رہے گا۔

علامہ احمد بن حجر الھیتمی المکی الصوعق المحرقہ ص ۲۳۶ پر ائمہ محققین کا اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں اجمع من محققی ائمتنا ان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولادبناتہ ینسبون الیہ فی الکفاءۃ وغیرھا حتیٰ لایکافئی بنت شریف ابن ھاشمی غیر شریف۔ ائمہ محققین کا اس پر اجماع ہے کہ رسول پاک ﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپ کی طرف کفوء وغیرہ میں منسوب ہے یعنی غیر سید ہاشمی سیدہ ہاشمیہ کا کفوء نہیں ہو سکتا۔

فقہائے احناف اس پر متفق ہیں کہ کفات نکاح میں معتبر ہے۔ الکفاءۃ

فی النکاح معتبرۃ اور کفوء کا مفہوم یہ ہے کہ چند خاص امور میں مرد عورت کا ہم پلہ ہو اور امور کی تعداد چھ بیان کی جاتی ہے۔ رد المختار میں ہے نسب و اسلام کذلک حرفۃ ر دیانۃ و مال فقط ص ۳۴۵ یعنی خاندان، اسلام، پیشہ، حریت، دین اور مال۔ نسب کے لحاظ سے ادنیٰ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کے خاندان اور قبیلے کے برابر خاندان اور قبیلے کا نہ ہو۔ اشخاص دو قسم کے ہیں اہل عرب و اہل عجم پھر اہل عرب بھی دو قسم کے ہیں قریشی اور غیر قریشی اگر مرد قریشی اور عورتیں بھی قریشیہ ہوتو دونوں ہم کفوء ہیں۔ نیز اہل عرب میں یعنی عربی النسل خاندانوں میں نسب کا اعتبار کیا جاتا ہے علامہ ابن عابدین رد المختار میں کفوء پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب فلا یعتبر فیھم الاسلام یعنی نسب کا اعتبار عرب میں ہوگا ان میں اسلام کا اعتبار نہیں۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ان الاسلام لا یکون معتبرا فی حق العرب کما اتفق علیہ ابو حنیفۃ وصاحباہ لا نھم لا یتفاخرون بہ وانما یتفاخرون بالنسب فعربی لہ اب کافر یکون کفوء العربیۃ لھا آباء فی الاسلام ص ۲۴۶ بے شک اسلام عربوں کے حق میں معتبر ہوگا جیسا کہ اس پر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے احباب نے اتفاق کیا ہے کیونکہ وہ اسلام پر فخر نہیں کرتے اور وہ تو نسب پر فخر کرتے ہیں۔ پس وہ عربی جس کا باپ کافر ہو اس عربی عورت کا ہم کفوء ہوگا جس کے آباواجداد اسلام میں ہوں مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں کہ السلام معتبر فی العرب بالنظر الی نفس الزوج لا الی ابیہ و حدہ فعلی ھذا فالنسب معتبر فی العرب فقط

یعنی اسلام عربوں میں بیوی و خاوند کی ذات کے لحاظ سے معتبر ہے نہ کہ ان کے آباواجداد کے اعتبار سے پس اسی بنیاد پر عربوں میں نسب پر اعتبار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کوئی عجمی عربی کا ہم کفو نہیں ہوسکتا۔ الدر المختار جلد ۲ ص ۷ ہے کہ

العجمی لا یکون کفو للعربیة ولو کان العجمی عالماو سلطانا وھو الاصح یعنی عجمی عربی کا ہم کفو نہیں ہوسکتا اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ اور یہی صحیح ہے اسی طرح درمختار باب الولی میں ہے کہ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان یعنی غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتوئی ہے اور اسی فتوئی کو فساد زمان کے باعث اختیار کیا گیا ہے۔ فساد زمان یہ ہے کہ جب مرد اور عورت ہم کفو نہ ہوں تو رشتہ ازواج قائم نہیں رہتا اور آئے دن اس میں فتنہ فساد اور لڑائی جھگڑے کا امکان رہتا ہے اور یہ لڑائیاں بڑھ کر دو خاندانوں یا قبیلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں چونکہ عورت مرد کو ہم پلہ نہیں سمجھتی یا عورت کے خاندان والے دوسرے خاندان کو ہم پلہ نہیں سمجھتے تو وہ اس رشتہ داری میں اپنی یا اپنے خاندان کی توہین کے پیش نظر فقہاء نے عدم جواز کا فتوئی دیا ہے اسے ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ علامہ ابن عابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

وفی الفتح ان الموجب ھو استنقاص اھل العرف فیدور معه

اور فتح القدیر ہدایہ کی شرح میں ہے کہ کفوء کے تعین کے سلسلہ میں اصل موجب عرفا رشتہ دینے والوں کو کسی طور حسبی یا نسبی حیثیت سے اپنے سے کم سمجھنا ہے لہٰذا اس مدار پر مسئلہ چلے گا۔

امام احمد رضا خان بریلویؒ نے بھی فتاویٰ رضویہ جلد ۵ حصہ سوئم کتاب النکاح میں اسی بات کو قابل اعتبار ٹھہرایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ نکاح میں کفایت معتبر ہے اور کفایت کا مدار عرف پر ہے۔ صاف ظاہر ہے سادات غیر سادات میں رشتہ دینا توہین سمجھتے ہیں اور ان کا یہ خاندانی معمول ہے شذوذ قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہ ہونے پر مولنا مفتی محمد حسین چشتی مہتمم سنی حنفی دار العلوم عباسپور آزاد کشمیر کو یہ کتاب لکھنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے داد و تحسین پیش کرتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ اور انہیں قافلہ محبان اہل بیت میں شامل فرما کر دین و دنیا کی عزتیں عطا فرمائے۔ آمین

سیّد غلام یاسین شاہ بخاری چشتی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ مخدومیہ کولاہ شریف باغ آزاد کشمیر
جنرل سیکرٹری جمعیت علماء جموں و کشمیر
جنرل سیکٹری جمیعت المشائخ جموں و کشمیر
مہتمم جامعہ چشتیہ دھیر کوٹ آزاد کشمیر
صدر تنظیم المدارس آزاد کشمیر

حضرت علامہ مفتی محمد اسحاق نظیری مہتمم جامعہ نظیریہ اسلام آباد خلیفہ دربار موہڑہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ صلوۃ تکون لنا امانا من کل خوف فخر اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب چشتی گولڑوی مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور آزاد کشمیر وامیر جماعت اہلسنت آزاد کشمیر بہت بڑے متبحر عالم دین ہیں اُن کی بے شمار دینی خدمات ہیں تمام علماء انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ کتاب المسئلة الجیدة فی کفاءۃ السیدہ حضرت مفتی محمد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ میں نے اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا ہے۔ کتاب نہایت مدلل ہے۔ قرآن، احادیث، اقوال فقہاء سے مزین ہے۔ اگرچہ اس عنوان سے بہت کتابیں لکھی گئی ہیں مگر اس میں دیے گئے دلائل و براہین بہت وزنی اور نہایت تحقیقی ہیں۔ مزید یہ کہ اعتدال کا دامن ہر جگہ ہاتھ میں ہے۔ تعصب سے بالاتر رہ کر صرف تحقیق پیش کی گئی ہے۔ حضرت نے مصنف ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ نکاح میں کفوء کے اعتبار کو دلائل حتمی اور یقینی سے ثابت کیا ہے اور غیر کفوء میں نکاح کے انعقاد کو ناجائز قرار دیا ہے اور سیدہ کیلئے غیر کفوء ہونے پر دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں اگر کوئی شخص اس موقف کے خلاف ہو تو اس کو اپنا موقف پیش کرنے کیلئے کافی علم کے ساتھ کسی بڑی لائبریری میں بیٹھ کر کئی برس صرف کرنے ہونگے۔ سونے پر سہاگہ کہ بات محبت اہل بیت سے شروع کی گئی اور تعظیم اہل بیت کو مرکزی نقطہ قرار دیا گیا۔

بھلا کون بد بخت ہوگا جو اہل بیت کی محبت و تعظیم سے بہرہ ہوگا ہاں یہ بدبختی خارجیوں کے حصہ میں آئی ہے ۔ اپنا تو یہ ذوق ہے

خدایا بحق بنی فاطمہ | کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول | من و دست و دامان آل رسول

حضرت شہنشاہ نقشبند خواجہ بہاؤالدین کو ان کے احباب میں سے ایک نے مکاشفہ میں دیکھا اور پوچھا کہ انجام کیا ہوا تو حضرت نے فرمایا بہت اچھا ہوا اور دلیل یہ دی کہ جب نزع طاری تھی اس وقت دل اہل بیت کی محبت سے لبریز تھا۔ یقیناً اہل بیت کے ہم کفو صرف اہل بیت ہی ہو سکتے ہیں دوسرے کسی کو یہ سعادت حاصل نہیں۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

فقہاء کی عبارات سے یہ سمجھ آتا ہے کہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفوء میں کوئی عورت نکاح کرے تو ولی کو حق اعتراض حاصل ہے۔ یعنی وہ عار دور کرنے کے لیے فسخ کرا سکتا ہے۔ مگر اس عبارت نے تو فیصلہ ہی کر دیا "وعن ابی حنیفۃ و ابی یوسف انہ لا یجوز فی غیر الکفوء لانہ کم من واقع لا یرفع" ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہیں۔ یعنی سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ کتنے ہی ایسے واقعات ہوتے ہیں جو عدالت میں پیش ہی

نہیں کیے جاتے۔ یہ حکم عام لوگوں کے نکاح کے متعلق ہے تو پھر خود سوچ لیجئے کہ سیدزادی کا نکاح غیر کفوء میں کیسے منعقد ہو سکتا ہے۔ اور سادات سے اس عار کو پہلے ہی دور کیوں نہ رکھا جائے "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا" بے شک اللہ تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ نجاست کو تم سے دور رکھے اے اہل بیت نبی اور تمہیں پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔ علماء حق نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اہل بیت کیلئے غیر کفوء کے مسئلہ میں قریب اور بعید کا کوئی فرق نہیں جس طرح ولی قریب کیلئے حق ہے ایسا ہی ولی بعید کے لئے بھی ہے کیونکہ اگر عار ہوئی تو پوری کفو کیلئے ہوگی خواہ اس لڑکی کے قریبی ہوں یا دور سے ہوں۔ پوری زمین پر پھیلے ہوئے سادات کو جمع کر کے کسی معاملہ پر راضی کرنا عادتاً ناممکن ہے۔ لہٰذا یہی فتویٰ بہتر ہے کہ سیدہ کا غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہیں تا کہ توہین کی طرف قدم ہی نہ اٹھے اور عار کا معاملہ ہی پیدا نہ ہو۔ فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔ پس جو بھوک میں مجبور ہو گناہ کا ارادہ نہ ہو پس اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ فمن اضطر کا معاملہ اور ہے ایسی مجبوری پہ پوچھ نہیں۔ ہاں البتہ جس طرح دیگر عوام کی تربیت و تعلیم کی ضرورت ہے اس طرح سادات میں بھی تربیت و تعلیم کی ضرورت ہے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سادات سے ہیں مگر سادات کی شان سے ناواقف ہیں وہ ایسی غلطیاں کر گزرتے ہیں۔ طبیعت تو بہت کچھ لکھنے کو چاہتی ہے مگر صحت اجازت نہیں دیتی اللہ تعالیٰ مفتی محمد حسین چشتی صاحب کو اس سعی جمیلہ پر اجر عظیم نصیب فرمائے۔ (آمین)

فقیر ربہ و اسیر ذنبہ محمد اسحاق نظیری

مہتمم جامعہ اسلامیہ نظیریہ اسلام آباد

متوطن بانڈی شریف مظفرآباد

حضرت علامہ مفتی محمود احمد صدیقی کوٹلی آزاد کشمیر

الحمد اللہ الذی خلق الناس من ذکر و اُنثی و جعلھم شعوبا و قبائل و نھاھم ان یتفا خروا بالانساب و الصلوۃ و السلام علی من ینفع نسبہ حین تنقطع الانساب فیقوی سببہ حین ینقطع بھم الاسباب و علی الہ و اصحابہ و اصحابہ و سلم تسلیما۔ امابعد خطیب اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید غلام یاسین شاہ صاحب گولڑوی کے استفسار پر مسئلہ کفوء کے بارے میں چند سطور سپرد قلم کر رہا ہوں موصوف کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب مہتمم جامعہ سنی حنفی دارالعلوم عباس پور نے اس مسئلہ میں کوئی رسالہ لکھا ہے۔ مسئلہ کفو کے بارے میں چند گزارشات پیشِ خدمت ہیں۔

تمہیدی مقدمہ

ا ۔ دنیا کے مسلمات اور علوم متعارفہ میں سے ہے کہ کوئی چیز کتنی محبوب اور بہتر کیوں نہ ہو جب وہ اپنی حدود سے تجاوز کر جائے تو مضر ہو جاتی ہے۔ آپ غور کریں کہ پانی اور ہوا جو ہر متنفس کیلئے مدار حیات ہیں لیکن جب اعتدال سے زائد ہوں تو یہی چیزیں مہلک ہو جاتی ہیں۔ دین و دنیا کی تمام خرابیاں جرائم و معاصی بداعمالیاں اور بداخلاقی بے اعتدالی کا نتیجہ ہیں۔ انساب قبائل کی تقسیم و تفریق خداوند کریم کی طرف سے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے اسی وجہ سے انسان اپنا نشان و پتہ دے سکتا ہے اسی کے ذریعے اپنے اقارب و ارحام کی صلہ رحمی کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ اسی کے ذریعے حقوق صاحب حق تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو انسان کو اپنا صحیح پتہ جس

سے دوسروں سے امتیاز ہو دینا مشکل ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انساب کو نعمتِ عظمیٰ قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فجعله نسبا و صهرا دوسری جگہ ارشاد فرمایا و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔

۲۔ یاد رہے کہ اسلام کسی بھی ایسی اندھی تقلید کا قائل نہیں کہ حاکم و محکوم خاوند بیوی، باپ بیٹا، مرد و عورت، مجرم و غیر مجرم، مہذب و نا مہذب، شریف و رذیل سب ایک پلڑے میں تلنے لگیں اور ایک لاٹھی سے ہانکیں جائیں۔ اس سے نہ صرف دین و مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں بلکہ دنیاداری کا نظام بھی بگڑ جاتا ہے اور زندگی وبال جان بن جاتی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں مرد کا حق عورت سے دگنا ہونا بنی ہاشم کیلئے ممانعت زکوٰۃ کا حکم مخصوص ہونا، قریش کیلئے حق خلافت مخصوص ہونا ایسے احکام ہیں جن سے دفعات قانون میں فطری درجات کا لحاظ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔ عرب کو عجم پر اور قریش کو تمام عرب پر فضیلت عطاء فرمائی اور قریش میں بنی ہاشم کو سب سے اونچا رتبہ عطاء فرمایا صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ان الله اصطفیٰ کنانة من ولد اسمعيل و اصطفیٰ قريشا من کنانة و اصطفیٰ من قريش بنی هاشم و صطفانی من بنی هاشم۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے بنو کنانہ کو چن لیا۔ اور بنو کنانہ سے قریش کو چن لیا ہے۔ اور قریش میں سے بنو ہاشم کو چن لیا۔ اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب فرمایا۔

۳۔ سادات بنی فاطمہ اور اہل بیت کے فضائل مخصوصہ:۔

مسند احمد اور مستدرک میں بروایت حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمة بضعة منی یقبضنی ما یقبضها و یبسطنی ما یبسطها وان الانساب کلها تنقطع یوم القیامة غیر نسبی و سببی و صهری اخرجه الحاکم و احمد فی المستدرك۔

تشریح: حضرت شریف سمہودی حدیث مذکور کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ان کا جزو بدن ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی جزو بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت ﷺ کے اجزائے بدن ہو گئے اور یہ ان کے لئے انتہائی درجہ کی شرافت و فضیلت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سادات بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت و شرافت محض دنیاوی اعتبار سے نہیں بلکہ اخروی منازل و منافع کے اعتبار سے بھی ان کو دوسروں پر فضیلت و برتری حاصل ہے اور قیامت میں ان کیلئے اس نسب شریف کا نفع عظیم متوقع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اوصیکم بعترتی خیراً وان موعدهم الحوض۔ کہ میں تمہیں اپنی اولاد کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ وہ حوض پر مجھ سے ملیں گے۔ الغرض باری تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے طبقات انسانی میں باوجود اتحاد جنس و نوع اور اتحادِ شکل و صورت درجات تفاضل قائم فرما دیے ہیں جن کا تعلق کہیں انساب سے ہے اور کہیں پیشوں سے اور کہیں صنعتی تغیرات سے ہے۔

۴۔ کفائت کے معتبر اور ضروری ہونے کا حکم آنحضرت ﷺ نے فرمایا! ا لا لاتزوج النساء الا الا کفاء ولا یزوجن الا من الا کفاء۔ دارقطنی و بیهقی کہ خبردار عورتیں نہ نکاح کریں مگر ان کے اولیاء اور وہ کفو میں ہی نکاح کریں نیز فرمایا!

تخیّروا النطفکم فانکحوا الا کفاء وانکحوا الایم ۔ یعنی نکاح کیلئے مناسب عورتیں تلاش کیا کرو اور کفو میں اپنی لڑکیوں کو دیا کرو۔

۵۔ معاملاتِ نکاح میں انساب اور پیشوں کے تفاوت کا اعتبار:

نکاح کی غرض و غایت چونکہ امور خانہ داری اور ازواجی زندگی کو درست کرنا اور حسن معاشرت کے ساتھ سکون واطمینان کے ساتھ وقت گزارنا ہے اور یہ جب ممکن ہے کہ باہم طبائع میں اتحاد واتفاق ہو۔ اختلاف طبائع کی صورت میں کتنی ہی کوشش کی جائے حسن معاشرت کا قائم رہنا سخت مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ جس پر روزمرہ کے تنازعات شاہد ہیں اسی لیے شریعت اسلامیہ نے نکاح کے بارے میں زوجین کے اندر کفائت کے اعتبار کو ایک حد تک ضروری قرار دیا ہے۔ جن احوال واعمال سے طبائع فریقین میں اختلاف پیدا ہو سکتا ہے ان تمام میں یہ شرط ہے کہ زوجین میں مساوات ہو اور چونکہ انساب وپیشوں کے اختلاف سے طبائع میں اختلاف مشاہد ومحسوس ہے۔ اس لیے ان دونوں چیزوں میں بھی کفائت ومساوات کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ نسب میں کفائت کا اعتبار:۔

فقہاء اسلام نے اس مسئلہ پر توجہ دی ہے چنانچہ فرمایا گیا روی الحسن عن ابی حنیفة رضی الله عنه عدم جوازه ای عدم جوازالنکاح من غیر کفو و علیه الفتوی (قاضی خان) اس عدم جواز کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں وجه عدم جوازه دفع الضرر عن الاولیاء وفسادالزمان والاصل فی هذالباب حدیث علی ثلاث لا توخرها ۔ الصلوة اذا اتت والجنازة

اذا حضرت۔ والایم اذا وجدت لها کفوا اخرجه الترمذی والحاکم و صححه واخرجه الدارقطنی والبیهقی مرفوعا۔ اسی لیے حضرات فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ عرب میں غیر قریشی قریش کا کفو نہیں ہوسکتا اور عجم میں کوئی عجمی عربی النسل عورت کا کفو نہیں ہوسکتا۔ مثلاً سادات کرام اور شیوخ خواہ صدیقی وفاروقی ہوں یا عثمانی وعلوی یا دوسرے قبائل سے ہوں ان کا کفو وہ شخص نہیں ہوسکتا جو ان تمام انساب میں سے نہ ہو بلکہ عجمی النسل ہو۔

خلاصہ کلام:۔ یہ ہے کہ اشراف کے ساتھ مناکحت کے عدم جواز کی وجوہات کا مختصر تذکرہ ذکر کردیا گیا ہے کہ اس میں جہاں اولیاء کو ضرر یا عار لاحق ہے وہاں معاشرے میں عدم توازن اور معاشرتی بگاڑ بھی پایا جاتا ہے نیز امور خانہ داری میں تعطل اور فتنہ و فساد بھی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے ان تمام اسباب کی رعایت کا حکم دیتا ہے جن سے کسی کا گھر جنت بن جاتا ہے اور ان ذرائع واسباب کا قلع قمع کرتا ہے، جن سے کسی کا گھر جہنم بن جاتا ہے۔ لہٰذا فقہائے کرام نے کفو میں مناکحت کا حکم دیا ہے اور جہاں نسبی یا کسبی اعتبار سے اونچ نیچ ہو وہاں عدم کفو ومساوات کی وجہ سے عدم مناکحت کا حکم دیا ہے۔

واللہ اعلم و علمہ اتم

مفتی محمود احمد صدیقی کوٹلی آزاد کشمیر

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ضلع قاضی سدھنوتی آزاد کشمیر

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ سیدزادی صحیح النسب کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے جبکہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک کفو کو نکاح میں بہت اہمیت دی ہے اور کیا سیدہ فاطمی کا کفو کوئی دوسرا ابن سکتا ہے؟ بینواوتوجروا محمد علی حسنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب و ھوالموفق بالصواب

سوال متذکرۃ الصدر کا مفہوم جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ نکاح کے باب میں کفو کی کیا اہمیت ہے۔ فقہائے اسلام نے نکاح کے باب میں کفو کو خصوصی اہمیت دی ہے تا کہ خاندانی نظام میں تطابق اور معادلت موجود رہے اور معاشرتی نظام فساد کا شکار نہ ہو۔ تو خاندانی نظام میں بعض خاندان اور پیشے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ اس لیے ایسے حالات اور معاشرتی نظام میں ایک سیادت مآب بچی کا نکاح اس طرح کے لوگوں سے کرنا بالعموم علماء اور صوفیاء کے نزدیک سوءادبی میں آتا ہے۔

لہٰذا عامۃ الناس اہل اسلام اس کو پسند نہیں کرتے۔ اس کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے جو باعث فتنہ ہے۔ اور " الفتنۃ اشد من القتل" لہٰذا جواز عرفی اور شرعی دونوں اعتبار سے یہاں نہیں پایا جاتا۔ اس سے گریز کرنا ہی فقہ اسلامی کا منشاء ہے۔

ھذا ماعندی و اللہ اعلم بالصواب

محمد عبدالقیوم خان ضلع قاضی سدھنوتی

29 اپریل 2002ء

حضرت علامہ مفتی محمد عمر چشتی صاحب

دربار عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

رسالہ، المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ مصنفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین چشتی نظر سے گزرا۔ ماشاءاللہ حضرت علامہ موصوف نے خوب محنت اور انتہائی محققانہ انداز میں زیر بحث مسئلہ پر تبصرہ فرمایا اور حب نبی اور اولاد نبی ﷺ کے اقتضاء کے مطابق تصنیف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ دربار عالیہ گولڑہ شریف کے مفتی کی حیثیت سے حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ و حضرت سید السادات قبلہ پیر سید شاہ عبدالحق گولڑوی زید مجدہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف اور مفتیان گولڑہ شریف کے نظریات و تعلیمات کے مطابق چند سطور رسالہ مذکورہ اور مسئلہ مذکورہ کے متعلق تحریر کر رہا ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آل نبی ﷺ کی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ گولڑہ شریف دربار پر سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہ ہونے پر بہت سے رسائل مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں۔ مصنف موصوف نے رسالہ ھذا میں آل نبی کے ادب واحترام کا درس دیتے ہوئے انکی بے ادبی سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ چونکہ غیر سید کا نکاح سیدہ سے عرفاً تمام سادات کی توہین و ہتک ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ سادات فاطمی کا علوی بھی کفوء نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ کوئی دوسری قوم والا یا گھٹیا پیشے والا ہو جیسا کہ بعض حضرات کا باطل خیال ہے۔ کتب احناف میں کفو نہ ہونے کی علت عرف عام میں حقارت کو سمجھا گیا ہے۔ حضرت قبلہ غوث زماں، سید المحققین،

نائب غوث الوریٰ حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے بھی فتاویٰ مہریہ میں اسے توہین اہل بیت قرار دیا اور امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ بھی فرماتے ہیں کہ "مدار کار وجود عار پر ہے یعنی اس مسئلہ کا دارومدار توہین پر ہے جہاں عرفاً عار ہے تو پھر عار ہے کہ عرف کا اعتبار ہے کہ شرعاً وہی عرف مدار کار ہے "ومن عرف المدار عرف ان الحکم علیه یدار"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد۵ صفحہ ۵۱۲،۵۱)

اور حکم کا دارومدار اسی پر ہے کہ عرفاً توہین ہے تو شرعاً بھی توہین ہے فرماتے ہیں کہ فان المدار علی وجود العار فی عرف الامصار کما صرح العلماء الکبار۔قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر الموجب هو استنقاص اهل العرف فید ورمعه وفی ردالمحتار قد علمت ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فیدورمعه۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۵صفحہ ۵۱۲)

خلاصہ یہ کہ اہل عرف کا عرف معتبر ہے جہاں کہیں عرفاً ھتکِ ہے تو شرعاً بھی ہتک ہے۔ لہٰذا ہتک سے بچنا ضروری ہے کہ اہل محبت کا طریقہ ادب واحترام ہے۔ اسی طرح میرے مرشد گرامی حضرت سلطان العارفین قبلہ بابو جیؒ کا نظریہ بھی گویا یہ تھا۔

وفی مذهبی حب النبی و آله   وللناس فیمایعشقون مذاهب

صوفیاء کا طریقہ نبی اور آل نبی کی محبت اور ادب واحترام ہی ہے۔ پھر یہ بھی تعریف کی گئی ہے۔ان النکاح نوع رق۔(فتح القدیر) یعنی نکاح بھی ایک قسم کی غلامی ہے۔ غلامی کیساتھ استخفاف یعنی ہلکا سمجھنا پایا جاتا ہے۔ پھوپھی، خالہ، اور بہن وغیرہ سے

نکاح کی حرمت تعظیما اور استخفاف سے بچنے کے طور پر ہے اور استفراش میں بھی استخفاف ہے(تبیین الحقائق صفحہ ۱۰۰ جلد ۲) جن رشتہ داروں کی تعظیم ضروری ہے۔انکو استخفاف سے بچنے کے طور پر ہے اور استفراش سے بچانا ضروری ہے کیونکہ وہ ذی رحم اور محرم ہیں،اس لئے ہم امتیوں پر سادات کی تعظیم ضروری ہے۔اور استخفاف سے انھیں بچانا ضروری ہے۔سیدہ فاطمیہ کا غیر سید سے نکاح ورثاء کی رضامندی سے ہوتو بھی ناجائز ہے۔فلا اریٰ جواز النکاح وان رضی ولیھا۔رفتاوی بغیۃ المسترشدین مصری صفحہ نمبر ۱۹۴۔

یعنی یہ نکاح جائز نہیں اگر چہ خود سیدہ اور اسکے ورثاء راضی بھی ہوں۔راقم کے نزدیک شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ سیدہ اور اسکے ولی کا رضامند ہونا نہ دیکھا جائے بلکہ نسبت رسول اللہ ﷺ کو ملحوظ رکھا جائے۔جیسا کہ اگر کوئی باپ اولاد کو یہ حکم دے کہ میری توہین کرو اور میرے سر پر جوتے مارو تب میں راضی ہوں گا۔تو یہاں باپ کی رضا کونہیں دیکھنا بلکہ توہین کو دیکھنا ہے۔اکثر علماء اھل سنت کے نزدیک جن میں بڑے اکابر علماء سادات کرام ہیں رضامندی کی صورت میں بھی نکاح جائز نہیں جیسا کہ مفتی محمد حسین چشتی صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے۔قائلین جواز بھی سیدہ کے اولیاء کو فسخ کرانے کا اختیار دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کا یہ اعتراض بھی درست نہیں کہ قرآن مجید میں محرکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا" تم پر حرام کی گئیں۔تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ

پلایا، رضاعی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں، تمہاری مدخولہ بیویوں کی بیٹیاں، (ربائب) دو بہنوں کا اکٹھا کرنا، شوہر والی عورتیں، اسکے علاوہ فرمایا احل لکم ماوراء ذالکم یعنی انکے سوا باقی تمہارے لیے سب حلال ہیں۔ تو سیّدہ غیر سیّد کیلئے ان تیرہ متذکرہ بالا محرمات کے سوا ہے۔ قرآن مجید سے حلال ہونا ثابت ہوا۔ اور قرآن مجید کے مقابلے میں کسی کا فتویٰ، قول اور تحقیق معتبر نہیں۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے۔

۱) کہ اگر کسی شخص کی چار بیویاں ہوں۔ تو اس کو پانچویں عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ یہ پانچویں ان تیرہ محرمات مذکورہ میں سے نہیں ہے۔

۲) رابعہ مطلقہ کی عدت میں دوسری سے نکاح جائز نہیں۔ حالانکہ یہ محرمات مذکورہ میں سے نہیں۔ ۳) کوئی شخص اپنی منکوحہ کی بھانجی (۴) عینی (۵) علی (۶) خیفی۔ یوں ہی (۷) بھتیجی (۸) عینی (۹) علی (۱۰) خیفی سے نکاح نہیں کرسکتا (۱۱) اس طرح بیوی کی خالہ (۱۲) عینی ۱۳) علی (۱۴) خیفی (۱۵) بیوی کی پھوپھی (۱۶) عینی (۱۷) علی (۱۸) خیفی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ جمع بین المحارم حرام ہے علی ھذا القیاس (۱۹،۲۰) بیوی کی نانی اور دادی کی اخوات (۲۱،۲۲) عینیہ (۲۳،۲۴) علیہ (۲۵۔۲۶) خیفیہ سے نکاح کرنا حرام ہے

جبکہ یہ 26 ان تیرہ محرمات کے سوا ہیں۔ محللین نکاح محرمہ مخصوصہ متنازعہ فیہا میں ان 26 کو حلال کیوں نہیں سمجھتے اور واحل لکم ماوراء ذالکم۔ میں داخل کیوں نہیں کرتے نیز واحل لکم ماوراء ذالکم۔ عام مخصوص البعض ہے اور مذہب مختار میں عام مخصوص البعض میں قطعیت ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا معترضین کا

اعتراض مذکورہ بالا تصریح کے پیش نظر ختم ہو گیا اور اس آیت سے دلیل لانا باطل قرار پایا۔ المختصر یہ کہ پیران عظام گولڑہ شریف و مفتیان گولڑہ شریف سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں سمجھتے حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے محققانہ انداز میں رسالہ تحریر فرما کر قابل قدر خدمت سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف مفتی محمد عمر چشتی عفی عنہ
مفتی و خطیب آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ
گولڑہ شریف۔ اسلام آباد

حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز عباسی صاحب

سابق رجسٹرار شریعت کوٹ آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین العاقبۃ للمتقین و السلام علی رحمۃ للعالمین و علی جمیع الانبیاء والمرسلین لا سیما علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد فیقول العبد المفتقرالی رحمۃ ربہ العزیز محمد عبد العزیز العباسی والھا شمی نسباً والحنفی مذھبا و الجشتی مشرباً والقاضی منصباً سابقاً فی دار القضاء والافتاء مظفر آباد آزاد کشمیر۔

میرے پاس اہل سادات کے چشم و چراغ سلف صالحین کے آثار و یادگار تشریف لائے جو حضرت علامہ پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب گیلانی مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ سیٹھی باغ اور حضرت علامہ خطیب اہل سنت پاکستان و آزاد کشمیر پیر سیّد غلام یاسین شاہ صاحب بخاری زیب و زینت آستانہ عالیہ کلاہ شریف باغ اور حضرت علامہ سیّد طفیل حسین شاہ صاحب کاظمی پر مشتمل ایک وفد تھا جو علمی دنیا میں کسی تعارف و القاب کے محتاج نہیں انکے نام ہی شہرہ آفاق اور بذات خود تعارف ہیں۔

ان حضرات نے تحریرات کا ایک مجموعہ فائل پیش کی اور ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے پیش لفظ/حرف آغاز کے طور کچھ تحریر کر دو۔ یہ سن کر میں حیران و ششدر ہو کر رہ گیا کیونکہ مجھے اپنی بے بضاعتی اور قلت علمی کا بخوبی علم اور اندازہ تھا جس کا ان حضرات شگوفہ ہائے سادات کو احساس تک نہ تھا من آنم کہ من دانم کے باوصف سر تسلیم خم کرنا ہی پڑا۔ کیونکہ میری معذرت خواہی بار آور ثابت نہ ہو سکی اس لیے بھی کہ میں سادات کا قطمیر اور کوچہ اہل بیت

اظہار کا سگ حقیر ہو کر فخر محسوس کرتا ہوں قطمیر کی نسبت اصحاب کہف سے اور میری اہل سادات سے یقیناً یہی نجات کا ذریعہ ثابت ہو گی۔

تحریرات کا مجموعہ ملاحظہ کیا جو نہ صرف تقاریظ اور کتاب بلکہ ایک ایک مقالہ جو ایک مستقل کتاب کی صورت میں نظر آیا اگر اس کو مجموعہ رسائل کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ جس میں نمایاں مقالہ (تقریظ) حضرت علامہ مفتی کشمیر استاذ العلماء رفیق مکرم پیر سیّد محمد اشرف شاہ صاحب کاظمی کا ''نسبی امتیازات'' تھا۔

دوسرا مقالہ (تقریظ) خطیب پاکستان کا تھا اور تیسرا حضرت علامہ طفیل حسین شاہ صاحب کاظمی کا اور چوتھا حضرت علامہ قاضی لطف الرحمٰن کا پانچواں تقاریظ کا سبب بننے والی کتاب (المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیّدۃ) مولفہ حضرت علامہ فخر اہل سنت مولانا مفتی محمد حسین صاحب چشتی جو کسی تعارف والقاب کے محتاج نہیں۔ راقم نے انکو قریب سے دیکھا ہے عرصہ دراز کی رفاقت ہے وہ تحقیق و تدریس میں ید طولیٰ رکھتے ہیں آپ نے جس انداز میں استدلال پیش کئے ہیں انتہائی دل نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ متذکرہ اہل علم کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور یہ سعی صدقہ جاریہ ثابت ہو تا کہ سعی محض ہی ثابت نہ ہو بلکہ بار آور بھی ہو۔

مسئلہ زیر بحث انتہائی نازک اور اہم ہے اس میں اہل علم نے مختلف پہلوؤں پر طبع آزمائی کی ہے۔ ظاہر الروایات اور نادر الروایات پر تحقیق بانداز دقیق فرمائی ہے اس میں اختلاف بھی ہے اور اتفاق بھی یہ محض رشتہ ازدواج کا معاملہ نہیں ہے کہ جائز اور ناجائز کہہ کر جان چھوڑائی جائے اور نہ ہی یہ محض عقیدت و محبت کا مسئلہ ہے بلکہ اس

میں عظمت رسول ﷺ اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت وعظمت کا معاملہ ہے۔ جس پر ایمان کا دارومدار ہے۔

الکفاء فی الزواج تعریفها الکفاءۃ والکفاء هی المساواۃ المماثلۃ والکفو او اکفاء المثل والنظیر رشتہ ازواج میں خاندان کی برابری مساوات ونظیر ہے۔

والمقصود بها فی الزواج ان یکون الزوج کفوا لزوجته مساویاً بها فی المنزلۃ ونظیرالها فی المرکز الاجتماعی والمستوی الخلقی والمالی ۱۲ فقه ج ۲ مطبوعه بیرت۔ رشتہ ازواج کی ابتدا حضرت آدم علیہا السلام سے ہوئی اور خاندانی امتیاز واعتبار انکے صاحبزادگان ہابیل اور قابیل سے چلا جو جاری ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا جو مختلف مذاہب وادوار میں متوارث چلا آ رہا ہے۔ جو تاریخ کے اوراق میں شعوب وقبائل کی صورت میں محفوظ ہے جسکی بنیاد خیر وشر پر رکھی گئی ہے۔ اس میں علم وجہل کو کسی قسم کا عمل دخل نہیں ہے۔

یری جمهور الفقهاء ان الکفاءۃ حق للمرءۃ والاولیاء فلا یجوز للولی ان یزوج المرءۃ غیر کفوء الا برضاها ورضا سائر الاولیاء لان تزوجها بغیر الکفو فیه الحاق عاربها وبهم الح فقه السنه ج ۲ مطبوعه بیروت۔

یعنی جمہور فقہائے کرام کے نزدیک کفو (خاندان) کے اعتبار کا حق صرف عورت اور اس کے وارثوں کا ہے۔ کسی ایک وارث کو یہ حق نہیں کہ وہ عورت اور اس کے جملہ وارثوں کا حق انکی رضامندی کے بغیر استعمال کرے۔ کیونکہ غیر خاندان میں رشتہ ازواج طے کرنے سے عورت اور اس کے خاندان (وارثوں) کی تحقیر وتذلیل ہو

سکتی ہے۔ جواز اور عدم جواز کا اختلاف عام حالات میں نہیں ہوتا ہے بلکہ بعض اضطراری حالات وواقعات میں ہے۔ جس میں اہل علم نے طبع آزمائی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے رحمۃ للعالمین ﷺ کی ازواج مطہرات کوارشادفرمایا یانساء النبی لستن کاحدمن النساء۔ اے نبی کی بیویوں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا مجموعہ ہے۔ ان جیسا کوئی نہیں اور نہ ہوسکتا ہے اور انکی اولاد اور اہل بیت اطہار بے مثل ہیں ان کی ہمسری ومماثلت خاندانی طور پر ناممکن ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جن کی رائے کی تائید خدا خود کرے اور انکی جانب سے انتقام بھی لے ان سے برابری محض ایک گمان تو ہوسکتا ہے مگر حقیقت نہیں۔

ان العباس و حمزۃؓ تفاخر افقال حمزۃ انا خیر منك لانی علی عمارۃ الکعبۃ و قال العباس انا خیر منك لانی علی سقایۃ الحاج۔ فقالا الی الا بطح و نتحاکم الی اول رجل نلقاہ فوجدا علیاً رضی اللہ عنہ فتحاکما علی یدیہ فقال انا خیر منکما لا نی سبقتکما الی الا سلام فاخبرا لنبی ﷺ بذلك فضاق صدرہ لا فتحارہ علی عمیہ فانزل اللہ تعالیٰ تصدیقا لکلام علی و بیانا لفضلہ۔ اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم لا خر(الایۃ) نزھۃ المجالس ج ۲ مطبوعہ مصر۔

یعنی حضرت عباس اور حضرت حمزہؓ ایک دوسرے پر فخر جتانے لگے حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں آپ سے بہتر ہوں کیونکہ میری ڈیوٹی خانہ کعبہ کی عمارت پر لگی ہوئی ہے۔ حضرت عباس نے کہا کہ میں آپ سے بہتر ہوں کیونکہ میری ڈیوٹی حاجیوں کو

پانی پلانے کی ہے۔ دونوں نے کہا چلو چلتے ہیں جو بھی پہلا آدمی ملے اس سے فیصلہ کروا لیتے ہیں چنانچہ چلتے ہوئے پہلے حضرت علیؓ کو پایا تو دونوں نے اپنا مقدمہ پیش کر کے فیصلہ کروانا چاہا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ دونوں سے میں بہتر ہوں اس لئے کہ میں نے آپ سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔ اس کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو دی گئی تو بظاہر حضرت علیؓ کی یہ بات پسند نہ آئی کہ ان دونوں چچوں سے بہتر ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کی تاکید و تصدیق اور فضیلت پر یہ آیت کریمہ اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن امن بالله واليوم الاخر) نازل فرمائی۔

سورۃ معارج قرآن مجید کی ۷۰ ویں سورۃ ہے اس کی پہلی آیت سال سائل بعذاب واقع ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں (کنز الایمان ص ۸۲۶) الجامع لاحکام القران ج ۱۸ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

ان سائل هنا هو الحارث بن النعمان الفهرى و ذلك انه لمابلغه قول النبى ﷺ فى على رضى الله عنه من كنت مولاه فعلى مولاه۔ ركب ناقته فجاء حتى اناخ راحلته بالا بطح ثم قال يا محمد: امر تناعن الله ان نشهدان لا اله الله وانك رسول الله فقبلناه منك وان نصلى خمساً فقبلناه منك ونزكى اموالنا فقبلناه منك وان نصوم شهررمضان فى كل عام فقبلناه منك وان نحج فقبلناه منك لم يرض بهذا حتى فضلت ابن عمك علينا آهذا شىء منك ام من الله فقال النبى ﷺ والله الذى لا اله الا

ھو ما ھو الا من اللہ فول الحارث و ھو یقول : اللھم ان کان مایقول محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔فواللہ ماوصل الی ناقتہ حتی رماہ اللہ بحجر فوقع علی دماغہ فخرج من دبرہ فقتلہ! فنزلت سال سائل بعذاب واقع۔

مفسر امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ سائل یہاں حارث بن نعمان فہری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر آیا اونٹنی کو ریت کے ایک ٹیلے کے پاس چھوڑ کر رسالتمآب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر بولا کہ اے محمد آپ نے خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت تسلیم کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے آپ کی طرف سے قبول کرلیا آپ نے کہا کہ پانچ نمازیں پڑھو سو ہم نے اسے بھی قبول کرلیا۔آپ نے کہا کہ سال میں ماہ رمضان کے روزے رکھنے ہیں سو ہم نے آپکی طرف سے قبول کرلیا آپ نے کہا کہ ہم حج کریں ہم نے یہ بھی قبول کرلیا پھر ان تمام امور کے تسلیم کرنے پر آپ خوش نہیں یہاں تک کہ اپنے چچازاد کو ہم پر فضیلت دے دی یہ سب کچھ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔اس پر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یہ سن کر حارث یہ کہتے ہوئے واپس چلا کہ اے خدا محمد جو کہتے ہیں اگر سچ ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی اور عذاب نازل فرما۔راوی کا قول ہے کہ خدا کی قسم حارث ابھی اپنی اونٹنی تک نہ پہنچا تھا کہ اللہ کی طرف سے پتھر اس کے دماغ میں لگا

اور نیچے سے نکل گیا۔ اور حارث اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اسی وقت سورۃ معارج نازل ہوئی۔

حضرت علامہ زینت المفسرین السید محمود آلوسی بغدادیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی ج جزء ۲۹ س ۶۸ مطبوعہ بیروت یہی واقعہ الفاظ کے معمولی ردوبدل سے بیان فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اہل بیت اطہار کے مختلف عنوانات کے تحت تذکرے موجود ہیں یہ وہ حقائق ہیں جن سے صرف نظر نہیں کی جا سکتی آقائے دو عالم ﷺ سے فاطمہ بتول سیّدہ نساء اہل الجنۃ کی اولاد کو الگ نہیں کیا جاسکتا نہ اولاد سیّدہ کو رحمت دو عالم ﷺ سے جُدا کیا جا سکتا جیسا کہ میرے آقاء مولا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے الحسین منی وانا من الحسین امتیاز کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں اشتراک ہو یہاں اشتراک ممکن نہیں لہٰذا امتیاز ہی امتیاز باقی ہے۔ دلائل کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں اشتباہ ہو بعض امور بغیر دلیل کے تسلیم کرنا بذات خود ایک دلیل ہوتی ہے۔ چند اشارات بکھیر کر میں اہل علم کو نظم کی دعوت دیتا ہوں میں ایک عقیدت مند کے ان اشعار پر اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ   کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول   من ودست دامان آل رسول

نیاز کیش مفتی محمد عبد العزیز عباسی

سابق رجسٹرار شریعت کورٹ

162

استاذالعلماء علامہ مفتی عبدالسلام قادری مد ظلہ العالی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ اہل اسلام پر یہ چیز واضح ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت ایمان کی اصل ہے خودسرکار کائنات ﷺ کا ارشاد ہے لا یومن احدکم اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ کہ اس وقت تک تم سے کوئی کامل ایمان والانہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے والد اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔ اور پھر آپ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ اہل بیت اطہار سے بھی محبت کی جائے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ(الشوریٰ) تم فرماؤ! کہ اس پر میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت پھر خود آپ ﷺ نے بھی اپنی اہل بیت سے اہل ایمان کو محبت کرنے اور ان کی تعظیم کا حکم فرمایا جس پر کتب احادیث میں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے لیکر آج تک ہر دور میں اہل ایمان نے محبت و تعظیم اہل بیت اطہار کو اپنے ایمان کا جز سمجھا اور اپنی اولادوں کو اسکی تلقین کی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں کسی بھی علاقہ میں چلے جائیں۔ سادات کرام کا ادب و احترام مسلمانوں کی فطرت میں موجود نظر آئے گا۔ اس لیے کہ یہ وہ خاندان عالیشان ہے جس کا نسب حضرت سیّدہ فاطمہؓ سے خود رسول اکرم نور مجسم ﷺ تک پہنچتا ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کا سلسلہ نسب آپ ﷺ

کی صاجزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جاری فرمایا اور اس خاندان کو دنیا کے باقی تمام خاندانوں پر شرف وفضلیت عطا فرمائی اور دیگر کوئی بھی قبیلہ اور فرد سادات فاطمیہ کا کفوء وہمسر نہیں۔ سادات کرام کے اسی شرف وفضل اور دیگر کسی قبیلے کے انکے ہمسر نہ ہونے کی بنا پر علماء کرام نے غیر سیّد سے سیّدہ کے نکاح کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔

۱) یہ کہ اسلام میں نکاح کے باب میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے اور لڑکی کے غیر کفو میں نکاح کی صورت میں اولیاء کو شرعاً حق اعتراض تفویض کیا ہے بنابراس بات کے کہ غیر کفوء میں لڑکی کا نکاح پوری قوم کیلئے باعث ننگ وعار ہے۔ شرح وقایہ میں ہے و تعتبر الکفاءۃ فی النکاح شرعاً یعنی شرعا نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے۔ غیر کفو میں نکاح کی صورت میں بعض فقہاء نے یہ حق کفایت بعض اولیاء کی رضامندی سے کل کی رضامندی تصور کیا ہے مگر امام ابو یوسف کے ہاں بعض اولیاء کی رضا کل کی رضا متصور نہ ہوگی جیسا کہ حاشیہ میں ہے۔ و قال ابو یوسف لا یسقط دفعاًللضرر عنهم فللو لی الذی هو مثله ان لا یرضیٰ لا نه حق الکل فلا یسقط الا برضا الکل۔ یعنی اگر کچھ اولیاء غیر کفو میں نکاح کی صورت میں رضامندی کا اظہار کر بھی دیں تو اس سے باقی اولیاء کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ معلوم ہوا کہ بعض اولیاء کی رضا کل کی رضا امام یوسف کے نزدیک متصور نہیں اور پھر سادات میں سے سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کی صورت میں خاندان سادات کے کل افراد کی رضا کا حصول ناممکن ہے اور پھر یہ ایسا حق ہے جس کا تعلق خود حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہے اور اس حق کا پامال کرنے میں آپ رضی اللہ عنہا کی تنقیص لازم ہے جو ایمان کے ضیاع کا باعث ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کرام

نے اس بارے میں امام حسن کی اس روایت پر فتوی دیا ہے جو انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے شرح وقایہ میں ہے روی الحسن عن ابی حنیفة عدم جوازه ای عدم جواز النکاح فی غیر کفوء علیه فتوی قاضی خان یعنی امام حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی روایت کی ہے اور اسی پر قاضی خان نے فتوی دیا ہے۔ کنز کے حاشیہ چلپی میں ہے۔ یجوز النکاح ان کان کفواً والا لا یجوز اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساالزمان و قال شمس الائمة روایة الحسن اقرب الی الا حتیاط۔ یعنی نکاح اگر کفو میں ہے تو جائز ہے اور اگر غیر کفو میں ہے تو اصلاً جائز نہیں اور یہی فساد زمانہ کی بنا پر فتوی کیلئے مختار ہے اور امام شمس الائمہ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ امام حسن کی روایت احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ اور دور حاضر میں عدالتوں میں انصاف پسند ججوں کے فقدان اور عادل قاضیوں کے عنقاء ہونے کی بنا پر عوام الناس کے مسائل شرعیہ میں عدم احتیاط کی وجہ سے بصورت اعتراض اولیاءکہاں انصاف ملنے کا امکان ہے اسی بنا پر اس قسم کے نکاح کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے اور یہی احتیاط اور تقوی کے قریب ہے اور جہاں سادات کرام کی محبت اور تعظیم ایمان کا جز لاینفک ہے وہاں سیّدہ سے نکاح کا تصور بھی مسلم معاشرہ اور عرف میں غلط تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر جملہ اہل ایمان و اہل طریقت کیلئے غوث زمان حضور اعلیٰ قاطع قادیانیت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا فتوی مبارکہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے اور بموجب حدیث رسول ﷺ کہ البرکة مع اکابر کم کے اسی فتوی پر عمل و قول معتبر ہے۔ اس مسئلہ پر فقیر نے فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد حسین

چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کی تصنیف کو بالاستیعاب مطالعہ کیا اور انکی اس علمی کاوش کو عوام وخواص کیلئے احترام سادات اور سیّدہ کے نکاح غیر سیّد کے مسئلہ کے بارے میں مفید پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے۔

امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیہ التحیۃ والتسلیم

خادم اہلسنت محمد عبدالسلام القادری

جامعہ غوثیہ مرکزی جامع مسجد کہوٹہ

۳۰۔۰۴۔۲۰۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوئی بھی صحت مند ذہن لوگوں کے مابین فرق مراتب کا انکار نہیں کر سکتا۔قرآن مجید کی متعدد آیات میں اولاد آدم ہونے کے باوجود انسانوں کے مابین فرق مراتب کا بیان انتہائی واشگاف الفاظ میں موجود ہے۔چنانچہ نبی و غیر نبی، صحابی و غیر صحابی، عالم و جاہل، اندھا و بینا، متقی و فاسق اور غلام و آزاد کی تفریق اسی قبیل سے ہے۔پھر محض تقویٰ کو ہی معیار فضیلت گردانا جائے تو وہ عورت جو تمام عورتوں سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے ازواج مطہرات سے افضل ہونی چاہیے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ قرآن نے بصراحت یہ اعلان کیا کہ کائنات بھر کی دوسری عورتیں ازواج مطہرات جیسی نہیں ہو سکتیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی دوسری شے بھی معیار فضیلت ہے جو اہل نظر سے مخفی نہیں اور وہ سراپائے فضائل محمد رسول ﷺ کی طاہر و مطہر ذات سے نسبت ہے جو معیار تقویٰ سے کہیں فائق ہے۔لہٰذا سادات کرام جو آپ ﷺ کا مقدس خون ہیں ان کے ہم کفو ہونے کا کون دعویٰ کر سکتا ہے۔اسی حقیقت کو حضور ﷺ نے بانداز احسن بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو۔کنانہ سے قریش کو۔قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو منتخب فرمایا اور میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندانی حوالے سے بھی سب سے افضل ہوں۔یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں نکاح کیلئے کفو شرط قرار دیا گیا ہے۔اور غیر کفو میں نکاح کے عدم انعقاد پر کتب فقہ میں بکثرت عبارات موجود ہیں۔

سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح اس لئے ناجائز ہے کہ غیر کفو میں ہے، پھر ادب و

احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سیّدہ سے غیر سیّد کا نکاح نہ کیا جائے۔اس کے باوجود بھی کوئی ایسا کرنے پر مصر ہوتو کہا جائے گا کہ ایسا کرنے سے بے ادبی اولاد رسول ﷺ کا شائبہ بہرحال موجود ہے۔اور حضور رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی جب کہ انکے درمیان شبہات ہیں جوان میں الجھا گویا وہ حرام میں جا پڑا۔لہٰذا سیّد زادی سے غبر سیّد کا نکاح بھی شبہات کی وادی میں گھسنے کے مترادف ہے۔

فاضل مصنف نے سیّدہ سے غیر سیّد کے نکاح کے عدم انعقاد پر محققانہ بحث کی ہے۔جس سے امید ہے کہ شکوک وشبہات کی گرد سے آلودہ فضا صاف ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔اور اس خدمت دین پر جزائے نوروسرورعطا فرمائے۔امین بحرمتہ سیّد المرسلین۔

عبدالحمید مدنی

خادم شعبہ علوم اسلامیہ

گلستان غوث اعظم ننکر سیداں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان اللہ رب العزت ہے۔ وما کان لکم ان توء ذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا زواجہ من بعدہ ابداً ان ذالکم عنداللہ عظیماً۔ (سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۳)

ترجمہ:۔ اور تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ تم رسول اکرم ﷺ کو اذیت دو (خواہ کسی طرح ہو) اور نہ یہ کہ تم نکاح کروان کو بیویوں سے ان کے بعد ابد تک اور بے شک اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی معصیت ہے۔

اللہ رب ذوالجلال نے اپنے حبیب لبیب کو تمام انبیاء ورسل میں ممتاز بنایا پھر آپ کے متعلقین اہل بیت پاک پر درود وسلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ پس آپ کی ذات سب ذاتوں سے افضل ہے اور آپ کا خاندان سب خاندانوں سے اعلیٰ اور آپ کے اہل بیت اطہار سب گھرانوں سے اشرف ہوئے جیسا کہ ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے۔

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشاً من کنانۃ واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفنی من نبی ہاشم فانا خیار من خیار (مسلم۔ ترمذی) بے شک اللہ جل مجدہ نے اسماعیلؑ کی اولاد سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا پس میں بہترین لوگوں میں سب سے بہترین ہوں۔

آپ ﷺ کا ایک اسم گرامی مصطفےٰ بھی ہے جس کے معنی ہے چنا ہوا جس طرح آپ بے مثل و بے نظیر ہیں اسی طرح آپ کے اہل بیت اطہار بھی بے مثل و بے نظیر ہیں۔ آج تک کسی نے اس خاندان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا مگر موجودہ دور

میں کچھ ناعاقبت اندیش اس عظیم خاندان کی عظمتوں کو مٹانے اور ان کی بیٹیوں سے شادیاں رچانے کی فکر میں ہیں۔ جب کہ قرآن وحدیث اور فقہائے اسلام نے مسئلہ کفو کی وضاحت فرمادی ہے۔

علامہ حصکفی درمختار میں رقمطراز ھیں (ویفتیٰ) فی غیر الکفوء (بعد جوازہ اصلاً) و ھو المختار للفتویٰ لفساد لزمان۔ (درمختار صفحہ ۴۰۹ جلد ۲)

آقائے دوعالم ﷺ نے وضاحت سے ارشاد فرمایا ہے۔

۱) عن جابر قال قال رسول ﷺ لا تنکحوا النساء الا من الا کفاء ولا یزوجھن الا الا ولیاء ولا مھر دون عشرۃ دراھم (مجمع الزوائد صفحہ ۲۷۵ جلد ۴)

۲) ترمذی شریف کی روایت ہے ثلاثۃ لا توخرھا و فیہ الا یم اذا و جدت کفوا۔ ہدایہ شریف میں ہے۔ و عن ابی حنیفۃ و عن ابی یوسفؒ انہ لا یجوز فی غیر الا کفاء۔

درج بالا آیت قرآنیہ واحادیث مبارکہ اور اقوال فقہائے عظام کی روشنی میں یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ سیّدزادی کا کفو کوئی بھی غیر سیّد نہیں ہو سکتا اور غیر کفو میں نکاح جائز نہیں۔ سادات گرامی امت مرحومہ کے سائبان ہیں انکی بیٹیوں کو مفروشہ بنانا ان کی تحقیر وتوہین ہے ان کی تحقیر درحقیقت ان کے جدّ اعلیٰ کی تحقیر ہے اور یہ کفر ہے۔

سیّد مظفر حسین شاہ کاظمی

مہتمم مرکزی انجمن جماعت اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احقر نے کتاب المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ مصنفہ مفتی کشمیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین چشتی کا بغور مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ موصوف نے تحقیق و تدقیق کا حق ادا کر دیا۔ راقم اور اس کے اسلاف اور جملہ مشائخ عظام چشت اہل بہشت کا یہی مسلک ہے کہ بتقاضائے ادب سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں۔ اور کوئی بھی غیر فاطمی سیّدہ فاطمیہ کا ہم کفو نہیں ہو سکتا۔ عظمت اہل بیت کے پیش نظر اور فساد زمان کے باعث فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے اس قسم کے نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل بحث فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔

صاحبزادہ محمد سلیم چشتی

سجادہ نشین عالیہ نڑاں شریف

ممبر علماء و مشائخ کونسل آزاد کشمیر

حضرت علامہ سیّدمظفر حسین شاہ خطیب گھوڑا گلی تحصیل مری

(مسلک دیوبند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باستدلال کتب اہل سنت وفقہ سیّدہ حسنیہ حسینیہ کا نکاح کسی غیر سیّد شخص سے ہرگز جائز نہیں اگر چہ عجمی، عربی، قریشی، ہاشمی، مطلبی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، ہو یا علوی۔ سیّدہ حسنیہ حسینیہ کا سوائے سیّد حسنی حسینی کے کوئی اور کفو نہیں اور غیر کفو میں بنا بر روایت مفتی بہا مختار للفتویٰ نکاح اصلاً منعقد ہوتا ہی نہیں جیسا کہ معتبر کتب حنفیہ میں موجود ہے۔

کما صرح بہ العلامۃ محقق الشامی وغیرہ۔ اہل بیت کے کچھ خصائص ہیں جو کسی دوسرے فرد میں نہیں پائے جاتے۔ کما قال علامہ یوسف نبھانی فی الشرف الموء بد لآل محمد ﷺ۔ قال الجلال السیوطی فی الخصائص و من خصائصہ ﷺ ان آلہ لا یکا فیھم فی النکاح احد من الخلق (صفحہ ۹۰) یعنی علامہ جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بے شک آپ ﷺ کی اولاد کا مخلوق میں سے کوئی بھی کفو نہیں۔

والعا شران یمنع نسائھم ان یتزو جن الا من اکفاء بشر فخص علی سائر النساء صیانۃ لا نسابھن و تعظیما لحرمتھن۔ علامہ یوسف بن اسمائیل نبھانی نے تو ثابت کر دیا کہ خلق میں کوئی فرد بھی سیّدہ حسنیہ حسینیہ کا کفو نہیں سوائے سیّد حسنی حسینی کے۔ لہٰذا سیّدہ حسنیہ حسینیہ کا نکاح کسی غیر فاطمی شخص سے ہرگز جائز نہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیے۔

رشفة الصادی من بحر فضائل النبی الهادی مصنفه الشیخ شہاب الدین مکی۔ رسالہ المسئلة الجیدة فی کفائة السیدة مصنفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین چشتی فقیر کی نظر سے گزرا۔ ماشاءاللہ مولانا نے بڑی تحقیق سے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے۔اور کتب احادیث اور کتب فقہ اہل سنت سے استدلال پیش کر کے اس اہم مسئلہ کو حل کر دیا۔

سیّد مظفر حسین شاہ کاظمی
خطیب گھوڑا گلی تحصیل مری

حضرت علامہ پیر ملک خورشید احمد قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔رسول کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا تھا۔کہ اے علی تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ نماز کا وقت جب آ جائے اور جنازہ جب تیار ہو جائے اور لڑکی جب تو اسکا کفو پا لے۔فقہائے کرام علیہم الرحمتہ نے تشریح کی ہے کہ کفو کے بغیر نکاح صحیح نہیں جملہ متون فقہ اتفاق رکھتے ہیں کہ الکفاءۃ تعتبر فی النکاح کہ نکاح میں کفو معتبر ہے۔کفاءت چھ اشیاء میں ہوتی ہے۔ا۔نسب ۲۔اسلام ۳۔حرفہ ۴۔حریت ۵۔دیانت ۶۔مال

عرب میں کفو نسب میں سمجھی جاتی ہے جب کہ عجم میں اسلام کافی سمجھا جاتا ہے۔اس لیے کہ عجمیوں کے نسب محفوظ نہیں۔اور نسب کے اعتبار سے سادات بنو فاطمہ کا کوئی ہم کفو نہیں۔کہ انہیں جملہ شرافتیں حاصل ہیں۔امام غزالی علیہ الرحمتہ نے احیاء العلوم میں بھی یہی لکھا ہے اور صواعق محرقہ میں ہے۔اشرف الناس اولاد فاطمہ لا نھم ینسبون الیٰ النبی ﷺ۔کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے لوگ اولاد فاطمہ ہیں کیونکہ وہ رسول کریم علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور انکی یہ نسبت دونوں جہانوں میں قائم ہے۔اس لیے کوئی بھی غیر سیّد اولاد فاطمہ یعنی سادات کا ہم کفو نہیں ہو سکتا۔لہٰذا انکی عزت و حرمت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔انکی ہمسری و برابری کو دعویٰ دارین میں ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔مولانا جامی بایں مرتبہ و مقام عرض کرتے ہیں بصدق وصفا گشت بے چارہ جامی۔غلام غلامان آل محمد ﷺ

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ۔ یعنی چھ قسم کے وہ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اور جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور ہر نبی مقبول الدعا ہے۔ (۱) کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا (۲) اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا (۳) جبراً قبضہ جمانے والا تا کہ انہیں عزت دے جنہیں اللہ نے ذلیل کیا اور انہیں ذلیل کرے جنہیں اللہ نے عزت دی (۴) اور اللہ کے حرام کو حلال سمجھنے والا (۵) اور میری ال کے متعلق وہ باتیں حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے (۶) اور میری سنت کا تارک۔ اس حدیث کے اس جملہ یعنی المستحل من عترتی ماحرم اللہ (مشکوٰۃ) اس کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی اولاد کی بے حرمتی اور ان پر ظلم و ستم کرنے والا مراد ہے۔ عترت رسول ﷺ اولاد فاطمۃ الزہرا ہے انکی تعظیم داخل فی الدین ہے جب قرب کعبہ کی وجہ سے حرم کی زمین کا احترام ہے تو قرابت مصطفےٰ ﷺ کی وجہ سے سادات کرام کا احترام یقیناً لازم ہے (اشعۃ اللمعات) اور غیر کفو میں رشتہ دینے سے فتنہ وفساد کا امکان ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے فقہاء نے غیر کفو میں نکاح کو ناجائز لکھا ہے۔ جس کی علت اولیاء کے لیے ننگ وعار ہے اور اس پر فتویٰ ہے اور امام احمد رضا خان بریلویؒ نے بھی اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ فان المدار علیٰ عار کہ کفو کا دارومدار توہین پر ہے۔ یعنی جہاں رشتہ دینا باعث استنقاص وتوہین سمجھا جاتا ہو وہاں نکاح جائز نہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اہل بیت نبوی کی عزت وحرمت کا خیال رکھیں اور قولاً وفعلاً ہر اس کام سے باز رہیں جس سے انکی شان رفیع میں توہین کا پہلو

نکلتا ہو۔ ارشاد رسول ﷺ ہے کہ الا و من مات علیٰ حب آل محمد مات مومنا۔ یعنی جو مر جائے آل محمد کی محبت میں وہ مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آل نبی کی عزت وعظمت کو برقرار رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

مفتی کشمیر حضرت علامہ مولانا محمد حسین چشتی گولڑوی نے اس موضوع پر محبت اہل بیت میں سرشار ہو کر جو کتاب لکھی ہے وہ یقیناً لائق داد و تحسین ہے اور مفتی صاحب موصوف کی محبت اہل بیت اور آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے کتاب مستطاب اس موضوع پر آپکی یادگار تصنیف رہے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطاء فرمائے اور ہم سب کو اہل بیت کے دامن کرم سے کامل وابستگی عطاء فرمائے۔

فقط

محمد خورشید احمد قادری

خطیب جامع مسجد حسنین کریمینؓ

مہتمم دار العلوم حسنین کریمینؓ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعدٗ

قارئین کرام دنیا میں صرف ایک موضوع ایسا ہے جس پر سب سے زیادہ کام ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ یعنی مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس خاص موضوع پر بھی مبذول رہے گی اور وہ ہے تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کا خاص عنوان۔ نیز یہ بھی بات مسلمہ ہے کہ تعلیم وتعلم سے جس طرح روز بروز موضوع کی اہمیت واضح ہورہی ہے وہاں شخصیات کا نکھار بھی اسی ہی چیز کا مرہون منت ہے۔ یعنی کسی شخصیت کے تعارف کا سب سے بڑا ذریعہ یا تو تقریر ہوتی ہے یا اسکی تحریر اور بہترین اسلوب تالیف وتدوین تاہم یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ بعض افراد زمانہ کو تالیفات پر ناز ہوتا ہے۔ جب کہ بعض اعلیٰ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن پر خود تالیفات ناز کرتی ہیں اور علم بھی رشک کرتا ہے۔ انہی نابغہ روزگار اور عظیم شخصیات میں مفتی کشمیر علامہ محمد حسین چشتی کا بھی شمار ہے۔ مفتی صاحب موصوف وطن عزیز پاکستان اور آزاد کشمیر میں عظیم روحانی اور علمی افراد میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔

قارئین کرام راقم کا تعارف بھی مفتی صاحب جیسی باکمال شخصیات سے بحوالہ جماعت اہل سنت وجماعت ہوا اور اسی مناسبت سے مختلف تقاریب میں آپکے مختصر اور جامع خطبات سننے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ چند ماہ قبل مظفرآباد میں جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام منعقد ایک تقریب میں خطبہ استقبالیہ کے حوالہ سے مفتی صاحب نے

جماعت اہل سنت کا تعارف اور انکی دینی اور علمی خدمات کے حوالہ سے تاریخی پس منظر میں دلائل قاطعہ کی روشنی میں جو مختصر اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا یقیناً اہل علم اور آزمودہ کار سیاست دان بھی ورطہ حیرت میں پڑھ گئے تھے۔ تالیف وتدوین میں مفتی کشمیر کمال درجہ کا تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں۔ انکی تصنیفات میں چند ایک کتب کا راقم نے مطالعہ کیا ہے۔ اور اسی تسلسل کے تحت مفتی صاحب نے زیر نظر کتاب سیّدہ سے نکاح کے عدم جواز کے موضوع پر لکھی ہے جو کہ اس وقت بالخصوص علماء اہل سنت کے درمیان بھی وجہ نزاع بنا ہوا ہے اور چند سطحی ذہن رکھنے والے حضرات اس سلسلہ کی تہہ تک پہنچے بغیر جواز کا فتوی دیتے ہیں اور اسکے پس منظر اور پیش منظر پر نظر رکھے بغیر عبوری نظر کے تحت فیصلہ صادر کر دیتے ہیں جو کہ یقیناً نسبت رسول ﷺ سے زیادتی کے مترادف ہی ہوسکتا ہے۔ تاہم مفتی صاحب نے زیر نظر کتاب میں مسئلہ مذکورہ کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دلائل کی روشنی میں قرآن وحدیث کے حوالہ جات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحث فرمائی ہے اور قارئین کی علمی تشنگی کو دور فرمایا ہے۔

قارئین کرام دور حاضر کے مولفین کو آپ دو اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ایک روائیتی اور عمومی دوسرا ادبی اور تحقیقی مصنف مئوخر الذکر مصنفین میں حضرت علامہ محمد حسین چشتی کا شمار بھی ہوتا ہےجنہوں نے انتہائی محنت اور مشقت سے اس کتاب کو ترتیب دیا اور مسئلہ کی نزاکت اور افادیت واہمیت کو زیر نظر رکھتے ہوئے بحث فرمائی بلاشبہ اب یقیناً ناظرین کے علمی ذوق میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ معاندین کیلئے بھی مکمل دلائل فراہم ہونگے۔ حضرت علامہ مفتی کشمیر مفتی محمد حسین چشتی عالم باعمل صوفی باصفا ہیں

اور آزاد کشمیر کی مشاہیر شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ آپ حضور ﷺ کے ارشاد مبارکہ کے مطابق اذا رؤا ذکر اللہ کے مصداق ہیں تو بے جانہ ہوگا بلکہ درست ہوگا۔

نیز یہ بات بھی یقیناً واضح ہے کہ حضرت موصوف کی تصنیفات کا مطالعہ ذوق علم میں اضافہ بھی کرے گا اور معاندین کے جواب میں مکمل راہنمائی فرمائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں بھی حضرت موصوف کے فیوضات سے مستفید ہونے کی توفیق دے۔آمین

ازقلم

خادم العلماء صاحبزادہ محمد بشیر رضوی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ کنور

من مضافاۃ مظفر آباد آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعظیم سادات فاطمیہ، اُمت مسلمہ میں غیر متنازعہ نظریہ ہے اس معاملے میں اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر دور حاضر تک اُمت مسلمہ میں فکری یگانگت نظر آتی ہے۔ اہل حال اسے اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں تو اہل قال بھی ساداتِ فاطمیہ سے نیاز مندی کو باعث نجات سمجھتے ہیں۔ اہل باطن اسے نسبت اولیٰ خیال کرتے ہیں تو اہل ظاہر بھی اسے بنیادی عقائد میں شامل رکھتے ہیں۔ غرض اُمت مسلمہ اول تا آخر سادات بنی فاطمہؓ سے نیاز مندی کا برملا اظہار و اقرار کرتی دکھائی دیتی ہے۔ زیر نظر تالیف آل رسول ﷺ سے مؤلف کی نسبت عقیدت ظاہر کرتی ہے۔ جس عرق ریزی سے مؤلف نے ترتیب و تدوین کی ہے۔ اس کی تحسین نہ کرنا بھی علمی تحقیق سے زیادتی ہوگی۔ کتاب کے آخر میں "ماخذ و مراجع" کے عنوان سے کتابیات کی فہرست میں 63 حوالے، مؤلف کی محنت کا ثبوت ہیں۔ اکابر علمائے کرام کے فتاویٰ کا ضمیمہ اس میں ایک اور خوبصورت اضافہ ہے۔ ایسی علمی کاوشیں ہوتی رہنی چاہییں تاکہ آنے والے ادوار میں بھی "تجدید ایمان" ہوتی رہے۔

بہ صدق و صفا گشت بے چارہ جامی

غلامِ غلامانِ آلِ محمد

اللھم صلی علی سیّدنا محمد نالنبی الامیّ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم

2 ذوالحجہ 1425 ہجری

یکے از غلام غلامان آل محمد ﷺ

قاضی محمد امین کاشف

خانقاہ

حضرت قاضی قطب الدین چشتی قادریؒ مظفر آبادی

خطیب عیدین مظفر آباد

تقریظ

گرامی القدر صدر احترام استاذ العلماء محقق دوراں یگانہ روزگار عالم بے بدل فخر اہل سنت مفتی کشمیر حضرت علامہ مولانا محمد حسین چشتی گولڑوی مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور آزاد کشمیر کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ علماء عصر میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، واعظ، مناظر اور درس و تدریس کا طویل تجربہ رکھتے ہیں فتویٰ نویسی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ترویج مسلک میں آپ کی سعی جمیلہ نا قابل فراموش ہیں۔ اس پرفتن دور میں جہاں قحط الرجال عروج پر ہے آپ کا وجود اہل سنت کیلئے غنیمت ہے زیر نظر کتاب المسئلۃ الجیدۃ فی کفاءۃ السیدۃ، بلاشبہ آپ کے علم و فضل، تحقیق و تدقیق اور محبت رسول ﷺ اور تحفظ ناموس آل رسول کا آئینہ دار ہے۔ کتاب کی تصنیف کی بدولت یقیناً آپ نے آل بیت اطہار کی دربار گہر بار میں بازیابی حاصل کر کے عظمت پائی۔ یہ آپ کا گراں قدر کارنامہ ہے۔ حق و سچ کے اس نظریہ کو جس طرح آپ نے دلائل و براہین سے سپرد قرطاس کیا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ زیر بحث مسئلہ پر کوئی پہلو آپ نے تشنہ نہیں چھوڑا۔ گویا یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ارواح کاملین بالعموم اور بالخصوص حضرت اعلیٰ گولڑوی کی مکمل توجہ سے آپ کے ذہن رسا میں مضامین اور دلائل جمع ہو رہے ہیں اور آپ سپرد قرطاس کر رہے ہیں آپ نے جس عرق ریزی اور وضاحت کے ساتھ مسئلہ (سیّدہ کا نکاح غیر سیّد کے ساتھ) کی حرمت کو بیان کیا یہ آپ کی علمی پختگی، بلند فکری، بالغ نظری اور عمیق مطالعہ کا واضح ثبوت ہے۔ اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیّد محمد اشرف شاہ کاظمی (ناظم امور دینیہ آزاد کشمیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک سیّد زادے کی فریاد

سیّد امتیاز کاظمی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

نسبتوں کا احترام مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز ہے، قرآن وسنت کی تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نسبت مصطفوی کا احترام جان ایمان وحاصل کائنات علم وعرفان ہے اور بغیر تعظیم رسالت نجات ناممکن ہے تو ارباب فکرونظر کو یہ بھی معلوم ہے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت وعقیدت فطری چیز ہے، دنیائے عشق ومحبت میں ہلچل مچادینے والا مجنوں گلی کے کتوں کے پاؤں اس لیے چومتا ہے کہ وہ کتے کبھی کبھی ان راہوں سے گزرتے ہیں جن پر لیلیٰ کے قدموں کے نشان پڑجاتے ہیں۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ مجنوں اس سے آگے نہ بڑھ سکا اور چشم فلک نے یہ بھی دیکھ لیا کہ سرورکائنات جان عالمین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی کے پیالے میں بول مبارک (پیشاب) فرمایا تو حضرت برّہ نے سرکار کا پیشاب مبارک پی لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا لقد احتظرت من النار بحظار اس نے یہ پی کر اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کرلیا ہے (طبرانی، بیہقی، خصائص کبریٰ) ام ایمن نے سرکار کا بول مبارک نوش فرمایا تو بارگاہ رسالت سے خوش خبری مل گئی سنو! انك لن تشتكى بطنك بعد يومك هذا ابداً آج کے بعد کبھی تمہارے پیٹ میں کوئی تکلیف نہ ہوگی (حاکم، دارقطنی، خصائص کبریٰ) کیا دنیا میں کسی محبوب کے محبّ وعاشق نے ایسا کیا ہے؟ قربان جائیے سرکار کے صحابہؓ کے

جذبہ عقیدت ووفا شعاری پر! لیکن یہ بھی سوچنا پڑے گا اگر بول (پیشاب) مبارک کی قدرو قیمت اتنی ہے کہ اس کے پی لینے سے دوزخ کی آگ حرام ہو جائے تو پھر ان لوگوں کی عظمت ورفعت کیا ہوگی، ان کا مقام کیا ہوگا جنکی رگوں میں خون رسول ﷺ گردش کر رہا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

بندۂ مومن کیلئے ہر اس چیز کا ادب واحترام فرض ہے جس کا تعلق کسی بھی پہلو سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے حتیٰ کہ فقہائے ملت اسلامیہ نے تو یہاں تک گوہر افشانی فرمائی ہے کہ لو قال لنعله نعیل یکفر (الحاوی، قاضی خان) یعنی وہ جوتی مبارک جس کو سرکار ﷺ کے قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہے اس جوتی کی توہین کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

دائرہ عشق محمد سے جو باہر نکلا　　　بات ایمان کی اتنی ہے کہ ایمان گیا

اگر سرکار ﷺ کے پائے اقدس سے مس ہونے والے چمڑے کی اتنی اہمیت ہے تو آل رسول ﷺ کا ادب واحترام ایک بندۂ مومن کیلئے کتنا ضروری ہوگا اور آل بھی ایسی جنکی محبت ومودت فرض ہے اور جنکے بارے میں زبان رسالت اعلان فرما رہی ہے عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لفاطمة ان الله غیر معذبك ولا ولدك (طبرانی مجمع الزوائد) حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے فاطمہ اللہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ یاد رہے کہ یہ خوش خبری صرف

سیّدہ کی اولاد کیلئے نہیں بلکہ عقیدت رکھنے والے غلاموں کیلئے بھی ہے۔عن جابر ابن عبداللہ قال رسول اللہ ﷺ انما سمیّت بنتی فاطمۃ لان اللہ فطمھا و فطم محبیھا عن النار(مسند الفردوس کنز العمال مسند فاطمۃ للسیوطی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ نے اسے اوراس سے محبت رکھنے والوں کودوزخ سے دور رکھنے کافیصلہ فرمالیا ہے۔

ھائے دل رو پڑے

ہزار ہا فتاویٰ جات ایک طرف ،سینکڑوں دلائل کا انبار الگ رکھ کر فیصلہ کیجئے کیا سیّدہ کائنات سے محبت وعقیدت رکھنے والا یہ گوارہ کرسکتا ہے کہ سیّدہ کا قلبِ اطہر رنجیدہ کرے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے جگر گوشہِ مصطفٰے ﷺ کی ناراضگی ہواور آپ کی عفت مآب صاحبزادیوں اور شہزادیوں یعنی سادات کی قلبی اذیت وذہنی رنجش ہو جبکہ رسول خدا ﷺ کافرمان بھی ہے۔ان اللہ یغضب لغضبک و یرضیٰ لرضاک (مستدرک طبرانی) یعنی سرکار ﷺ نے اپنی لختِ جگر کو مخاطب کرکے فرمایا!اے فاطمہ بے شک اللہ تعالٰی تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری خوشی پر خوش ہوتا ہے۔صوفیاء کرام اور علمائے حق نے سیّدزادی کے غیر سیّد سے نکاح کے ناجائز ہونے کی یہ علت بیان فرمائی ہے کہ اس سے اولادرسول ﷺ کو دکھ ہوتا ہے اور جو کام آل رسول ﷺ کی تکلیف وپریشانی کا باعث ہو وہ نقلاً وعقلاً حرام ہے۔غیروں سے ہمیں گلہ نہیں ہے،افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو نعلینِ حضور کو اپنے سروں کا تاج بنانے کی تمنا رکھتے ہیں،خاک طیبہ کا سرمہ لگانا اپنے لیے باعث نجات سمجھتے ہیں اور باوجود

اس کے اپنے علم و ہنر کی آڑ میں آل رسول ﷺ یعنی سادات کرام کے دلوں کو رنجیدہ کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں حرمت کیلئے نص صریح کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ایذائے رسول ﷺ بنصِ صریح حرام ہے چاہے اشارۃً ہو یا کنایۃً۔ احتمال قریب سے ہو یا بعید سے بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ بلکہ جس امر سے ایذائے رسول ﷺ کا صرف امکان بھی ہو وہ امر مباح ہونے کے باوجود حرام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں مفتی اسلام نے مرقات و شرح مسلم نووی کے حوالہ سے رقم فرمایا بہر حال ایسے حضرات کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ چند گزارشات پیش کرتا ہوں۔

گزارش نمبرا:۔ سیّدزادی کا غیر سیّد سے نکاح کرنے سے سادات کرام کی توہین اور بے ادبی ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ اسے اپنے اعلیٰ و ارفع خاندان کیلئے ذلت سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا اس لئے کہ جسے چوٹ لگتی ہے درد بھی وہی محسوس کرتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ زخم تو کسی اور کو آئے اور تکلیف کسی اور کو محسوس ہو یہ فیصلہ کرنے کا حق صرف سادات کو ہے کہ وہ اس طرح کے نکاح کو اپنی تذلیل کا باعث جانتے ہیں یا کہ نہیں؟ ایسے فتوؤں سے ان کو دکھ پہنچتا ہے یا نہیں؟ میں نے اس بارے میں مختلف علاقوں اور شہروں کے سادات سے گفتگو کی ہے، بزرگان دین کی مجالس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میں خالق کائنات کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں کہ آج تک کوئی سیّد ایسا نہیں ملا جو اس طرح کے فتویٰ کو بُرا نہ جانتا ہو۔ اور ایسا سن کر وہ پریشان نہ ہوتا ہو، جب کسی سیّد کے سامنے یہ کہا جائے کہ سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے تو اس کے چہرے کے تاثرات سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس

فتوے نے اس کے کمزور دل پر کتنی سخت چوٹ لگائی ہے۔اس قسم کے فتوے سے ہزاروں دلوں سے یہ صدا بلند ہوتی ہے' سادات تڑپ تڑپ کر گنبد خضریٰ کی طرف رخ کر کے فریاد کرتے ہیں' اے امت کے غمخوار آقا ہماری خاطر غاروں اور صحراؤں میں جا جا کر رونے والے آقا آپکے کلمہ' پڑھنے والے اپنے آپ کو غلامانِ رسول کہلانے والے کس قدر آپ کی آل کا دل دکھا رہے ہیں اور اہلِ بیت کی خداداد عزت وشرف کو کم کرنے کیلئے اپنے علم کا کتنا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچیے اگر کسی چوہدری اور راجے کی بیٹیوں کا ذکر ایسے کیا جاتا، تقریروں اور تحریروں میں ان کو موضوع بحث بنایا جاتا تو آج تک کیا سے کیا ہو چکا ہوتا اگر ہزاروں سیدزادیوں کی صدائیں کسی ایسے مفتی کے خلاف اپنے نانا جان کی بارگاہ میں پہنچ گئیں تو وہ نجات وشفاعت کیلئے کون سا دروازہ کھٹکھٹائے گا جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں من اذی اھل بیتی فقد حرم علیہ شفا عتی (الصواعق، نور الابصار) جس نے میرے اہل بیت کو دکھ پہنچایا اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

گزارش نمبر۲:۔ اس قسم کا فتویٰ دینے والے خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس بات سے سادات کرام کو تکلیف ہوتی ہے۔ لکھتے ہوئے خود محسوس کرتے ہیں کہ جب سادات میری تحریر پڑھیں گے تو ضرور پریشان ہوں گے تو کیا وہ لوگ جان بوجھ کر آل رسول کی اذیت کا سامان نہیں کر رہے ہے؟ ہوسکتا ہے کوئی یہ کہہ دے کہ شریعت کی بات کرتے ہوئے کوئی ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے ہم دین کی حفاظت کر رہے ہیں شرعی مسئلہ کی تحقیق کر رہے ہیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شریعت میں ایک مرد کو

چار شادیوں کی اجازت ہے مگر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کیلئے خاتون جنت موجودگی میں دوسرا نکاح کرنا ناجائز تھا، کیونکہ اس سے خاتون جنت کی تکلیف واذیت کا امکان تھا، اس وقت تو کسی نے نہیں کہا کہ حضرت علی شریعت کا دیا ہوا حق استعمال کررہے ہیں اس سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو ہوتی رہے حالانکہ خاتون جنت کی اذیت صرف ممکن تھی واقعہ نہیں ہوئی تھی اس لیے یہ مسئلہ بھی فقہائے کرام نے اخذ کیا ہے کہ کوئی کام فی نفسہ جائز بھی ہو مگر وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ایذائے رسول کا سبب بن سکتا ہو تو وہ بھی حرام ہوجاتا ہے اور اس نکاح میں خاتون جنت کے واسطہ سے ایذاءِ رسول کا امکان تھا۔

خبردار:

سیّدنا الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز اپنی حقائق و معارف سے لبریز تصنیف فتوحات مکیہ میں اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قطب کے اسرار میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر (مکرالٰہی) سے واقف ہوتا ہے۔ بعض اوقات کوئی شخص کسی سیّد کی بے حرمتی کرتا ہے، گستاخی کرتا ہے اور اس کا اپنا خیال یہ ہوتا ہے کہ میں شریعت کا دیا ہوا حق استعمال کررہا ہوں، حالانکہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی رکھتا ہے حقیقت میں خفیہ تدبیر اس کو ہلاکت تک لے جاتی ہے۔ فرماتے ہیں اہل بیت کی حرمت کا خیال نہ کرنے میں مکرالٰہی کی ایک صورت یہ ہے کہ تیرا خیال ہو کہ میں دین وشریعت کی حفاظت کررہا ہوں۔ نیز فرماتے ہیں ایسے بدبخت لوگ ان اہل بیت کا ادب بھی کرتے ہیں جن سے ان کو فائدے حاصل ہوتے ہیں حالانکہ یہ ادب نہیں بلکہ خواہش نفس کی پیروی ہے

کیونکہ اگر نسبت کا احترام ہوتا تو تمام اہل بیت کا احترام کرتے (فتوحات مکیہ باب ۲۹ الشرف المؤبد، فتاویٰ مہریہ ص ۱۳۳)

آج یہی صورت ہے، تحقیق کے نام پر نواصب و خوارج نیز بعض مجتہد کہلانے کی خواہش رکھنے والے مدعیان اہل سنت، آل رسول ﷺ کی مختلف طریقوں سے توہین و تنقیص کر رہے ہیں۔ شیخ اکبر نے اس سے بچنے کا طریقہ بھی لکھا ہے اور حقیقت میں انہوں نے اس مقام پر عظمت اہل بیت بیان فرما کر بہت سے حقائق منکشف فرمائے ہیں۔ اہل ذوق حضرات فتوحات مکیہ کے اس مقام کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری آل سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا۔

اے صاحبان علم و دانش:۔ بغض آل رسول ایسا لاعلاج اور خطرناک مرض ہے کہ اس کا انجام انتہائی بھیانک ہے۔ جو شخص شہر رسول کی خاک کو سرمہ بنانے کیلئے بیتاب ہو دیار نبی کے کانٹوں کو پلکوں پر سجانے کیلئے بے قرار نظر آئے آیا وہ اولاد رسول جگر پارہ ہائے نبوی کی اذیت ورنجش کا کیسے ارتکاب کر سکتا ہے؟ عن جابر قال خطبنا رسول الله ایھا الناس من ابغضنا اھل البیت حشره الله یوم القیامة یھودیاً فقلت یا رسول الله و ان صلی و صام؟ قال و ان صلی و صام (طبرانی مجمع الزوائد)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! جس نے ہم اہل بیت سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ کرے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ بھی

رکھتا ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر وہ نماز بھی پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو (اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا) ہمیں تسلیم ہے کہ دونوں طرف دلائل موجود ہیں مگر اس مسئلہ میں آپکا ادب واحترام رسول وآل رسول ﷺ کدھر چلا جاتا ہے۔ ادب واحترام ہی تو مسلک اہل سنت کا طرۂ امتیاز ہے۔اس مسئلہ میں امام اعظمؒ شافعیؒ، امام مالکؒ اور خواجہ گولڑویؒ کو اپنا رہبر ورہنما آپ کیوں نہیں بناتے؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ عالم کفوء ہوسکتا ہے۔اس سلسلہ میں اتنی گزارش ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ باوجود علم ظاہر وباطن کا بحر بیکراں ہونے کے عربی عورت کا اپنے آپ کو کفوء نہیں سمجھتے تھے لم یر نفسه کفوا للعرب (مبسوط سرخسی جلد ۵) تو پھر کوئی دوسرا شخص علم کی بناء پر سیّدہ فاطمیہ کا کیسے کفوء ہوسکتا ہے۔

گزارش نمبر۳:۔ آیئے اے محبان اہل بیت! گردش زمانہ کے ستائے ہوئے خاندان نبوت کی بہتری کیلئے کوئی کام کیجئے۔ان کے درد بانٹیے۔ان کے سر کو ڈھانپنے کا انتظام کیجئے۔خاتون جنت کی شہزادیوں کو رداؤں کے نذرانے پیش کیجئے تاکہ محبوب خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔سادات کرام ہر اس عالم کیلئے دل کی گہرائیوں سے دعا کرتے ہیں جو ان کے ناموس کے تحفظ کی بات کرتا ہے۔اور ہر اس شخص سے بیزار و متنفر ہوجاتے ہیں جو اس کے جواز کی بات کرتا ہے۔

کافی ہے انجمن کو جگانے کے واسطے ۔۔۔ یہ داستان جو قصہء مختصر میں ہے

الحمدللہ!

راقم الحروف کے مرشد طریقت حضرت خواجہ سیّد غلام معین الدین شاہ گیلانی

رضی اللہ عنہ المعروف بڑے لالہ جی گولڑوی، اور اساتذہ کرام بالخصوص ملک المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر سیّد غلام محی الدین شاہ کاظمی سلطانپوری قدس سرہ اور محسن اہل سنت قبلہ عالم شیخ الحدیث حضرت پیر سیّد حسین الدین شاہ سلطانپوری کاظمی چشتی قادری مدظلہ العالی کا بھی در یں مسئلہ یہی موقف ہے میرے سامنے ان ہر دو حضرات نے سائلین کے استفسار پر یہی ارشاد فرمایا کہ سیّد زادی کا غیر سیّد سے نکاح جائز نہیں ہے۔

آخر میں مصنف کتاب ھذا مجاہد تحریک تحفظِ ناموس آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ مفتی محمد حسین چشتی گولڑوی دامت فیوضہ القدسیہ کو دل کی گہرائیوں سے اپنی طرف سے اور جمیع سادات کی طرف سے ھدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس نازک دور میں یہ ایمان افروز قدم اٹھایا۔ یقیناً یہ کاوش اہل بیت کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اس کتاب کے سلسلے میں تعاون کرنے والے ہر شخص کے اللہ تعالیٰ دونوں جہان اچھے فرمائے۔

خادم العلم والعلماء

سیّد امتیاز حسین شاہ کاظمی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

مسئلہ نکاح سیّدہ اور مسلک اکابر

استاذ العلماء مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی نقشبندی

نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند دن پہلے حضرت علامہ سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب ساکن سیالکوٹ ایبٹ آباد (خطیب النور کالونی، جہاز گراونڈ راولپنڈی) اور جناب سیّد علی اکبر گیلانی صاحب چند احباب کے ہمراہ فقیر کے پاس دارالعلوم غوثیہ رضویہ میں تشریف لائے، آپ کے پاس سیّدہ فاطمیہ کے غیر سیّد سے نکاح کے عدم جواز پر کتاب کا مسودہ تھا جس پر تقریظ لکھنے کیلئے فہمائش کی گئی۔ فقیر نے عرض کیا کہ ہمارے علاقہ چھچھ حضرو ضلع اٹک کی نامور علمی شخصیت حضرت قاضی غلام جیلانی ؒ نے اس مسئلہ پر ایک مدلل و جامع کتاب " حق الایضاح فی شرطیۃ الکفوء للنکاح" تصنیف فرمائی ہے جو آج سے تقریباً ۹۳ سال قبل ۱۳۳۴ ہجری میں طبع ہوئی تھی اس کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ سیّدزادی کے ساتھ غیر سیّد سے نکاح کے ناجائز ہونے کو ثابت کیا گیا، اس کتاب پر (عرب وعجم) مکہ معظّمہ مدینہ منورہ بریلی شریف سہارنپور دیو بند، اٹک راولپنڈی ہزارہ صوابی وغیرہ کے تقریباً 200 جید علمائے حق اور مشائخ عظام اولیاء کرام کی تصدیقات ودستخط موجود ہیں جن میں اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا خان بریلویؒ، قطب وقت فاتح مرزائیت سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، جیسی شخصیات شامل ہیں تاہم بندہ ناچیز بھی تعمیل حکم کے طور پر چند کلمات پیش کر رہا ہے قال رسول

اللہ ﷺ لا تنکحوا النسآء الا من الاکفاء و لا یزوجن الا الا ولیآء ہدایہ میں ہے واذا زوجت المرءۃ نفسھا من غیر الکفوء ......الخ ص ۳۲۰ الکفاءۃ معتبرۃ فی الرجال للنساء للزوم النکاح عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱ و فی الینابیع والعالم کفوء للعربیۃ والعلویۃ و الاصح انہ لا یکون کفوا للعلویۃ غایت السروجی ص ۲۹۰ ظاہر روایت میں تو نکاح درست ہے مگر ولی کو توڑ دینے کا اختیار ہے اور نوادر کی روایت میں اول ہی سے نکاح باطل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور آل رسول ﷺ کے ادب واحترام کا تقاضا بھی یہی ہے

اہم تجویز:

میری اپنی تجویز یہ ہے کہ سادات گرامی بھی غیر قوموں میں نکاح سے اجتناب کریں اگرچہ ان کیلئے جائز ہے لیکن اس طرح دوسری قوموں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے بچنے کا یہ موثر طریقہ ہے۔

احقر

محمد صدیق

مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ

خالو تحصیل غازی ضلع ہری پور

تاثرات

پیکر اخلاص مجسمہ ادب حضرت قاضی محمد رئیس احمد قادری مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ قادریہ ڈھوک قاضیاں شریف، رَوات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حضرت سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب کی ذات ستودہ صفات ہمارے لیے باعث فخر ہے آپ ایک ایسے نوجوان ہیں، جو ہمارے اسلاف کی یادگار ہیں آپ علم، حلم، تقویٰ غرضیکہ بیحد وحساب خوبیوں کے حامل ہوتے ہوئے بھی عاجزی وانکساری کا مجسمہ ہیں مجھ ننگ اسلاف پہ خصوصی شفقت فرماتے ہیں چند یوم قبل آپ نے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ آپ حضرت علامہ مفتی محمد حسین چشتی، مہتمم دارالعلوم سنی حنفی عباسپور کی تصنیف لطیف" المسئلة الجیدة فی کفائة السیّدة" کی اشاعت کا اہتمام فرمارہے ہیں۔ آپ نے مجھے اس کتاب کے حوالے سے تاثرات لکھنے کا حکم دیا سیّد صاحب کا فرمان عالی سرآنکھوں پر لیکن یہ معاملہ میرے لیے تو بہت بڑی آزمائش کا باعث بن گیا اس لیے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مجھ جیسا گنہگار اس قابل کہاں ''کفائۃ السیدۃ'' جیسے نازک موضوع اور اتنی اہم کتاب پر موزوں الفاظ میں اپنے تاثرات پیش کر سکے۔ بالآخر سوچا کہ قبلہ شاہ صاحب کا حکم ہے یہاں سر تسلیم خم کرنا ھی تقاضائے ایمان ہے چونکہ اھل بیت پاک کے ناموس کے تحفظ کا معاملہ ہے لہٰذا چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ تحریر کر دینا ساداتِ کرام کے ساتھ اپنی نسبت کو مضبوط

سے مضبوط تر بنانے اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی رضا کے حصول کا سبب بنے گا۔
میرا تو عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ تو مجھے اپنے ماں باپ سے پیدائشی طور پر ورثے میں ملا ہے کہ ایمان حُبِ رسول اللہ ﷺ کا دوسرا نام ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ آپ سے منسوب ہر ہر شے، مقام، اور شخصیت سے بالخصوص آپ کے اہل بیت پاک سے بھی محبت کی جائے اور محبت بھی ایسی ہو جو کائنات کی ہر شے یہاں تک کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ اہل بیت کے ساتھ محبت اصلاً حضور ﷺ سے محبت ہے۔ یہ وہ بارگاہ پاک ہے جہاں محبت بیباک نہیں ہوا کرتی بلکہ ادب کی پابند ہوا کرتی ہے۔ محبت اور ادب کے یہی حسین اور پاکیزہ جذبے ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ سیّدہ کے غیر سیّد کے ساتھ نکاح کے حوالے سے اپنے دل، زبان اور قلم کو محتاط رکھیں کیونکہ یہاں دل کی ذراسی بھی غفلت، زبان کی ذراسی بے احتیاطی اور قلم کی ذراسی بھی جنبش متاعِ ایمان کیلئے خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ ''دانش جدید'' کے علمبردار تو ویسے ہی ہمارے جسم و جان اور ہمارے ماحول اور معاشرے سے روحِ محمد ﷺ کو نکالنے کیلئے ہر لمحہ بیتاب نظر آتے ہیں۔ اب صورتحال اتنی نازک ہو چکی ہے کہ ''کفاءۃ السیّدۃ'' جیسے اہم موضوع کے حوالے سے بڑے بڑے علمی اور روحانی خانوادوں کے بعض افراد بھی ادب کی حدوں سے تجاوز کر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ میدان ہے جہاں عقل و خرد کی روشنی کام نہیں دیتی بلکہ یہاں سلامت رہنے کیلئے اپنے آپ کو بقول اقبال جنون کی کیفیات میں گم کرنا پڑتا ہے اور اپنے آپ کو عشق کی آگ کے دھکتے ہوئے شعلوں کی نذر کرنا پڑتا ہے۔ الحاد کی تند و تیز ہواؤں کی موجودگی میں خانوادہ

رسالت ﷺ کے فرد فرید جناب سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی نے وقت کی آواز پر لبیک کہا ہے اور زیر تبصرہ کتاب کی اشاعت کی وساطت سے ہمیں وہ سامان فراہم کیا ہے جس کے طفیل ہم متاع ایمان کو بکھرنے سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ تاجدار مدینہ ﷺ کے نعلین پاک کے صدقے قبلہ شاہ صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے اور بارگاہ رسالت ﷺ سے ملنے والے فیوضات کو وسیع پیمانے پر تقسیم کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ امین ثم امین

کوچہء سادات کرام کا ایک گدائے بے نوا

محمد رئیس احمد قادری

ڈھوک قاضیاں، موضع تخت پڑی، تحصیل و ضلع راولپنڈی

۸ رمضان المبارک ۱۴۲۷ ہجری

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۶ء

حضرت علامہ محمد حنیف قریشی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

محسن اہل سنت حضرت قبلہ مفتی محمد حسین چشتی گولڑوی دامت برکاتہ القدسیہ کی تصنیف لطیف المسئلة الجیدة کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ گرامی قدر علامہ سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب نے اس پر تاثرات لکھنے کا حکم دیا، ایک کم علم و بے بضاعت انسان کیلئے ایسی علمی تحقیق کے بارے میں اظہار رائے کرنا مشکل امر ہے تاہم مسئلہ ناموس خاندان رسول ﷺ کا ہے لہٰذا اس نیت سے کہ بارگاہ سیدہ زہراء سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا میں مقبولیت ہو جائے اور میری بخشش و شفاعت کا سامان ہو جائے چند الفاظ تحریر کر رہا ہوں۔ مقصد کسی کی دل آزاری نہیں ہے۔

چند سالوں سے عوام و خواص کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث ہے مجوزین و مانعین دونوں کی طرف سے مختلف رسائل، اشتہارات اور بعض ضخیم کتب منظر عام پر آئی ہیں۔ منع کرنے والے بھی اہل سنت ہیں اور جائز قرار دینے والے بھی بدقسمتی سے مدعیان اہل سنت ہی ہیں یوں یہ سلسلہ روز بروز آگے بڑھ رہا ہے مجھ پر کئی محافل میں سوالات کیے گئے اور موقف کی وضاحت طلب کی گئی جن کے موقع پر مناسب جوابات بھی حسب توفیق دیئے گئے۔ آخر اس مسئلے پر تحقیق کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ کیا دنیا میں اور کوئی موضوع تشنۂ تحقیق نہیں تھا جس پر خامہ فرسائی اور بحث و مباحثہ کیا جاتا؟ درحقیقت آل رسول ﷺ اور ان سے محبت کرنے والے ہمیشہ سے

آزمائشوں سے دوچار رہے ہیں مختلف ادوار میں مختلف طریقوں اور ہتھکنڈوں سے خاندان نبوت کوستایا جاتا رہا، کربلا کی دردناک تاریخ ہمارے سامنے ہے کہ گلشن نبوت کے نازک پھولوں کو کس بے دردی سے مسلا گیا۔ لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے دیگر افرادِ خاندان کو قیدی بنا کر گلی کوچوں اور بازاروں میں جلوس نکالے گئے۔ زنجیروں میں جکڑ کر دربار یزید پلید میں پیش کیا گیا جس گھرانے نے دنیا والوں کو کفن کا نظام دیا اُس کے شہیدوں کی لاشیں کئی دن تک بے گوروکفن پڑی رہیں

جس نے بچایا خلق کو دوزخ کی آگ سے

افسوس اُس کی آل کے خیمے بھی جل گئے

دربار شام میں بھی ایک یزیدی کتے نے سیّدہ سکینہ بنت امام حسین علیہما السلام کی ذات پاک کے بارے میں اس قسم کی خواہش کا اظہار کیا، تو سیّدہ زینب علیہا السلام نے انتہائی غیظ وغضب کا اظہار فرماتے ہوئے اُس گستاخ کا منہ بند کروایا۔ اگرچہ بعض جگہوں پر قرون اولی میں ظالم و جابر حکمرانوں کی رضا و رغبت سے چندواقعات رونما ہوئے مگر جہاں تک ممکن تھا خاندان نبوت نے اپنے امتیازات وخصائص کو محفوظ رکھا امام المورخین ابو الفرج اصفہانی المتوفی ۳۵۶ ہجری نے اپنی تصنیف مقاتل الطالبین میں اور الشیخ جمال الدین احمد الحسنی المتوفی ۸۲۸ ہجری نے عمدۃ الطالب میں نقل فرمایا سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے حضرت عیسٰی موتم الاشبال بن امام زید شہید حضرت ابراہیم بن عبداللہ المحض کی شہادت کے بعد حکومت کے ظلم وستم سے تنگ آ کر لوگوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے اور کوفہ میں لوگوں کے گھروں میں پانی

بھرتے تھے وہیں پر آپ نے شادی بھی کر لی مگر کسی کو نہیں بتایا کہ میں خاندان رسول ﷺ سے ہوں آپ کی ایک صاحبزادی جب جوان ہو گئیں تو ایک شخص نے جو آپ کی سیرت و کردار سے واقف تھا اپنے گھر میں مشورہ کیا کہ اس پانی لانے والے کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے مانگا جائے آپ کو جب اطلاع ملی تو آپ خاموش ہو گئے کسی کو بتا بھی نہیں سکتے تھے کہ میں سیّد ہوں بہت پریشان ہوئے کہ سیّد زادی بیٹی کو کس طرح غیروں میں بیاہا جائے آپ نے رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی اے اللہ میری بیٹی کو واپس لے لے آپ کی دعا قبول ہوئی اور اسی وقت بیٹی کی وفات ہو گئی اصفہانی کی روایت کے مطابق بعد میں آپ نے فرمایا فلم اقدر علی اخبارھا بان ذالک غیر جائزٍ ولا ھو بکفءٍ لھا میں بتا نہیں سکتا تھا کہ سیّد زادی کا غیر سیّد سے نکاح ناجائز ہے اور وہ لڑکا اس کا کفو نہیں ہے اس کے بعد آپ بہت زیادہ روتے تھے ایک جاننے والے نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اتنے بہادر انسان ہو کر اتنا رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرا رونا جدائی کی وجہ سے نہیں ہے میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ میری بیٹی دنیا سے چلی گئی مگر اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ انما ابکی رحمۃ لھا انھا ماتت ولم تعلم انھا فلذۃ من کبد رسول اللہ ﷺ (مقاتل الطالبین صفحہ ۴۱۰ مطبوعہ مصر عمدۃ الطالب صفحہ ۲۸۷)

امام عیسیٰ بن زید نے بچی کی موت تو گوارا کر لی مگر غیروں کے ساتھ نکاح گوارا نہ کیا۔ قابل غور مقام یہ ہے کہ اہل بیت کی شان کسی عام انسان کی سمجھ میں نہیں

آسکتی۔ابن جوزی مناقب احمد بن حنبلؒ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے حضرت مولا مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایاھو من اھل بیت لا یقاس بھم احد مولا مرتضیٰ کا تعلق اس گھرانے سے ہے جس کا عام لوگوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا یہاں حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا! نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد۔ (ذخائر العقبی ص ۱۷)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں فلو کشف اللہ لك یاولی عن منازلھم فی الآخرۃ لو ددت ان تکون مولیً من موالیھم۔ اے دوست اگر اللہ تیرے پردے ہٹا دے اور مقام اہل بیت تجھے نظر آ جائے تو تیری تمنا ہوگی کہ کاش تو ان کے غلاموں کا بھی غلام ہوتا (مکتوبات طیبات مکتوب نمبر ۳۳۶)

نیز سیّدنا خواجہ گولڑویؒ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی شان بعض قلندران اویسیہ سے پوچھنی چاہیے یعنی جو لوگ براہ راست سینہ نبوت سے فیض حاصل کرتے ہیں وہ مقام اہل بیت سے کچھ نہ کچھ واقف ہو سکتے ہیں (ملفوظات مہریہ ملفوظ نمبر ۱۶۱) معلوم ہوا کہ اہل بیت کا مقام بہت بلند ہے لہذا کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا نیز اولاد فاطمہ علیہا السلام کی محبت دراصل رسول ﷺ کی محبت ہے اور ان کی دشمنی حضور ﷺ کی دشمنی ہے

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی "البحر المورود" میں لکھتے ہیں ایک شخص کا شف المغیر ۃ نے ایک سیّد زادے کو تھپڑ مار دیا اسی رات خواب میں دیکھا حضور ﷺ اس سے ناراض ہیں عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں۔

فرمایا! تو مجھے مارتا ہے حالانکہ قیامت کے دن تو میری شفاعت کا محتاج ہوگا اس نے عرض کیا! اے اللہ کے محبوب میں آپ کو کیسے مار سکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا! تو نے میرے بیٹے کو نہیں مارا بلکہ مجھے مارا ہے اور ساتھ ہی کپڑا اٹھا کر دکھایا تو بازو مبارک پر نشان پڑا ہوا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کسی شخص نے ایک سیّد کو کھدر کا معمولی کپڑا تحفہ دیا اسی رات کو حضور ﷺ کی زیارت ہوگئی دیکھا کہ وہی کپڑا حضور ﷺ پہنے ہوئے ہیں وہ شخص بڑا پریشان ہوا بیچارہ بہت رویا کہ اگر مجھے اس بات کا پتہ ہوتا تو میں زیادہ قیمتی اور اعلیٰ کپڑا پیش کرتا اس کے بعد خواجہ سیالویؒ نے فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ سیّد کی خدمت کرنے والا محبوب کبریا ﷺ کا منظور نظر ہوتا ہے (انوار قمریہ ص ۹۹) ان دو واقعات سے معلوم ہوا کہ سادات کو خوش کرنے سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے ہیں اور ان کو تکلیف دی جائے تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا یہ بیان بھی قابل غور ہے کہ میری پھوپھی صاحبہ اپنے گھر میں لڑکیوں کو پڑھایا کرتی تھیں ایک مرتبہ ایک سیّد زادی بچی ان کے پاس پڑھنے کیلئے آئی اسی رات پھوپھی صاحبہ نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کی تو آپ فرما رہیں تھیں "دیکھو میری بچی کو محبت سے پڑھانا" تھانوی صاحب لکھتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ اللہ والوں کو اپنی اولاد کا خیال رہتا ہے اور حضور ﷺ کو کہیں زیادہ خیال ہے جیسا کہ واقعہ کربلا کے دن ابن عباس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ پریشان حال ہیں جسم مبارک غبار

آلود ہے اور ہاتھوں میں خون سے بھری ہوئی شیشی ہے فرماتے ہیں! میں حسین علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کا خون جمع کر کے آ رہا ہوں (امام اعظمؒ شہید اہل بیتؓ از مفتی شریف اللہ الکوثری دیوبندی) سیّدہ کے غیر سیّد کے ساتھ نکاح کے مسئلہ کو اچھالنا آل رسول ﷺ اور انکے عقیدت مندوں کیلئے آزمائش و امتحان کی ایک کڑی ہے ہر دور میں اس پاک گروہ کی دشمنی میں بہت کچھ لکھا گیا ان کے فضائل و مناقب کو متنازع بنانے کی کوشش کی گئی طرح طرح سے ان کو ستایا گیا مگر اہل بیت پاک نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اگر کسی اور خاندان کی بیٹیوں کا ذکر یوں کیا جاتا، گھٹیا لوگوں کے ساتھ نکاحوں کی باتیں چھیڑی جاتیں، اخبارات میں مضامین لکھے جاتے تو نہ جانے کیا سے کیا ہو چکا ہوتا۔ بعض بدبختوں اور ملعونوں نے تو بے شرمی و بے غیرتی کی انتہا کر دی اور یہاں تک بکواسات کر دیئے کہ سیّدزادی کا نکاح موچی اور جولا ہے کے ساتھ بھی جائز ہے (معاذ اللہ) مجھے یہ کہتے ہوئے کسی قسم کا ڈر نہیں اس لیے کہ اگر آل نبی ﷺ کا گستاخ و بے ادب ملعون نہیں ہے تو دنیا میں اور کون ملعون ہوگا؟ منطق و فلسفہ کے پیچ و تاب میں سب کچھ نہیں ہوتا نسبت نبوی کا احترام بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ رسول عربی ﷺ کی وہ شہزادیاں جن پر نمازوں میں درود و سلام پڑھا جائے، راتوں کو انہیں فرش غلیظ بنانے کا مشورہ دیا جائے، دن کے وقت منبروں پر آیت مودت اور حب رسول ﷺ کا درس دیا جائے اور راتوں کو رسول ﷺ کی شہزادیوں پر سواری کی جائے (معاذ اللہ) یہ کہاں کا ایمان ہے؟ کونسی خدمتِ اسلام ہے؟ کیا کوئی اہل ایمان یہ گوارا کر سکتا ہے کہ خاک مدینہ منورہ کو راستے کی عام مٹی میں ملا دے؟ یا آب زم زم کو برتن

دھونے والے پانی میں ڈال دے؟ تو سوچیئے کیا خونِ رسول ﷺ کا مقام معاذ اللہ مٹی سے بھی کم ہے؟ اپنا تو ایمان وعقیدہ ہی یہ ہے!

ہاتھ سے دامن نہ چھوٹے مصطفےؐ کی آل کا
اس گھرانے کے علاوہ تیرا میرا کون ہے
پنج تن کا چاہنے والا ہوں کوئی مجرم نہیں
دنیاوالو! ان سے اچھا ان سے اعلیٰ کون ہے

بعض حضرات کہتے ہیں کہ عالم ہو تو سادات کا کفو ہو سکتا ہے۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ وصف علم کی بناء پر کسی عام شخص کو خونِ رسول ﷺ کے ساتھ برابر کر دیا جائے جبکہ علم وصف ہے اور کسبی چیز ہے نسبِ رسول ﷺ کی فضیلت موھوبی ہے ملفوظات مہریہ کے حوالے سے زیر نظر کتاب میں قبلہ مفتی صاحب نے نقل فرمایا ہے کہ کوئی شخص ریاضت ومجاہدات کی وجہ سے یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا تو پھر ان کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں لا یجوز للعالم والمتقی ان یصد رای مجلس مقدما علی السیّد الامی والا ب الامی لانہ اساء ۃ فی الدین عالم اور متقی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ محفل میں غیر تعلیم یافتہ سیّد یا ان پڑھ باپ سے آگے بیٹھے کیونکہ یہ بے ادبی ہے (عزیز المعظم فی اکرام المکرّم) نیز خواجہ گولڑویؒ فرماتے ہیں علم کی بغیر عمل کے کوئی وقعت نہیں اس کے برعکس اہل بیت کا شرف ذاتی ہے (ملفوضات مہریہ ملفوظ ۱۸۱) نیز عالم کیلئے صدقات وخیرات وزکوۃ جائز اور سیّدہ کیلئے زکوۃ حرام ہے تو برابر کیسے ہو سکتے ہیں اور امام غزالیؒ نے تو فیصلہ کن بات کر دی

لایجبر فضیلة نسب رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم بفضیلة اخری وماوراء ذلك فقد تقتضی العادة بجبرنقیصته، بحیث ینتفی العار نسب رسول ﷺ کی کمی کو کسی دوسری فضیلت کی وجہ سے پورا نہیں کیا جا سکتا عادت کا تقاضا ہے کہ کسی ایک فضیلت کی کمی کسی دوسری فضیلت کی وجہ سے پوری ہوسکتی ہے ۔اس کا جبر نقصان ہوسکتا ہے مگر نسب رسول جس میں نہ ہو وہ کسی دوسری فضیلت کی وجہ سے مکمل نہیں ہوسکتا (الوجیز للامام الغزالی) ان پڑھ آدمی چند سال محنت کر کے اچھا عالم بن سکتا ہے لیکن جو سیّد نہ ہو وہ ساری زندگی محنت کر کے سیّد نہیں بن سکتا لہذا اس بات کا کفو بھی نہیں ہوسکتا۔

پھر غور کا مقام یہ ہے کہ مرد حاکم ہوتا ہے بیوی محکوم ہوتی ہے اس پر شوہر کے حقوق لازم ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا النکاح رق نکاح ہے ایک قسم کی غلامی ہے دیکھو تم اپنی بچی کو کس کی غلامی میں دے رہے ہو۔ ھدایہ میں ہے لانها مملوكة والزوج مالك بیوی مملوکہ اور شوہر مالک ہوتا ہے۔لہذا جب نکاح غلامی ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو زیب دیتا ہے کہ اپنے آقا کی شہزادیوں کو لونڈیاں اور محکوم بنا کر ان کی عزت و ناموس کی دھجیاں اڑائیں؟ اُن سے گھر کے ہر قسم کے کام کاج کروائیں، خدمت کروائیں اور ساتھ ساتھ غلامی رسول ﷺ میں موت قبول کرنے کے جھوٹے نعرے بھی لگائیں۔فیا للعجب و لضیعة الادب، ایمان والوں کے نزدیک تو اس طرح کا تصور کرنا بھی حرام ہے، بد بخت و محروم ازلی لوگ ہی اس طرح کی جسارت کر سکتے ہیں جیسا کہ ایک جواز کا فتویٰ دینے والے

مولوی کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا مہر علی شاہ گولڑویؒ نے فرمایا ایسے گستاخ اور بے ادب ہمارے پاس آنے کا حوصلہ نہیں رکھتے جو لوگ عترت نبوی سے بے ادبی کرتے ہیں وہ ازلی بد بخت ہیں نہ وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور نہ ہی ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ (ملفوظات مہریہ، ملفوظ ۱۸۱)

بعض بزرگوں کی زبانوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس طرح تو سادات کیلئے الگ شریعت ہو جائے گی۔ عرض ہے کہ اسی شریعت میں سادات کیلئے زکوٰۃ حرام ہے غیر سادات کیلئے جائز ہے تو کیا خیال ہے دونوں کیلئے شریعت جدا ہے؟ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر، بیٹی کا نصف حصہ بیٹے کا پورا حصہ تو کیا عورتوں اور مردوں کیلئے الگ الگ شریعت ہے؟ لونڈی اور آزاد عورت کے پردے میں فرق ہے، غلاموں اور آزادوں کے احکام مختلف ہیں تو کیا سب کیلئے الگ الگ شریعت ہے؟ خلافت کے حق کیلئے قریشی ہونا ضروری ہے جو قریشی نہ ہو وہ مسلمانوں کا خلیفہ نہیں بن سکتا! تو کیا قریش اور غیر قریش کیلئے الگ الگ شریعت ہے؟ خدارا خاندان رسول ﷺ کی فضیلتوں کا انکار کرتے ہوئے اتنے آگے نہ نکل جائیں کہ اسلام کے سارے نظام پر اعتراضات کا دروازہ کھول دیا جائے۔

﴿قابل توجہ امر﴾

ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی سے نکاح حرام ہے اس کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے امام رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

ذکر العلماء ان السبب لهذا التحريم ان الوطاء اذلال واهانة فان الانسان

یستحی من ذکرہ و لا یقدم علیه الا فی الموضع الخالی و اکثر انواع الشتم لا یکون الا بذکرہ و اذا کان الامر کذالك و جب صون الا مہات عنه الخ نکاح کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نسل کو چلانے کیلئے عورت سے ہمبستری (صحبت) کی جائے اور ہمبستری میں عورت کی توھین اور ذلت ہے کیونکہ وہ مرد کے نیچے فرش غلیظ بنتی ہے۔انسان اس عمل کے ذکر کرنے سے بھی شرم محسوس کرتا ہے اور یہ صحبت کا عمل وہاں کیا جاتا ہے جہاں کوئی دوسرا موجود نہ ہو یعنی اس میں عورت کی ذلت ہے، زیادہ تر گالیوں میں بھی اس چیز کا ذکر زبان پر لایا جاتا ہے، چونکہ صحبت جنسی میں عورت کی توہین ہوتی ہے لہٰذا ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے کیونکہ اس کو توہین سے بچانا ضروری ہے۔ان رشتوں کا احترام ضروری ہے جس کا احترام فرض ہو اس کی توہین حرام ہے لہٰذا ماں، بہن سے نکاح حرام ہے امام رازی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر ایسی عورت جس کا احترام اور ادب فرض ہو اس سے نکاح کرنا حرام ہے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اولاد رسول ﷺ کا احترام اور ادب فرض ہے لہٰذا ان کی مستورات سے نکاح حرام ہے تا کہ ان کو اس توہین اور ذلت سے بچایا جائے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر دوسری عورتوں کیساتھ نکاح کیوں جائز ہے؟ امام سرخسی علیہ الرحمۃ مبسوط میں اس کا جواب دیتے ہیں انما جوز ما جوز منه لا جل الضرورۃ خلاصہ یہ ہے کہ ماں، بہن، بیٹی سے نکاح کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نکاح غلامی ہے اور نکاح کا مقصد وطی (جماع) کر کے اولاد پیدا کرنا ہے۔اور اس عمل میں عورت کی ذلت ہے۔دوسری عورتوں کے ساتھ صرف نسل آدم کے باقی

رہنے کی غرض سے نکاح جائز ہے وہ ضرورت کی وجہ سے ہے جب باہر سے ضرورت پوری ہوسکتی ہے تو اپنے قابل احترام رشتوں سے نکاح حرام ہے۔ کیونکہ ان کو ذلت و توہین سے بچانا ضروری ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں چونکہ آپ کی بیٹیاں اور بیٹے ہی تھے اور کوئی صورت نہ تھی لہٰذا ضرورت کی وجہ سے بہن بھائی کا نکاح اس شریعت میں جائز تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس کا احترام فرض وضروری ہو اس سے نکاح حرام ہے۔ اس کی عزت کو بچانا فرض ہے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ رسول پاک کی شہزادیوں کا احترام فرض ہے ان کی توہین حرام ہے لہٰذا ان کی عزت و ناموس کی حفاظت لازم ہے اس لیے ان سے نکاح کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اگر اپنی ماں، بہن کی عزت کا بچانا فرض ہے تو رسول پاک ﷺ کے جگر گوشوں پر ہزاروں ماؤں اور بیٹیوں کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے محققین و اولیاء کرام نے اس نکاح کو ناجائز بلکہ حرام فرمایا ہے کیونکہ اس میں خاندان نبوت کی توہین ہے سادات کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے اور عرف عام میں مسلمان بھی اسکو سخت ناجائز اور بے ادبی سمجھتے ہیں۔ بعض نام نہاد حنفی سنی نما ناصبی، حدیث رسول ﷺ اور اقوال فقہاء کو پس پشت ڈال کر کہتے ہیں کہ نکاح میں کوئی غلامی نہیں بلکہ عزت ہوتی ہے اور احترام ہوتا ہے، ان سے گذارش ہے کہ یہ عزت آپ رسول اللہ ﷺ کی شہزادیوں کو ہرگز نہ دیں کیونکہ اس سے اولاد رسول ﷺ کو ایذاء ہوتی ہے۔ نیز اگر کل کوئی مغربیت زدہ روشن خیال آپ کی تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ماں، بہن سے نکاح جکڑ لے کہ میں اس کو عزت دے رہا ہوں کیونکہ یہ عزت کی زیادہ مستحق ہے تو پھر آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟

افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگر کسی مولوی کی بیٹی کا ذکر ایسے کیا جائے تو وہ سیخ پا ہو جائے گا اگر کہا جائے کہ فلاں مفتی اسلام، مفسر قرآن یا استاذ العلماء کی بیٹی کا نکاح عالم یا جاہل، موچی اور جولاہے سے جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کی غیرت جوش میں آئے گی۔ کیا شرم نہیں آتی کہ جس چیز کا ذکر اپنے لئے پسند نہ کریں اس کی نسبت خاندان نبوت کے پاکیزہ افراد کی طرف کی جائے اہل ادب کا ذوق تو یہ ہے کہ اپنی نسبت سرکار ﷺ کی گلی کے کتوں سے کرنا بھی بے ادبی سمجھتے ہیں۔ قدسیؒ فرماتے ہیں!

نسبتِ خود بسگت کردم و خود منفعلم

زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

جناب مفتی محمد حسین چشتی نے وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نہایت ہی مستحسن اقدام فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات عام فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دیگر علمائے اہل سنت کو بھی مقام اہل بیت اطہار کے تحفظ کا جذبہ عطا فرمائے قاسم فیضان ولایت حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ فرمایا کرتے تھے کہ سیّد اگر خود اپنی عظمت بیان کریں تو لوگ کہیں گے یہ اپنے گھر کی بات کرتے ہیں یہ ہم غلاموں کا کام ہے کہ خاندان رسول ﷺ کی عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے کوشش کریں۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ علمائے کرام ہمیشہ اس طرح جہاد فرماتے رہے ہیں اب تک متعدد تصانیف اس موضوع پر منظر عام پر آئی ہیں۔ بعض میں جزوی طور پر اور بعض میں مستقل طور پر اس مسئلہ کا ذکر ہے خصوصاً جب آج سے ایک سو سال پہلے اٹک میں ایک واقعہ پیش آیا تھا اس وقت کے عالم جلیل قاضی غلام گیلانی علیہ الرحمۃ نے ایک

شاندار کتاب ''حق الایضاح'' تصنیف فرمائی جس میں دلائل قاہرہ سے ثابت فرمایا کہ سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے سخت ناجائز ہے اگر اس کے والدین اپنی رضا سے ایسا نکاح کریں تو وہ بھی گنہگار اور عذاب خداوندی کے مستحق ہونگے۔ اس کتاب پر عرب و عجم کے تقریباً 200 علمائے کرامؒ اور اولیاء عظامؒ نے دستخط فرمائے اور تصدیقات فرمائیں جن میں تاجدار علم و فضل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلویؒ، سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، علامہ انور شاہ کشمیری، مولوی اعزاز علی دیوبندی، مفتیان حرم مکہ و مسجد نبوی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور کے ممتاز عالم دین علامہ ابورشید عبدالعزیزؒ نے عزیز المعظم تصنیف فرمائی اور ساتھ ہی جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ بریلی شریف کا فتویٰ شائع فرمایا جس میں سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کو ناجائز ثابت کیا گیا ہے اس کتاب پر اعلیٰ حضرتؒ کے صاحبزادگان، صاحب بہار شریعت حضرت علامہ امجد علیؒ مناظر اہل سنت علامہ حشمت علیؒ، علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی، سیّدنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوری دیوبندی جیسے علماء و مشائخ نے دستخط فرمائے یہ کتاب بھی ۱۳۲۱ ہجری میں طبع ہوئی تھی اب چند کتابوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے جن میں سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کے ناجائز ہونے کا بیان ہے

نام کتاب	نام مصنف
۱۔ رشفۃ الصادی	شیخ شہاب الدین مکیؒ
۲۔ فتاویٰ کبریٰ	امام ابن حجر مکیؒ
۳۔ حق الایضاح فی شرطیۃ الکفوء للنکاح	حضرت قاضی غلام گیلانیؒ

۴۔انکشاف الاسرار فی تعظیم آل النبی المختار	حضرت قاضی اسرار الحق حقانیؒ
۵۔عزیز المعظم فی اکرام المکرم	علامہ ابو رشید عبد العزیزؒ
۶۔ھدیۃ النجباء	علامہ کرم دینؒ دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم
۷۔فتاویٰ نظامیہ	حضرت علامہ نظام الدین ملتانیؒ
۸۔فتاویٰ مہریہ	سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ
۹۔ملفوظات مہریہ	سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ
۱۱۔النظائر لاکرام الشعائر	حضرت علامہ سیّد عبد القاضی قادری جماعتیؒ
۱۲۔مطالع الانوار	حضرت علامہ زکریا بنوری پشاوریؒ
۱۳۔حسب ونسب جلد ۵ مکمل	حضرت مفتی غلام رسول جماعتیؒ
۱۴۔نسب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ سیّد محمد یونس کاظمی قادریؒ
۱۵۔تعظیم الاشراف	حضرت علامہ سیّد غلام حسن کاظمیؒ
۱۶۔احقاق الحق والایضاح۔	علامہ محمد عبد الشکور ہزاروی
۱۷۔رسالہ محب النبی	استاذ الکل علامہ محب النبی چشتی گولڑویؒ
۱۸۔حجۃ قویہ	علامہ عبد الرحمٰن میر پوری چشتی گولڑویؒ
۱۹۔بغیۃ المستر شدین	مفتی مصر الشیخ عبد الرحمٰن الخضرمیؒ
۲۰۔عترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ سیّد محمد یعقوب شاہ
۲۱۔نسبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ صاحبزادہ محمد از ہر بکوٹ شریف
۲۲۔تحقیق الحق	حضرت علامہ عبد الحی بن الشیخ الجامع غلام محمد گھوٹوی
۲۳۔اعانت السادات	علامہ سیّد زین العابدین بخاری
۲۴۔کشف الغمہ	امام عبد الوہاب شعرانیؒ

۲۵۔ابتغاۓ ادب	حضرت علامہ محمد عمر چشتی گولڑوی
۲۶۔خطبات نعیمہ	علامہ حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمیؒ
۲۷۔فتاویٰ مفتیان گولڑہ شریف	استاذ الکل علامہ محب النبی و دیگر علماء کرام
۲۸۔سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے	علامہ جی۔اے حق محمد چشتی
۲۹۔مطبوعہ اشتہار	علامہ عبدالحی و حضرت مولانا محمد اسحاق مانسہروی
۳۰۔عبادالرحمٰن (تذکرہ مشائخ بھر چونڈی)	علامہ محمد فاروق القادری
۳۱۔فتویٰ نکاح سیّدہ	استاذ العلماء قاضی عبدالجلیل ہزاروی فاضل سہارنپور
۳۲۔ناموس سادات	علامہ سیّد صفدر علی شاہ گجرات
۳۳۔عظمت سادات	علامہ فضل عباس ھمدانی
۳۴۔شرح موطاء امام محمدؒ	علامہ مفتی محمد علیؒ (صاحب تحفہ جعفریہ)
۳۵۔فتاوی جماعتیہ	مفتی غلام رسول جماعتی
۳۶۔مجموعہ الفتاویٰ انوار شریعت	چار اکابر اہل سنت و جماعت
۳۷۔اصبح الصادق فی فضائل الجعفر الصادقؒ	علامہ غلام رسول نقشبندی جماعتی
۳۸۔الامام زین العابدین	علامہ غلام رسول نقشبندی جماعتی
۳۹۔الحبل المتین فی اتباع السلف الصالحین	علامہ سعید الرحمٰن حنفی

حضرت شیخ الجامعہ فقیہ العصر استاذی المکرم علامہ سیّد غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوری نور اللہ مرقدہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس مسئلہ میں ہمارا مسلک وہی ہے جو اعلیحضرت گولڑویؒ اور قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کا تھا یعنی سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کا نکاح ناجائز ہے۔

اور سیّدی محسن اہل سنت شیخ الحدیث پیر سیّد حسین الدین شاہ صاحب کاظمی سلطانپوری دامت برکاتہ کا بھی یہی موقف ہے جن کی تربیت سے لاکھوں افراد امت کو ادبِ اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دولت نصیب ہوئی اور آپ ہی کے فیض نظر سے اس عاجز کو یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نسبت نبوی کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ یہ کتاب ہر مسلمان تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ اپنے خاندان احباب اور بچوں کو پڑھ کر بار بار سنائیں کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ (۱) اپنے نبی ﷺ کی محبت (۲) آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت (۳) قرآن مجید پڑھنا۔

گدائے در بتول سلام اللہ علیٰ ابیھا و بعلھا و ابنیھاو علیھا

محمد حنیف قریشی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

خطیب جامع مسجد سیّدہ آمنہؓ ڈھوک علی اکبر راولپنڈی

بانی وسرپرست اعلیٰ شباب اسلامی پاکستان

۱۷ کتوبر، 2006ء

حضرت علامہ صاحبزادہ ابوالکلیم نفیس احمد قادری فاضل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم
بانی ومہتمم دارالعلوم قادریہ ریاض الاسلام شاہ فیصل کالونی راولپنڈی

جس مسئلہ پر مفتی کشمیر حضرت مفتی محمد حسین چشتی صاحب نے زیر نظر کتاب میں بحث فرمائی۔ یہ وقت کی اہم ضرورت تھی مفتی صاحب ایک عظیم عالم دین اور کامل صوفی ہیں آپکا یہ قدم اہلسنت کے لیے بڑا اعزاز ہے۔ اس کی اشاعت کا کام فاضل جلیل صاحبزادہ سید عظمت حسین شاہ صاحب گیلانی کی شب وروز کوشش سے ہورہا ہے شاہ صاحب اہلسنت کا اثاثہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کوشرف قبول عطا فرمائے۔

جامعہ رضویہ کے تعلیمی دور میں استاذی المکرم حضرت شیخ الجامعہ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوری نور اللہ مرقدہ سے دوران سبق جب کبھی ہم اس مسئلہ کے بارے میں سوال کرتے تو آپ فرماتے تھے بیٹا! اس مسئلہ میں ہمارا موقف اور مسلک وہی ہے جو اعلحضرت گولڑوی علیہ الرحمتہ کا تھا یعنی سید زادی سے غیر سید کا نکاح ناجائز ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھ کر تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خادم اہلسنت، گدائے در اہلبیت اطہار
نفیس احمد قادری

۱۳ اکتوبر ۲۰۰۶ء ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۷ ھجری جمعۃ المبارک

از عزت مآب جناب سیّد علی اکبر گیلانی چشتی زید مجدہٗ ڈائریکٹر آل حسن اکیڈمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق ذوالجلال نے اپنی حکمت کاملہ اور قدرت مطلقہ سے کائنات ارضی وسماوی کے ہر طبقے کے اندر درجہ بندی فرمائی ہے۔ زمین ہی کو لیجئے اس میں بھی ادنیٰ واعلیٰ کا ایک تصور ہے۔ اور کتابِ حکمت میں خالق خود اس فلسفہ کو یوں بیان فرما رہا ہے۔ "والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ و الذی خبث لا یخرج الا نکدا ط کذالک نُصرف الایات لقوم یشکرون (اعراف ۵۸)

ترجمہ:۔ پاکیزہ اور عمدہ زمین کی پیداوار اپنے رب کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور خبیث وبنجر زمین میں سوائے معمولی گھاس پھونس کے کچھ نہیں اگتا اسی طرح مختلف طریقوں سے ہم شکر گزار قوم کے لیے نشانیاں بیان کرتے ہیں۔ آسمان سے بارش تمام زمین پر برابر برستی ہے، مگر جتنی عمدہ وزرخیز زمین ہوتی ہے فصل بھی اتنی اچھی ہوتی ہے گلستان میں بارش کے فیضان سے طرح طرح کے خوشبودار پھول اور پھل پیدا ہوتے ہیں مگر وہی بارش جس وقت بنجر و ویران شوروالی میں پر برستی ہے تو گھاس پھونس اور جھاڑیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مومن کے قلب کی زمین بڑی زرخیز ہوتی ہے، اس کے پاکیزہ قلب میں انوار و تجلیات پیدا ہوتے ہیں اور کفار و منافقین کے خراب دلوں پر سوائے وسوسوں اور خیالات فاسدہ کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ سیّدنا سعدیؒ فرماتے ہیں

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

اچھی استعداد والے فیضان کو قبول کر کے حسبِ استعداد بلند مرتبہ حاصل کرتے ہیں اور بدفطرت لوگ انکار کر کے اسفل السافلین میں چلے جاتے ہیں اگرچہ رحمت واسعہ کا فیضان تمام جہانوں کے لیے ہوتا ہے۔

تمام اہل ایمان کو فطری استعداد سے نوازا گیا ہے اور حسبِ استعداد انہوں نے فیضان نبوت سے اپنے ظاہر و باطن کو منور کیا ہے جتنی زیادہ کسی کو مرکزِ فیض اور منبع فیض سے قربت ہوتی ہے اتنی ہی اس میں صلاحیت واستعداد زیادہ ہوتی ہے۔

نبی پاک ﷺ کے وسیع ترین فیضان نبوت حاصل کرنے والوں میں سب زیادہ قبولِ فیض کی استعداد آپ کے صحابہ کرامؓ واہلبیت اطہار کو حاصل ہوئی۔ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے مطابق اکتساب فیض کیا اور قرب الٰہی کا بلند مرتبہ پایا۔ خصوصاً حضور ﷺ کے اہلبیت، طہارت و پاکیزگی کی اس منزل پر فائز ہوئے کہ خود خالق کائنات نے ان کی شان میں آیت تطہیر نازل فرمائی اور تا قیامت ان کی ظاہری و باطنی طہارت کا اعلان فرمایا۔ طہارت ونفاست کا یہ عالم کہ سیّدہ نساء عالمین فاطمۃ زہراء سلام اللہ علیہا کی ذات گرامی کو جملہ عوارض نسوانیہ سے پاک فرمادیا مولا علی کرم اللہ وجہہ کی طہارت کا یہ مقام کہ خانہء خدا میں ولادت ہوئی

گوہر چوں پاک بود صدف نیز پاک بود

آمد میانہء حرمِ کعبہ در وجود

کعبہ زفیضِ کعبہ صفا داشت لاجرم

بردوشِ سیّدِ دو جہاں جلوہ می نمود

ولدته فی الحرم المعظم امّه　　　طابت وطاب ولید ھاوالمولد؛

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی جلیل القدر تصنیف میں صحابہ کرامؓ واہلبیت اطہارؓ کی فضیلت وعظمت کا بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں ''وبحسبِ شرفِ ذات وطہارتِ طینت وپاکیء جوہر ہیچ کس بفاطمہؓ وحسن وحسین ودیگر اہلبیت نرسد (تکمیل الایمان صفحہ ۶۸)

ذاتی شرف ،فطری طہارت اور جوہر کی پاکیزگی کے لحاظ سے کوئی بھی سیّدہ فاطمہ ،حسنین کریمینؓ دیگر اہلبیت اطہار کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا گویا نسبی عظمت ورفعت کے لحاظ سے کوئی بھی خاندان اولادِ سیّدہ فاطمہؓ کا ہمسروثانی نہیں ہے۔

عزیزم سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی نے بیان کیا ہے کہ غوث زمان قبلہ عالم حضرت سیّد غلام مصطفےٰ شاہ صاحب نقشبندی کاظمی علیہ الرحمۃ طوری شریف (ایبٹ آباد) فرمایا کرتے تھے کہ قبلہ عالم مجدد اسلام خواجہ گولڑویؒ نے اپنے اس کلام میں اولادسیّدہ فاطمہ علیہا السلام کے عدیم الکفوء ہونے کا بیان فرمایا ہے

ایہہ مہندی فاطمہؓ سین دی اے　　　خون پاک شہید حسینؓ دی اے

ایہہ ہوراں نال نہ رلدی اے　　　لایا مہندی خون اجل دی اے

''ایہہ ہوراں نال نہ رلدی اے'' کے الفاظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خون رسول ﷺ کا کوئی کفوء نہیں۔

امام یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ کا یہ بیان بھی بہت سارے حقائق منکشف کررہا ہے

''امور دینیہ اور عقائد اسلامیہ میں سے اہم ترین امر یہ ہے کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ

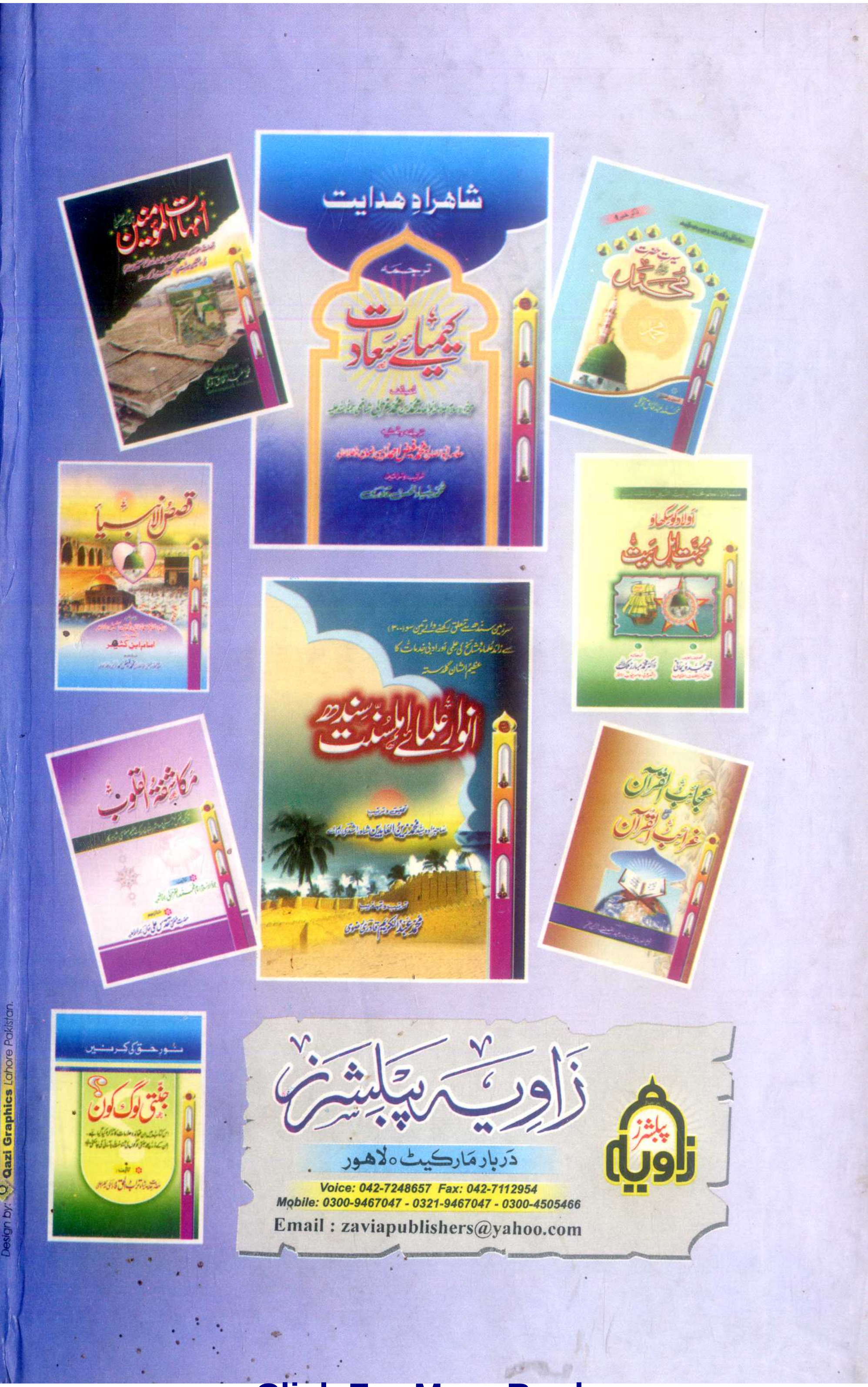
ﷺ ہر فرشتے اور رسول سے افضل ہیں آپ کے آبائے کرام تمام لوگوں کے آباء سے اور آپ کی اولاد ہر شخص کی اولاد سے اشرف واعلیٰ ہے کیونکہ ان کا حسب ونسب نبی کریم ﷺ سے وابستہ ہے ہیں آپ ﷺ کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے جو شخص اس محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا اور منافق ہے اور حضور ﷺ کے آباواجداد اور آپ کی اولاد کی محبت آپ ہی کی محبت ہے۔ آپکے آباء کا زمانہ گزر گیا اور ان کے تذکرے باقی ہیں اولاد پاک اس امت کی برکت ہے اور اس کی غموں کی سیاہی کو دور کرنے والی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر زمانہ میں ان کی ایک جماعت موجود رہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کی بلاؤں کو دور فرمائے''۔ ''الشرف المئوبد لآل محمد'' امام نبہانی نے یہاں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے لکل خلف من امتی عدول من اھلبیتی ہر دور میں امت کی رہنمائی کے لیے آلِ بیتِ پاک میں سے کوئی فرض ضرور موجود رہے گا ائمہ اہلبیت اطہار کے بعد بانی سلسلہ شاذلیہ سیّدنا ابوالحسن الشاذلی الحسنی، سیّدنا غوث الاعظم الحسنی الحسینی، سیّدنا عبدالعزیز الدباغ الحسنی، سیّدنا داتا علی ہجویری، سیّدنا بہاؤالدین نقشبند بخاری، سیّدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، سیّدنا امیر کبیر علی ہمدانی، سیّدنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، فاتح قادیانیت سیّدنا مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدست اسرارھم یہ سب اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افراد ہیں جن کی قربانیوں کی وجہ سے پوری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی اور آخر کار قربِ قیامت میں اسلام کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دے کر ساحل مراد تک پہنچانے والے امام مہدیؑ بھی اولادِ سیّدہ فاطمہؓ میں سے ہوں گے۔

آخر میں عرض ہے کہ قبلہ مفتی صاحب نے اس تصنیف کے ذریعے ایک بہت بڑے فتنے کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ طرزِ بیان نہایت سادہ اور دلنشین ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے اس میں بہت کچھ ہے۔ البتہ جن کے دلوں پر غفلت کے پردے پڑ چکے ہیں ان کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

زمینِ شورہ سنبل برنیارد　　　　درو تخمِ عمل ضائع مگرداں

اس فقیر کی بیعت و ارادت بھی بفضلہٖ تعالیٰ حضرت بابو جی گولڑوی قدس سرہ سے ہے ۱۹۵۴ء میں پہلی مرتبہ حاضری کے موقع پر ہی یہ عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ قبلہ بابو جی ہمیشہ مسلک مہریہ کا تحفظ فرماتے رہے۔ مفتی صاحب کی اس کاوش سے مرشد کریم کی روح مبارکہ کو یقیناً بے حد خوشی حاصل ہو گی۔

زاویہ نشین سیّد علی اکبر گیلانی　　　ڈائریکٹر آلِ حسن اکیڈمی راولپنڈی



شاہراہِ ہدایت
ترجمہ
کیمیائے سعادت
امہات المومنین
قصص الانبیاء
امام ابن کثیر
محبت اہل بیت
انوار علمائے اہلسنت سندھ
مکاشفۃ القلوب
عجائب القرآن
غرائب القرآن
جنتی لوگ کون
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاہور
Voice: 042-7248657 Fax: 042-7112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@yahoo.com
Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan.